

عمران سیفیز

# پاسائی

منظہ گلشمیر دا لے



# چند باتیں

محل نہیں  
۱۶

خوب فارغ  
دوہرہ اللہ

آپ یقین کریجئے، ناول لکھنا اتنی مشکل نہیں ہوتا جتنا پیش لفظ لکھنا۔ میں تھے بہریت ہیں کہ شش کی سے کہ ناول بخوبی پیش لفظ کے چپ جائے مگر بخوبی کو منسلک کرنی تھیں۔ بخوبی پیش لفظ کی سمت طرفی نے یہ پیش لفظ کھو دیا تو کسے بخوبی صنفیں کی جان غذاب میں ڈال رکھیے۔ ابھی تو فعلا کا تخلیک کے کھلکھل پیش لفظ کھوئی ضرور ہے وہاں اگر زبر لفظ اور زیر لفظ بھی مانع ہوتے تو ہم غربہ صنف کی کامیکا بجا رکھیتے۔ دیسے آجھ تو پیش لفظ لکھنا بھی ایک ٹیکڑوں نہیں جا رہے۔ اب تو بڑے ادیب باقاعدہ پیش لفظ لکھنے کا کاروبار کر رہے ہیں۔ کتنی بار اپنے پبلشر سے کہا ہے کہ جسی ناول تو مجھ سے لکھوایا کرو مگر پیش لفظ کسی اور سے۔ مگر صاحب زبرست نہ رہنے دے اور زبینے و سے۔ ایک ہی جواب جو تاہے کہ نہیں تھا پیش لفظ بھی آپ نے ہی لکھا ہے اور لکھنا بھی ضرور ہے۔ بہاں سک کہ ناول بے شک کہیں دلکھیں پیش لفظ ضرور لکھیں۔ شاید اس کی وجہ یہ سی ہو کہ ناول لکھنے کی توصیف کو رائکوئی دینی پڑھے ہے جب کہ پیش لفظ صفت میں لکھا جاتا ہے اور صفت کی قابل تو قاضی جی بھی نہیں چھوڑتے۔

تو صاحب اتنے ناول پاساشی میں پیش لفظ عاضر ہے۔ ناول کیا ہے۔ ظاہر ہے کہیں نے تو اس پر صفت کی ہے۔ مجھے تو اچھا لگتا ہی ہے۔ اب آپ کو

اس سے نادے کے نام نام مقام کردار ماقابلات اور  
پیش کر، پہنچنے والے فرضیے کیجئے  
کہ ہندوی یا انگریز طبقت مفترضے اتنی  
ہو گے جسے کہے پیش کر، مصنف  
پہنچنے والے ذمہ دار ہمیں ہو جائے گے۔

ہشتران	..... اشرف قریشی
	..... یوسف قریشی
پرائز	..... محمد یوسف
طالع	..... ندیم یوسف پرائز لالہور
قیمت	..... روپے 35/-



سہ پہر کا وقت تھا مول مالا لبار کے وسیع و عریض کمپاؤنڈ میں  
خاصی چیل پہل تھی۔ پارکنگ شید میں کاریں ہی کاریں نظر آ رہی  
تھیں، میں گیٹ سے متواتر لوگ آ جا رہے تھے۔ کمپاؤنڈ کے گیٹ  
سے ایک سرخ رنگ کی سپورٹس کار آہستہ ریشنٹی ہوئی داخل  
ہوئی۔ اس کار خ پارکنگ شید کی طرف تھا۔ ایک خالی جگہ پر وہ کار  
رک گئی۔

دروازہ کھلا اور پھر عمران اپنے مخصوص ٹیکنیکل لباس میں کار کا  
دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ اس نے کار پارک کی اور پھر میں گیٹ  
کی طرف چل پڑا۔

ابھی عمران گیٹ سے تقریباً ایک سو گز دور تھا کہ اچانک ہوٹل کا  
کمپاؤنڈ ایک زور دار دھماکے سے گونج اٹھا۔ دھماکہ اتنا شدید اور  
اچانک تھا کہ کبھی لوگ تو چلتے چلتے گرپڑے تھے۔ دھماکہ پارکنگ  
شید کی طرف ہی ہوا تھا۔

دھماکہ ہوتے ہی عمران پھرتی سے مڑا اور پھر اس کی آنکھیں  
حیرت سے پھٹ کتیں کیونکہ اس کی کار کے پر زے فضا میں بکھر  
چکے تھے۔ دوسرے لمحے ایک اور زور دار دھماکہ ہوا۔ یہ شہوار کی

عمران نے پاس کھڑے ہوئے ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔  
 ”یہ تو واقعی کار جل رہی ہے۔“ کہنے کا انداز برا مفکر خیز تھا۔  
 تو آپ کا کیا خیال تھا؟“ ؟ نوجوان نے اس کے میکنی کلر بس کو بغیر  
 دیکھتے ہوئے لٹکنے لگا۔  
 ”میں سمجھا تھا کہ شام رسول طائفیں والے منظہ ہو کر رہے ہیں۔“ — عمران  
 نے مخصوصیت سے کہا۔  
 ”وہ نوجوان کے چہرے پر گوارتا تاثرات اُبھر آتے۔  
 پہلوں کو پڑھ جوں جوں دہان پہنچ چکی تھی۔ پولیس نے کار کے ماں  
 کی کھش قرودا گردی۔ وہ پورٹ ٹکٹ شیڈ کے چوکیدار پر وچھ چک کر رہے  
 تھے مگر چوکیدار نے انہیں بتایا کہ یہ کار ابھی ابھی دہان آ کر رکی تھی۔ اس میں  
 نے ایک خوبصورت سادہ یانے قد کا نوجوان نکلا تھا جس نے عجیب و غریب  
 بیاس پہنچا ہوا تھا۔  
 ”عجیب و غریب سے تمہارا کیا مطلب ہے؟“ — پولیس ان پکڑنے  
 سوال کیا۔

”جگات جھلکیوں کے قدم پرے منت، بکھر کے تھے۔“ پتوں سیاہ  
 تھا۔ کوٹ نیلاستا۔ ٹانی سرخ تھی۔ قیعنی گھر سے ندروںگ کی تھی  
 ہم تو سے احمد مسلم تھا تھا۔“ چوکیدار نے دعا صحت سے کار دلے  
 کا حلہ بٹایا۔

چوکیدار کے منزے سے یہ جلد سنکر ان پکڑ چونک پڑا۔ وہ عمران کو اچھی  
 اڑجاتا تھا۔ وہ کچھ لیا کر ایسا حلیہ عمران کے علاوہ اور کسی کا نہیں ہو سکتا۔  
 اس نے عجیب پر نظریں دوڑاتی شروع کر دیں۔ وہ عمران کو تلاش کر رہا تھا۔

یعنی کہ پہنچنے کا تھا۔ عمران نے کافلوں میں انگلیاں دے لیں بھروسہ حیرت  
 سے سر پر ہاتھ پھینٹنے لگا۔ کپاڈ نہیں افزائی تھی۔ عمران کی کار کے ساتھ بکڑی ہرلنگ دوسری  
 کاروں کو بھی نقصان پہنچا تھا۔  
 عمران کے لئے واقعی یہ بہ کچھ حیرت انگریز تھا۔ ابھی چند لمحے پہلے وہ  
 کار سے نکلا تھا۔ دھمک کر لینے کا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ عملکن ہالہ الہ  
 پھا تھا۔ اگر اسے چند منٹ کی دیر سہ جاتی تو وہ بھی کار کے ساتھ ہی نضامیں  
 بکھر چکا ہوتا۔

عمران کی حیرت اس لئے بھی تھی کہ آج کل اس کے پاس کوئی کیسی بھی  
 نہیں تھا کہ وہ خیال از رنا کر دشمنوں نے اسے مارنے کے لئے کار میں ٹاکم برمکھا  
 ہو گا۔  
 اچانک بیٹھے بیٹھے اس کا آوارہ گردی کا سوتاں گیا اور وہ گیرا جس سے کار  
 نکال کر شہر میں ٹھوٹنے لگا۔ چند لمحے پہلے اسے چلتے مالا بارہہ لہنہ چاہئے  
 پہنچنے کا سوتاں ٹھیک تھا پچھے وہ کار اندھے چلا آیا۔

عمران کی کار ابھی بکہ دھڑا در جل رسی تھی۔ کار کے ارکوڑ دھمکت سے  
 لوگ جمع ہو چکے تھے۔ ہٹول سے بھی دوگ نکل کر کار کے گرد جمع ہوتے بارے ہے  
 تھے۔ چوکیدار اور ٹول کا دوسرا غول آگ بھٹکنے کی کوشش میں صرف ہوا۔  
 عمران بھی چاکر بھیر میں شامل ہو گیا۔ وہ ایک تماشی کی طرح اپنی کار کو جلانا ہوا  
 دیکھ رہا تھا اسکیں اس کا داماغ قیمتی سے سوچ رہا تھا کہ سب کیا سہا۔؟  
 کس نے ایسا کیا ہو گا۔؟ لختی میں فائز بر جھٹپٹ بھی دہان پہنچ گیا۔ پھر با خالط  
 طور پر آگ بھٹکانے لگی۔ لوگ مختلف چیزیں یا کسی کو رہے تھے۔

لے چکر لے آیا۔ عمران نے دفاعت کرتے ہوئے کہا۔  
ادہ۔ انسپکٹر نے مطہن انہیں میں سالس لیتے ہوئے کہا۔  
میسے سامنے پہنچی۔ انسپکٹر نے عمران سے کہا۔  
کہاں۔؟ عمران نے خوفزدہ لمحے میں کہا۔  
آپ کا بیان تکم بند کر لے ہے۔ انسپکٹر نے جواب میں کہا۔  
ادہ! میں سمجھا کہ شاید آپ مجھے کار چلنے کے الزام میں مخالف  
نہ جائے میں۔ عمران نے اٹلیاں کی طویل سالس لیتے ہوئے کہا۔  
چھٹے بڑے انسپکٹر عمران کا بیان قدم بند کر رہا تھا۔  
عمران نے انسپکٹر کو بتایا کہ مددی دیر پسے اس نے گیراج سے کار ٹکالی ہے  
اصحتا ہوئے سے چند منٹ پہلے مگدہ اسے متواتر ٹکرا رہا تھا۔  
دھماکر لیتیں تاکم برم کا تھا۔ آپ کے کار چلا تے ہوئے تاکم برم کی موجودگی  
محوس نہیں کی تھی۔؟ انسپکٹر نے سوال کیا۔  
تاکم برم۔ عمران نے جیرت سے کہا۔  
انسپکٹر صاحب۔ نہ کہیں تو جوں ہے لفظ تاکم بتانے والی۔ یہ  
کہم کہ کہ تھی ہر کی کھربی کا ہے۔ عمران نے معصوم سے لمحے  
میں کہا۔  
پلیز عمران صاحب۔ ڈاہنیگی سے جواب دیجئے۔ یہ سوال بڑا  
امپارٹسٹ ہے۔ انسپکٹر نے کہا۔  
اچھا۔ بڑا امپارٹسٹ ہے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ آئندہ میرک  
کے امتحان میں یقیناً اُرپا ہے۔ عمران نے اسکا لمحہ میں کہا۔  
انسپکٹر خاموش ہو گیا۔ کیونکہ اسے اپنی طرح علم تھا کہ عمران سے باور

پہر اے عمران جسمیں میں ایک تماشائی کی جیشیت سے کھڑا نظر آگیا۔ وہ  
تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔ چند طبقے بعد وہ عمران کے قرب بوجوہ ملتا۔  
عمران نے اسے قریب آتے دیکھ کر ایک طرف کو کھسکنا چاہا۔  
عمران صاحب!۔ انسپکٹر نے قریب آتے ہی تیزی سے کہا۔  
لگ۔ لگ۔ کیا ہاتھ ہے انسپکٹر صاحب۔؟ میں نے الگ نہیں  
لکھا۔ آپ مجھ سے قسم احقوالیں۔ عمران نے خوفزدہ لمحے میں  
کہا۔  
پاس کھڑے ہوئے لوگ جیرت سے عمران کو دیکھنے لگے۔  
لیکن عمران صاحب!۔ یہ کار آپ کی تھی۔؟ انسپکٹر  
جو عمران کی عادت جانا شکا، اس کا فقرہ نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔  
میری کار۔ عمران اپاکھ اچھل پڑا۔ جیسے اسے اب معلوم ہوا ہو کہ  
جسے والی کار اس کی تھی اور قریب کھڑے ہوئے لوگوں کو بھی یہ سُنکر جیرت  
کا شدید جھکتا لگا کیونکہ وہ اسے کافی دیر سے ایک تماشائی کی طرح جلتی ہوئی کار  
کا نظارہ کرتے دیکھ رہے تھے۔  
جی ہاں!۔ آپ کی ہی کار تھی۔ انسپکٹر نے اٹلیاں سے کہا۔  
غصب ہو گی انسپکٹر صاحب!۔ اسی چند دن ہوتی میں نے اسے  
چلایا تھا۔ ہلتے بڑی بے ذائقی یہ۔ بہت جلد سامنہ چھڈ گئی۔  
عمران نے مظلوم سا چھرو بناتے ہوئے کہا۔  
چلایا تھا۔؟ انسپکٹر جمی چکر کھا گیا۔  
جی ہاں!۔ ایک صاحب اگاہ کر کے گئے تھے۔ احمد ولیب سی نہیں  
کر رہے تھے۔ ایک دن وہ اسے بازار میں کھڑی کر کے شاپنگ کرنے گئے اور

میں جتنا یا اسے بخوبی پر تلاعہ کریں اس کے لئے کاروگ نہیں۔  
ان پکڑ کرنے والوں کو ہرگز نے خود ہی کہا۔

پنچھر صحبہ — آپ بھی جو شے با دشادھاں ہیں — اگر مجھے پہلے علم ہوتا تو میں کہہ کر کیوں تباہ ہونے دیتا؟  
بیان قلم بند کرنے کے بعد عران ہرٹل سے باہر آیا اور چھر ایک فائی تیکھی پکڑ کر اپنے فلیٹ کی طرف پل دیا۔



جو لیا با تحدیر میں سے بکار ہی تھی۔ سنجائے وہ کس کے متعلق سوچ رہی تھی۔  
بکلے سروں میں سیٹی بکار ہی تھی۔ اپنے اور مذہبی انتہائی ڈیلوٹی بکلے دے۔ آج  
شام آنھوں بجے تک سبب بہرہ سواتے صفت کے شہر میں گھوستے رہیں گے۔  
جن کے پاس اپنی کاریں اور موڑیں بکلیں ہیں وہ انہیں استعمال کریں۔ باقی  
ٹیککریں میں گھومنیں — لینج، ڈوز اور چلے وغیرہ کے لئے وہ ہرٹل میں  
جا سکتے ہیں۔ لیکن ہرٹل میں زیادہ ویران رکیں۔ ایک بات کا  
ہمیشہ سچتھی ہے خیل رکھتے کہ وہ اپنے تھاپ سے باخبر ہیں۔ لیکن  
تھاپ کرنے والوں کو کاغذ یا پیش کی کوشش نہ کریں۔ صرف رات کو  
اپنے پشت فلیٹوں پر جاتے ہوئے اپنے اپنے ڈاچ دین اور تمام دن اپنی  
حفلت کرنے سے بھی پوری طرح چور کرنے رہیں۔ صفت کو میں خود  
بلو راست آرڈر دے دوں گا۔ تم نے خود بھی اس بہایت پر عمل  
کرنا ہے۔ ایکٹو نے فصیل اپنیں ڈیلوٹی بتائی۔

اوکے سرا — میں ابھی بہایت دے دیتی ہوں۔ لیکن سرا —  
جو لیا کچھ کہتے کہتے رک گئی۔ عاری آزاد اس کے کافی میں سے بکلے اور جو لیا کامانہ خوشگوار میں دہم بہم  
ہو گیکے تو لیہ اس کے ہمقوں سے نیچے گرفٹا۔ اور پھر اس نے سپاٹ اواز

## من کہدا۔

لیں سرا۔

جو لیا! — تم نے ٹیلیفون رسیکرنسے میں اتنی دیر کیوں لگائی ہے؟  
ایکٹو نے اپنی کرخت لے چکے میں کہا۔

سرا۔

میں با تحدیر میں تھی۔ — جو لیا نے ڈلتے ڈرتے کہا۔  
اوکے سرا — تو تینیں معاف کیا جاسکتے ہے۔ — اس بار ایکٹو کی

آنکھ تھیں نرم تھیں۔

تھیک یو سرا — جو لیا نے بے دلی سے کہا۔

جو لیا! — سبب بکروں کو کال کرو اور انہیں نئی ڈیلوٹی بکلدو۔ آج  
شام آنھوں بجے تک سبب بہرہ سواتے صفت کے شہر میں گھوستے رہیں گے۔  
جن کے پاس اپنی کاریں اور موڑیں بکلیں ہیں وہ انہیں استعمال کریں۔ باقی  
ٹیککریں میں گھومنیں — لینج، ڈوز اور چلے وغیرہ کے لئے وہ ہرٹل میں  
جا سکتے ہیں۔ لیکن ہرٹل میں زیادہ ویران رکیں۔ ایک بات کا  
ہمیشہ سچتھی ہے خیل رکھتے کہ وہ اپنے تھاپ سے باخبر ہیں۔ لیکن  
تھاپ کرنے والوں کو کاغذ یا پیش کی کوشش نہ کریں۔ صرف رات کو  
اپنے پشت فلیٹوں پر جاتے ہوئے اپنے اپنے ڈاچ دین اور تمام دن اپنی  
حفلت کرنے سے بھی پوری طرح چور کرنے رہیں۔ صفت کو میں خود  
بلو راست آرڈر دے دوں گا۔ تم نے خود بھی اس بہایت پر عمل  
کرنا ہے۔ ایکٹو نے فصیل اپنیں ڈیلوٹی بتائی۔

اوکے سرا — میں ابھی بہایت دے دیتی ہوں۔ لیکن سرا —  
جو لیا کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

میلیفوں کو دیکھتی رہی۔ پھر اس نے رسید اخٹا کر غیرِ داخل کرنے شروع کر دیتے  
لور کافی دیر تک وہ مہربان کو ایک جگہ نئی ہدایات سے لامگا کرتی رہی۔  
پھر اس نے رسیدو رکھ دیا اور خود بھی کپڑے تبدیل کرنے اندر ہوئی کمرے  
میں پہن گئی۔

پھر تبدیل کر کے وہ جیسے ہی کمرے سے باہر آئی۔ کال پیل زرد سے بنجہ اٹھی  
ہوئی۔ تیر تر قدم اٹھاتی ہوئی پردنی دروازے کی طرف پہنی اور پھر جیسے ہی اس  
شحد خونہ خور سائنس عرمان موجود تھا۔

”رسیدو جو ہے، خود تھا۔ کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟“ — عرمان نے انتہائی  
میتھبھیجی میں کہا۔

”جو ہے۔“ جو لیانے ایک طرف بنتے ہوئے کہا اور عرمان اندر آ گیا۔  
جو لیا نے دروازہ بند کیا اور پھر وہ دو قوں ڈرائیٹنگ ردم میں سُنگے۔ عرمان  
ایک صورت پر ٹھیک ہو گیا۔

”جو لیا! — بڑی شدت کی جھوک لگی ہے۔ جیب میں پیے ہنیں  
میں کیا تو مجھے نا شست کردار ہی ہو۔“ — عرمان نے الجاریہ  
کھلکھلا کر۔

— میکن جو لیا جو فامرٹی سے کھڑی اسے دیکھ دیتی تھی۔ اس نے کھل جواب  
زدیا۔

عراں ایک لمبے ٹک اسے دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔

— ”کیا میسے سر پر ٹینگ اگ آئے ہیں؟“ — عرمان نے سر پر ناچھتہ  
پھر تھہہ ہوتے کہا۔

اور جو لیا چڑھک اٹھی۔

”ہاں جو لیا! — پوچھو کیا پوچھنا چاہتی ہو؟“ — ایکستونے نہ لے  
میں کہا۔

جو لیا کا کچھ حملہ رکھ گیا۔  
”سر! — کیا کوئی نیا کیس شروع ہو چکا ہے؟“ — جو لیانے  
دریافت کیا۔

”ہاں جو لیا! — میں ایک نئی سائز کی بُسوں گھر را ہوں۔“ کل شنبہ  
ہوئی ملابار میں عمران کی کار کو ٹائم بھسے اٹا دیا گیا۔ — ایکستونے تفصیل  
باتے ہوئے کہا۔

”سر! — ہم — عرمان صاحب تو پچھے گئے“ — جو لیانے  
ہٹکلتے ہوئے پوچھا۔ اس کی آفاز میں لذت سُتی۔  
”گھبراو نہیں — وہ پچ گلے ہے۔“ — ایکستونے کہا۔  
اوہ سوچیا جیھنپ کی۔

”جو لیا! — عرمان پر یہ خطرناک حملہ ظاہر کرتا ہے کہ آجھے تم سے پہلے اس  
ڈیپوی کے دوران کی وخت بھی اس قسم کا جان لیوا حملہ ہو سکتا ہے۔ ان  
لئے سب مہربان کو سختی سے ہدایت کر دو۔ پھر طرف چوکنے رہیں۔ ایک  
دوسرے سے اٹھنی رہیں“ — ایکستونے جو لیا کو ہدایات دیتے ہوئے  
کہا۔

”اوے کے سر!“ — جو لیانے آہت سے جواب دیا اور دوسرے لمبے رابطہ  
نہم ہو گی۔

جو لیانے رسیدو کو ٹینل پر رکھ کر ایک طویل سالن میں۔ ایکٹوکے ذوقی جواب  
کی وجہ سے ابھی تک اس کا چھرو سترخ تھا۔ چند لمبے تک دہ ناموش کھڑی

۔ میں ایک ضروری کام سے جارہی ہوں ۔ تم ناہستہ کسی ہوٹل میں کر لینا ۔ جو لیانے اٹھتے ہوئے کہا، اسے ایکسٹو کی باتی دیوبنی فراز یاد آگئی تھی۔

۔ جو لیا ۔ بڑی بے مرمت ہو گئی ہو ۔ ہم آئتے ہیں اور تمہیں ضروری کام یاد آجاتے ہیں ۔ عمران نے روٹھٹے ہوئے کہا۔

۔ قیوڑی از قیوڑی مرض عمران ۔ جو لیانے خفر سے جھپڑ پہ بچے میں آن کر کہا۔

۔ مجھے یہ تو بآذ کہ کون سا ضروری کام ہے ۔ ۔ ۔ عمران نے سوال کیا۔

۔ یہ سرکار کی بناش ہے ۔ تم جیسے غیر منتفع آدمی کو نہیں تباہا جا سکتا۔ جو لیانے سختی سے کہا اور عمران دل ہی دل میں مسکرا دیا۔



شہر سے ایک طرف ہٹ کر کھلی آبدی میں تب ہرلی ایک خوبصورت گھنی کے میں گیٹ پر ایک چھوٹی سی سفید رنگ کی کار آگر کی، کوئی گاگٹ پندھا۔ کار میں بیٹھے ہوئے نوجوان نے زور سے تین بار ہارن بھیا۔ تین گیٹ کی سائیڈ سے ایک کھوف کھلی اور ایک چوکیدار باہر نکل کر تیز تر کو دسر۔ ۔ ۔ ۔ پچکیدار نے اس سے درافت کیا۔

”عمران! ۔ سُلْطَنْ پَرْ سَمْدَهْ بِهَا تَحْتَا ۔ ۔ ۔ جو لیا نے مجھی بھی میں پوچھا اب وہ سیما صفحہ پر بیٹھ چکی تھی۔

۔ مجھ پر ۔ نہیں تو ۔ ۔ ۔ عمران نے صاف مکرتے ہوئے کہا۔

۔ جھوٹ مرت بولو ۔ مجھے ایکسٹو نے تباہا ہے ۔ ۔ ۔ جو لیانے غارت ہوئے کہا۔

۔ ایکسٹو کوئی پیغام تو نہیں کر اس کی بات پچھے ہی نکھلے ۔ عمران نے بیزاری سے کہا۔

۔ ہوٹل مالا باریں کل تھماری کار طنائم بم سے نہیں اٹا لی گئی ۔ جو لیانے سخت بچے میں کہا۔

۔ اودہ ہاں ۔ ۔ ۔ دو کار تردا تھا ہرگز ۔ ۔ ۔ بڑی مشکل سے پیڑ پیڑ جمع کر کے یہ کار خریدی تھی۔ میکن بندنے کن فالمول نے مجھے کار سے بیکار کر دیا ہے ۔ ۔ ۔ عمران کا ہبہ رو دینے والا ہرگیا۔

۔ ترکیا ایکسٹو نے جھوٹ بولا تھا کہ تم پر حملہ ہوا ہے ۔ ۔ ۔ جو لیانے اس کا نظر نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

۔ بالکل جھوٹ بولا تھا ۔ ۔ ۔ قطعی جھوٹ بولا تھا ۔ ۔ ۔ حل میسری کا پہ ہوا تھا ۔ ۔ ۔ مجھ پر نہیں ہوا تھا ۔ ۔ ۔ عمران نے ترکی پر ترکی مسکوتے ہوئے کہا۔

۔ ایڈیٹ ۔ ۔ ۔ جو لیانے مسکراتے ہوئے کہا۔

۔ جو لیا ۔ ۔ ۔ آجھل تم بست پوشیدار ہوئی جا رہی ہو ۔ ۔ ۔ کس خوبصورت سے ناشتہ والام ضرور غول کر تھی ہو ۔ ۔ ۔ عمران نے جو لیا کو دوبارہ ناشتہ یاد دلاتے ہوئے کہا۔

"زیر و زیر و دن" — نوجوان نے آہستہ سے کہا۔  
اور پوچھا کیا رہنے سے جبکہ کریم کیا اور پھر والپیں کفر کی سے اندر چلا گیا۔  
چند لمحے بعد چلا گک آہستہ سے کھل گی۔

سینہ کار اندر داخل ہو گئی، کار سید یحییٰ پورچ میں جا کر رک، نوجوان کا کر  
سے باہر نکلا اور پھر آمد میں سے بہترا ہوا ایک کمرے کے بند دوڑا سے پڑا اک  
رک گیا، اس نے دروازے پر تین دفعہ غصہ میں انداز میں دستک دی۔  
"اندر آ جاؤ" — کمرے سے ایک دکش لسوائی آواز ابھری اور نوجوان  
دوڑنے کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

گمراہ انتہائی خوبصورت انداز میں سجا ہوا تھا۔ سامنے کے صوف پر ایک نیولیت  
جانانی رٹک جس سے نیچے زنگ کا اسکرپ پہنچا ہوا تھا۔ بڑے انداز سے  
لیٹی ہوئی تھی۔

نوجوان ایک طرف موچاں طور پر کھڑا ہو گیا۔

"کیا روز رہا یا گنج" — ہر دلکشی ہوتی ہوتی بولی۔

"مادام ہم نے گراج میں بھی اسکی کار کے لئے مٹھا ٹھونڈا ہم سیٹ کرو چکا۔  
شام کو عران نے کام کھالی اور پھر وہ یونہی منفت رکا کوں پر گھومتا رہا۔ جب  
بی بلڈسٹ ہوتے میں یہی منٹ رہ گئے تو اس کی کار مالا بار ہوٹل کے کپاڈنڈی میں  
ٹھنگی کی ادھ پھرم بیبلڈسٹ ہوتے سے ایک منٹ پہلے وہ کار سے اڑ گیا۔ اس  
ٹھر کار قرباہ ہو گئی سیکن وہ صاحب پہنچ گیا۔ پھر وہ ٹھنگی میں سوار پر ہو کر اپنے  
نیٹ پر چلا گیا اور میں غیرہ اکی ڈیلوٹ لگا کر اپ کو پہنچ دینے آیا ہوں۔  
یا گنج نے تفصیل سے روپوٹ دیج رسم جھکایا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کوشش فیل ہو گیا ہے" — رٹک کی آواز میں تینی ابھرائی۔

"میں مادام" — یا گنج نے اسی طرح سرچکاتے ہوئے کہا۔  
"اے نام بہر کا علم تو نہیں ہوا تھا" — رٹک نے دریافت کیا۔  
"فہرماں اگر اسے پہلے علم ہو جاتا تو وہ یقیناً اس سے جو بیانیں" — یا گنج  
خدا کی نہیں کی۔

"پہر ب اسے ختم کرنے کا کیا طریقہ کیا جائے؟"

"اے گولی ما رہی جائے" — یا گنج نے ڈرستے ڈرستے کہا۔

یونہی ستر کتن بڑا کہا ہے۔ یہ معمولی قسم کے طریقے ہمارے سامنے مت پہنچ کیا  
گئے۔ خود حکمت دست تینک طریقے سے تلقی کرئے کی مادی ہوں" — رٹک  
کھلکھل کر شیخی تھی تھی تھی تھی تھی۔

"ہمچھر کچھ اس سطھ میں بہتر سمجھ سکتی ہیں۔ مجھے حکم دیجئے" — یا گنج نے  
ہم طبقہ مور بار اخراجیں کہا۔

"یہ قسم مجھ پرچھ رہو یا گنج میں خود وہاں جاؤں گی" — رٹک نے جوابا کہا۔

"مادام اگر اس بارہ نہ میں تو ممن کروں کہ میراں عذر توں کے معاشرے میں تھر واقع  
ہو جائے۔ وہ اپ کے برداشت چنانے سے کہیں دو ٹکنہ دے جائے" — یا گنج  
کہہ چکا۔

"یہ ستم نے باشی کی صد مختینوں کا قسط اندازنا کیا ہے۔ میراں سے بھی  
لیے ہوئے سخت کئی پتھروں کو ملٹھنے کو ممکن تھا تھر لی کر چکا ہے۔ میں دھاں ڈرامہ ہی ایسا  
جھیل جھیل کر کہہ تھوڑے پکی صورت میں یعنی شکن کر سکے گا" — رٹک جس  
لکھم بیاشی خانے سخت آنہنے لیجھ میں کہا۔

"اکس کے طالم۔ جیسے آپ چاہیں" — یا گنج نے سر ھکاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے کل شام کو میں ڈائنا میٹ میٹ فرشی فور سیٹ کر کرائیں گی۔ پھر رات

کو کہی، مم اسے بلاست کر دیا جائے گا۔ باناشی نے پروگرام بتاتے ہوئے کہا۔  
”اوکے وارام“ پر مجھے یانگ نے اجازت طلب نظرودن سے دیکھتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے تم جا کتے ہوں میں تمہیں ٹرانسیور پکل پروگرام بتا دوں گا۔ باسانشی نے بھرپور انگریزی لیتے ہوئے کہا۔ اور وہ انگریز چڑھاتے ہوئے کہا۔ فوجلان نے اپاٹک پیاسی مزسے لگاتے لگاتے طابس میز پر کو دی۔ اس کی نظریں ماننے والوں کے فیکٹ پر جسی ہوتی تھیں۔

”دہ کہیں جا رہے ہیں اس کے پیچے جاؤ ہوں“ نوجان نے اُختہ جسے کہا۔  
یانگ نے آہستہ سے نہ بڑا دیا۔ اور دنوں جوان تیزی سے لیتوران سے باہر مکمل گیا۔ یانگ اسی طرح بڑے آرام سے آہستہ آہستہ چلتے پیڑا۔



محمران جولیا کے نیٹ سے باہر نکل آیا۔ اس نے ایک نیجی روکی اور ٹکڑیوں کو ہلی رہنچانے کے لیے کہا۔  
شیخیں جل پڑتی۔ صدر جو مران کی گھرانی پر تھا۔ مران سے کافی پیچھے مورثہ یاں

اور پھر وادام باناشی کو جھک کر سلام کرتے ہوئے کہے سے باہر چلا آیا۔ پہلے میں سے بہت جوارہ دبایا کاریں اکر میڈی گیا۔ چند لمحے بعد اس کی کار کو کوئی سے نکل کر شہ کی ہفت روڈ رہی تھی۔ اس کی نظرودن میں ابھی جھک کر ادام باناشی کا سر پا گھوم راتھا اور شہر جنیات کی وجہ سے ہونت کاٹ رہا تھا۔

”کاش میں ایک بات ہadam کے ساتھ گزار سکتا“ دہ دھرے سے پڑا۔ لیکن مجھے علم ہے۔ میری یہ جملت بچے زندگی کے حروف مکمل نہ ہے۔ پھر اس نے صرف جھک کر وادام کا حسن اپنے داغ سے جھکنایا۔ اور وہ اس کو شہ میں کامیاب ہو گی۔ اب وہ پرسکون ٹھا۔ اس کی کار اس وقت شہر کی پر رعنی سڑک پر بجا کر رہی تھی۔

پھر مختلف سڑکوں سے ہوتا، ہوا وہ مران کے فیکٹ کے سامنے سے گزرا۔ فیکٹ سے میں گز دو ایک ریشنریان کے سامنے اس نے کاڑی کھو کر کر دی۔ اور دو دارک ریشنریان میں داخل ہو گی۔ دروازے کے ساتھ طالی میز پر ایک مقامی نوجوان میٹا رہا تھا۔ یانگ اس کے سامنے طالی کرنی پڑھ گیا۔

اسے اپنے آپ پر بے حد فض ایک کہ صحیح گھر سے لئتے وہ اس نے پلک کیوں  
صاف ہبھیں کیا۔

پھر وہ غصہ سے پڑتا ہوئے پلک کھو لئے تھا۔ پلک کھو کر اسے ماد  
میں۔ اور پھر پلک دٹ کرنے کے بعد اس نے سک گئی۔ تو موڑ سائیکل ستارے  
بھوگی۔ وہ اچھل کر موڑ سائیکل پر بیٹھا۔ اور یہی اسکی موڑ سائیکل کو اٹھانے کیلئے  
عمران کو کھو بیٹھا۔ مخفیت سڑکوں پر چکر لگانے کے باوجود اسے عمران کی کار نظر نہیں  
تھی۔ اس پیغمبر ہست میں اسے ہاشتمہ بھول گیا۔

آخر موڑ سائیکل بیکھتے جب دھک گیا۔ تو اسے کافی خیال آیا۔ کیونکہ اس پر  
چکھتھی۔ وہ اس کے پیٹ میں جو بے دوڑ رہے تھے۔

اس نے موڑ سائیکل ایک ریستوران کے مامنے دک دی۔ اور خدا نہ پیدا گیا  
بھرپوں کرنے اور سگریٹ پینے کے بعد جب اس کی تکاریت دوہر ہو گئی۔ تو وہ ریستوران  
سے باہر نکلا۔ اس نے موڑ سائیکل ستارٹ کی اور ایک دفعہ بھر شہر کے چکر لگانے  
شورع کر دیئے۔

بیکہ اسے عمران کی نئی دوکن ویگن ایک جیل سور کے باہر کھڑی نظر آیی  
جس سے عرضہ ملک صدھ۔ وہ دوکن ویگن سے تقریباً دو سو گز اسکے پہاڑ تھے۔ اس  
ویگن کی موڑ سائیکل ایک بگٹ سال کے مامنے ملک۔ اس نے موڑ سائیکل سے اتر  
گمکٹ میل سے افراط خیالی۔ اور پھر ویگن کو گلاب ہرگز پڑھنے لگا۔

در اصل وہ پڑھنے کی بجائے دوکن ویگن کی طرف دیکھ رہا تھا۔

چند لمحے بعد عمران جیل سور سے باہر نکلا۔ اور پھر اس کی دوکن ویگن تیزی  
سے صدر کی طرف آئئے گئی۔ صفحہ پر منہ کے آگے افراط کر لیا۔ دوکن ویگن آگے  
مل جی۔

پر اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ اس کی مخاطن نظریں اور گرد کا باقاعدہ جائزہ سے رہی تھیں  
لیکن اسے ایسا کوئی شخص ابھی نظر نہیں آیا تھا۔ جو عمران کا تعاقب کر رہا تھا۔ عربان  
کی مشکلی ماں دلدار دوکن کا درد دیگن کا درد کے سوردم کے سامنے رک گئی۔ عمران مجھی  
سے اتر کر اندر داصل ہوا۔ مقدار سمجھ گیا کہ عربان سپورٹس کا مرکز تباہ ہوتے کے بعد اب  
دوکن ویگن کاڑی خریدنے اچھا ہتا ہے۔ تصریح یا آدھ مکھی بعد کہ نیٹ کی تھی دوکن  
ویگن گاڑی شدودم سے باہر نکلی۔ درایونگ سیٹ پر عمران موجود تھا۔ مقدار پرستور  
تعاقب میں لگا رہا۔

آخر صبح ایکس نوٹ نے براہ راست اسے عمران کی خیریہ نگران کا حکم دیا تھا۔ ایکسو  
سے ہم اسے پتہ چلا تھا کہ شام کو عمران کی کار کو نامہ بھی سے تباہ کر دیا گیا تھا۔  
عمران کی کار اب مخفیت سڑکوں پر گوم، ہی تھی۔ صدر نے ابھی ہاشتمہ  
نہیں کیا تھا۔ اس نے دھانیں مانک رہا تھا کہ خدا کرے عمران کسی ہوشی کا رخ کر  
استے میں ایک سپورٹس کار صدر کے پر اپرا گئی۔

صدر نے چنک کر کار کی طرف دی�ا۔ اور پھر سکا دیا۔ کیونکہ اس میں کیش پن  
شکیل موجود تھا کہ پھر اس کے سکن گئی۔ پھر اس نے دیکھا کہ کچھیں ٹھیکل کی کاٹنے والی سے  
عمران کی دوکن ویگن کو کراس کرنی ہوئی۔ اسے سکن گئی۔  
اچانک صدر کے موڑ سائیکل کی رندا آہستہ ہوئی۔ ضرور اسی

نوں ہی پر نظر لاؤ۔ تو شیخی کیلی تھی۔ لیکن موڑ سائیکل کی کچھ اپ پرستور کم  
ہوتی جا رہی تھی۔

بھر جن لمحے بعد موڑ سائیکل کا انجن بند ہو گیا۔ اسی لمحے صدر نے دیکھا کہ  
عمران کی کابینی مانب گوم گئی ہے۔ صدر نے جھلکا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ موڑ سائیکل  
کے پلک میں کار بن چکی ہے۔

آٹھ بجے وہ واپس اپنے فیٹ پر پہنچ گا۔ دہل سے اس نے ایکسٹر کو میلیون  
کیا۔ چند لوگوں کے بعد بالبطیل گیا۔

”ایکسٹر“ ودسری طرف سے ایکسٹر کی نصوص آدازابھری۔  
”بھر مدد نے تمام دن کی کارگزاری تعمیل کے ساتھ ایکسٹر کے سامنے میانکی کی  
”مدد کیا تم سیشن دیگن ہلانے والے کہ جانتے ہو“ ایکسٹر نے  
حوال کیا۔

”نهیں جانا وہ کوئی اپنی تھا۔ میں اسے پہلے سے نہیں جانتا۔“  
”مگر میرزاں پر کیوں ملے شروع ہو گئے ہیں؟“ صدر نے پوچھا۔  
”ابھی تک پھر تہ نہیں چل سکا۔ میں اپاک میرزاں پر ملے شروع ہو گئے ہیں۔  
میکٹنے جلب میں کہا۔

”آج کا عمل اگر اسے واقعی حل کہا جاسکتا ہے۔“ تو انہائی حیرت اگیرتی کیونکہ  
مجھے ایکی روپورٹ می ہے کہ سیشن ویگن کا مائی راؤ کھل ہیا تھا۔ اس نے زہاں کمک  
ہے تاہم ہو گئی تھی۔ اب بناہر یہ اتفاق ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ عمران کی کار سے آجھاں  
”ڈی ایکسٹر کو رش بھی شاخت نہیں ہو سکی۔ سیشن ویگن کل ہی درست شہر  
سے چکھ لئتھی۔“ سے کے، کہ میں باتا دے۔ پس میں روپورٹ درج کر لئتھی۔“  
میکٹنے اسے بھکرا۔

”اس سے تو مخالہ اتفاق ہی معلوم ہوتا ہے۔“ صدر نے کہا۔  
”اوکے صدر۔ اور اپنڈائل۔“ ایکسٹر نے کہا اور بھر مدد نے  
محکمہ پیور رکھ دیا۔

جب دوکس ویگن آگے جل گئی۔ تو اس نے اخبار بند کیا اور اسے بند کر کے موٹر بیک  
کے ساتھ لے گئے تھے۔ ملا اور موٹر سائیکل سارٹ کے آگے چل پڑا۔ ایکن  
پھر دوکس گی۔ کیونکہ عمران کی کامیاب اور جیل میڈر کے سامنے رک چکی تھی۔

عمران کا دوسرا معاشرہ مکول کر باہر بکھلا دیا۔ اسی لئے مدد نے اپنے قرب سے ایک  
تیر نقد سیشن ویگن کو تو قریباً ہلرتے ہوئے گز دستے دیکھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے  
تیر قرار سیشن ویگن اس کے ذریعہ کے قابو سے باہر چکی ہو۔  
مدد کے ذہن میں خطا کا نقشہ کا نجات دینا اور ہی ہو۔ سیشن ویگن ایک اور دوسرے  
وہ مدد کے سامنے کی دوکس ویگن سے محاچھی تھی۔ اور عمران نے جو کار کا دروازہ بند کر  
کے اڑے سے آگے سے ہو کر فٹ پا تھوڑی طرف جامہ تھا۔ سیشن ویگن کو کار کی درونہ میتھے  
وہ کھا تو ایک بلا مہم بلگا کر فٹ پا تھوڑا بکار۔ اور اس دفعہ بھی وہ بال بال پچا تھا۔ اگر اسے  
بیکسے کی کمی دیر ہو جاتی۔ تو وہ کار کے سینچے درکبر کیس جکا کرو۔

سیشن ویگن کے ذریعہ مکمل دوکس دیج سے اس کا درمان نے دالے کچبے سے جالی  
اور ہمارے سیشن ویگن کا بخوبی تباہ ہو گیا۔ مگر دوکس کے لوگ بے کام تا دلنوں  
مکمل کی طرف دھڑپڑے۔ عمران فٹ پا تھوڑے کرنے کی تھی۔ سیشن ویگن کے ذریعہ  
بیکسے کی کمی اکٹھی ہوتی۔ وہ ایک تھیکی میاں بھر کر گرفک گیا۔

صدر بھی بے احتیاط ہو کر سیشن ویگن کی طرف پکا تھا۔ سیشن ویگن کا دروازہ کھلا  
گیا تو اس میں نو میرزاں ڈرائیور رکھا تھا۔ اسٹرینچ کے نند دار دمکتے سے اس کے پیٹ  
کی پسیاں لوٹ چکی تھیں۔ سیشن ویگن میں اور لامپوکے طلاق اور کوئی شخص موجود نہ تھا  
مدد نے اب عمران کی تلاش شروع کر دی۔ یہیں عمران کو دہان سے فاصلہ پایا  
اس نے موڑ سائیکل اسٹرینچ کی اور عمران کو تلاش کرنے لگا۔ یہیں پھر شام تک اسے  
مران کہیں نظر نہ آتا۔

ادراس جرم کی تکمیل سے پہلے وہ مران کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے ایک بات اور بھی نلا ہر ہوتی ہے کہ مجرموں کی باقاعدہ تنظیم ہے اور وہ اس سے مدد اور شکست کا بچنے ہے۔ درجنہ اخیرتے مجرموں کے لیے وہ کوئی اہم حیثیت نہیں رکھتا۔

عمران صونے پر بیٹا اس معاملے پر سنجیدگی سے سوچ راتھا۔ سیلان پچھلے ہفتہ سے چھٹی پڑائے گاؤں گیا ہوا تھا اس لیے آج کل عمران فلیٹ پر اکیا رہا۔ اس وقت شام کے آنھے بچ گئے تھے تو کوئی ایک گھنٹے سے بیٹھا اسی معاملے پر ٹھوکر کرنا تھا کہ اپنے ایک سڑک پر لوگوں کا شور پیچ گیا۔ وہ تیزی سے اٹھا اور کھڑکی سے پیچ دیکھنے لگا۔ اسکے قریب کے نیچے ایک چالانی نوجوان ایک انتہائی غریب گھر تھا اپنی ٹلکی کو باز رہے پکڑ کر گھیٹ رہا تھا۔

وہ شاید اسے فتح پا تھے کہ قریب کھڑی کاریں ڈالنا چاہتا تھا۔

لڑکی اس سے بازدھ پھر ڈالنے کی بجز نہ کروش کر رہی تھی۔ اور ساتھ ہی ساتھ بندی ہو جیج ہی بی تھی۔ لوگ جو برق اپنی کے گرد اٹھتے ہوئے جا رہے تھے مجرمان خفجتی کو توجہ نہیں دیتے۔ اقتدار اور دوسروں کے لئے اس کے لئے تمیں روایت نظر کرنے لگا۔ وہ خالہ و پھٹکتی ہی مجھ کا کی کی دفعہ چھٹ گیا۔ لوگ اور اور کو دیکھ کر خوت سے سمجھ گئی۔

عمران نے قریب کا دروازہ کوٹا۔ اور دوسرے لیے وہ تیزی سے سیڑھیاں چھٹا چل گئی۔ اور پھر وہ تقویٰ بھاگن کا ہوا ان کے قریب بیٹھ گیا۔ اس وقت تک نوجوان وہی کو کارکے نزدیک سے باچا رہا۔ لڑکی ریلو اور کو دیکھ کر خوت سے سمجھ گئی۔

عمران نے قریب کی پیشی گیا تھا۔ اس پر دو جان لیواٹے ہو چکے تھے۔ لیکن اس کے باوجود دشمنوں کے صریح کا پڑھنیں جمل راتھا۔ اس کی سمجھیں نہیں آئیں تھا کہ اپاکہ اس پر مل کر گیوں شروع ہو گئے ہیں۔ آج بھی وہ ایک اپنی ٹھنڈی کا سے بال بال پیغی تھا۔ رگوں کا داعن اس کو حد ذات کے پیغمبرا نہیں تھا۔ بیکن محپ بھی کسی موبوت اس پارے میں سوچا جاسکتا تھا۔ آج وہ خدا سی پیغمبر نام دن شہریوں کو ہوتا رہا۔ اور اپنی گلدنی میں صدر کو لگائے رکھتا۔ اسکا اگر کوئی حل آؤ اور ہوتا ہر آدرا کا تعاقب کرے کوئی سارے سڑک کھلا جائے۔ اس کے علاوہ اس نے شہر کے تمام مجرموں کو سالا دن شہریں آفرید گردی کرتے کا حکم اس پیغمبر نام دیا تھا۔ کوئی دیکھا جائے تو اسے مرتضیٰ نام دیا جائے۔

لیکن شام کو جو دیا کی روپوٹ سے یہ واضح ہو گیا۔ کسی بھی مہربانو تو تعاقب کیا گیا۔ اور دھم کسی پر کوئی حکم رکھ لیا۔ اس سے قومات خارج تھا۔ کہ اس وقت مجرموں کا مارکٹ مرت مران ہی سے۔ باقی مہربانیوں کی نظر میں نہیں یادہ جان ہو گی کہ انہیں نہیں پہنچ رہے۔

بہر حال معاشر کو زیادہ ہی پہنچہ معلوم ہوتا تھا۔ ویسے اس کا ذائقاً خالی تھا کہ مجرم فخر ہیں۔ اور اس ملک میں کسی بڑے جنم کی تکمیل کیئے آئے ہیں۔

نوجوان نے جیختے ہوئے کہا۔

ستھن میں امکہ پولیس افسر کی پڑوگ ک دین داں ہرگز لگتی تھی۔ ایک انکپڈ چند سپاہیوں کے ساتھ ہجوم کو دیکھ کر پیچے اتر آیا۔

دہ سید حامران کی طرف آیا۔ کیونکہ کوہ وہ اسے جاتا تھا۔

”کیا بات ہے شروعان؟“ اس نے مulan سے مخاطب ہو کر کہا جاتا تھا۔  
مولو اور یہ کھرا تھا۔

”پیغماں ملکی اس لڑکی کو زبردستی کاریں ڈال کرے جانا چاہتا ہے۔ لڑکی کا بیان  
سچ کر دے اسے جانتی نہیں۔ اس نے اس کے بیٹے یہ ریلوار ہبی استعمال کیا ہے۔  
Mulan نے اپکر کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیا بات ہے مژرا؟ آپ یعنی گردی کیوں کر رہے ہیں؟“ اپکر نے  
بے مرکز پیغماں سے پوچھا۔

”یہ لشکر ہری بیوی ہے۔ مجھے تھے کہ میں اسے زبردستی اپنے ساتھے جائیں  
Mulan نے اپکر کے سوال میں کہا۔

”شیعہ نسبت ہے۔ شیر ہنس سے یہ بجھت برتاتا ہے۔“ لڑکی نے ایک  
مجرد دیکھ لی۔

”واپس دعویوں میرے ساتھ پولیس اسٹیشن چلیں۔ داں جل کر آپ کا بینڈ کریں  
لھٹ۔“ اپکر نے حکم صادر کرتے ہوئے کہا۔

”جسے خدوہ ہے کہ مجھے داں سے کوئی چکر جلا کر نہیں جائے۔“ لڑکی  
لھوڑتے ہوئے کہا۔

فرجان ایک دفعہ لڑکی کو پکڑنے کے لئے لپکا۔

یکن روکی اپاں مرکر ہجاتی۔ اور سامنے علان کے غیث کی میری صیان پڑتی

تھے۔ علان بیسے ہی اس کے قریب پہنچا۔ اس نے ایک چھپا ادا۔ اور نوجوان کے  
اتھر سے ریلوار چین دیا۔ لڑکی نے ریلوار علان کے اتحمیں دیکھ کر جما گئے کاٹوں  
کی۔ اور دوسرا سے ٹھے وہ نوجوان سے بازدھا کر علان سے پٹھنگی علان نے  
ایک چھپے سے اسے علیحدہ کیا اور پھر انگریزی میں اس نوجوان سے پچھا۔  
”کون ہوتا دریہ لڑکی کی تھا کیا لگتی ہے؟“ علان کا ہجاتھا ای  
سرد تھا۔

”تم میرے معاملات میں ناگزیر ٹالنے والے کون ہو۔“ علیف سے میرا  
ریلوار والپس کر دی۔ اور خاموشی سے والپس پلے جاؤ۔ ورنہ میری تظریں آدمی کی دقت  
مکمل سے زیادہ نہیں ہے۔“ نوجوان کا ہجہ بھی انتہائی تھا۔

”لڑکی تم بتاؤ کہ یہ کیا چکر ہے؟“ علان اب لڑکی سے خاطب ہو کر بولا  
”میں اسے نہیں جانتی میں سڑک پر عبارتی تھی۔ کہ اپاںک اس نے مجھے پکڑ کر  
ھیئتاشدود کر دی۔“ لڑکی نے جواب ملکا کہا۔

”غلط تباہی ہے۔ میری بیوی ہے۔“ نوجوان نے لڑکی کو گھورتے  
ہوئے کہا۔ جو علان کے پچھے چھپی ہوئی تھی۔

”یہ مجرت ہے۔ سب بکواس ہے۔ میری ایگی کسی سے بھی شاری نہیں ہوتی۔“  
لڑکی نے تقریباً جیختے ہوئے کہا۔

اپاںک میں نوجوان لڑکی کی طرف دیوار پکا۔ لیکن علان بیج میں آگیا۔  
”شارفت سے والپس پہنچے جاؤ۔“ ورنہ پولیس کے حوالے کر دوں گا۔ میں اس لڑکی  
کو خود سفارت خلنے پہنچا آؤں گا۔“ علان نے اسے ایک طرف ریکھتے  
ہوئے کہا۔

”نہیں یہ میری بیوی ہے۔ میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔“

چل گئی نوجوان اس کے پچھے جا گا۔ لیکن عمران نے اسے پکڑ دیا۔

انپرے صاحب آپ اس نوجوان کو پرپیس اسٹیشن لے جائیں۔ رہان سفارتخانے سے اس کے متعلق ممکن انکو اتری کریں۔ روکی میرے پاس رہے گی۔ انکو اتری ممکن ہونے کے بعد آپ میرے فلیٹ سے آ کر رہ کی کمرے جائیں۔ عمران نے اسپرے کو ایک تھینی پیش کرتے ہوئے کہا۔

یہ فیک سے آپ لڑکی کا حفاظت کریں۔ میں ان صاحب کو پرپیس اسٹیشن لے جاتا ہوں۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد میں روکی کو بھر کے جاؤں گی۔ اس دفعوں میں انکو اڑوڑہ ممکن کروں گا۔ انکو پڑنے عمران کی تجویز کی حالت کرتے ہوئے کہا۔ عمران نے اس پرپکی کاریوالہ رانپرے کو ووے دیا۔

چل دیڑھ۔ انپرے نے نوجوان کو دین کی طرف پہنچنے کا شرک کیا۔ آپ مجھ ساتھ لے جا کر پہنچا میں کے۔ نوجوان نے تونج ہے بے میں کہا۔

”تم چلو تو سمجھی۔“ انپرے نے کہا۔

اد پرپرہ نوجوان پڑ جانا ہوا دین کی طرف پڑھ گیا۔ انپرے نے آپ سپاہی کراشار کیا۔ اور وہ اس نوجوان کی کامیں جائیں۔ پھر دین اس نوجوان کو سے کھل پڑی۔ پچھے سماں ہی اس کار کر کیے چکا گیا۔ لوگوں کا ہجوم جو رہا کھڑا کھڈا کھڈا۔ اب منتشر ہوئے گا۔ عمران نبھی مڑا اور اپنے فلیٹ کی سریعیات پڑھنے لگا۔ پڑھنے تھہستے اچاک اس کے ذہن میں خیال آیا۔ اد پرپرہ تیزی سے سریعیات میں کرنے لگا۔ جیسا ہے ہیادہ کرے میں داخل ہوا۔ اس نے نرکی کو سامنے داے صوف پر بیٹھا دیکھا۔ وہ ابھی تک دو رہی تھی۔ اس کے چہرے پیشفہ کے اثرات نمایاں تھے۔ روکی اسے آٹا دیکھ کر مودہ نہ کر دی ہو گی۔

- ”مم۔“ میں معافی پا جاتی ہوں۔ بلا امانت آپ کے فلیٹ میں آگئی۔  
 ”کوئی بات نہیں مختصر۔“ ملک نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔  
 ”مجھے بابا شکی کہتے ہیں۔ میں جاپاں کی رہنے والی ہوں۔ آج کل سیر و فرقہ کیے آپ کے مک میں آئی ہوں۔“ روکی نے اپنا تعاونت کرتے ہوئے کہا۔  
 ”میکاوا قمی محترم آپ اس نوجوان کر نہیں جانتیں۔“ عمران نے بغور روکی کا ہٹن دیکھتے ہوئے کہا۔  
 ”آپ بیعنی میں باکل پس بول رہی ہوں۔ میں نے زندگی میں بہلی بہانے دیکھا ہے۔ روکی ایک مکمل سے جو اپنی صاف ظاہر تھی۔  
 ”محترم بابا شکی۔ لیکن یہ بابا شکی کا کیا مطلب ہے کچھ عجیب سامن ہے۔“  
 ”عمراب اپنے اصل سوژی میں آ رہا تھا۔  
 ”بابا شکی یا پانی زبان میں خوبصورت سنکھوں کو کہتے ہیں۔“ روکی  
 نے فتح اندوز میں کہا تو اس کا مطلب ہے آپ خوبصورت سنکھوں کی اک ایں۔ ملک نے  
 ”حقاً اندوز میں کہا۔ اور اڑکی اور سمجھی زیادہ شرکتی۔“  
 ”میں یہ سیریخال ہے آپ کا نام اگر بابا شکی کی بجائے شرکا شی ہو تو نہیں۔  
 ”مشکل تھا۔“ ملک نے تصریح فتح اندوز میں کہا۔  
 ”مشکل شکی کا کیا مطلب ہے۔“ روکی نے سیرت سے پہچا۔  
 ”یہ لود و کاظم ہے۔ جس کا مطلب ہے زیادہ شرکا نے والی۔“ عمران  
 نے سے سمجھ دیکھنے سے بچاتے ہوئے کہا۔  
 ”اد رہ کھکھلا کر نہیں پڑی۔ آپ اس کے چہرے سے خوف کے اثرات نائل ہو گئے تھے۔  
 ”مات یکجئے محترمہ میں آپ کی کوئی خدمت نہیں کر سکتا۔ یہ کوئی میرا ملازم

اد کے — آپ کی بڑی بہانی۔ آپ نے یہی مدد کی ہے۔

رُٹکی نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ پھر وہ عمران سے اخوند ملا کر دروازے سے ہمار چھاگئی۔ عمران نے دروازہ بند کیا۔ اور شب غواب کے کپڑے پہن کر بتسری دروازے پر گیا۔ ابھی اسے پہنے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی۔ کہ شیعینوں کی گھنٹی نورنہ در سے بجئے تھی۔ عمران نے اتھر پڑھا کہ سرملتے رکھتے ہوئے شیعینوں کا رسید اسیوراٹھا کراکازن سے نکالیا۔

« ہیرورات کے وقت کس کی زبان سمجھ لائی ہے۔

« عمران صاحب میں غاہر بولتا ہوں ۔۔۔ جنست بے عذرگاہ کر رہا ہے  
خانے تھے اسے کیسے نشہر گیا ہے۔ باکل آٹوٹ ہو دکھلے۔ اور لان میں کھانا گاتا ہے  
کی طرف فارغ گا کر رہا ہے۔ آس پاس کی کوششیں والے میں ہر کچھ ہیں۔ پہلیں بھی  
اچھی ہے۔ میں نے اسے دستے کی کوشش کی۔ بھرپور پیچھے فارغ گا متروک کر دی۔ میں  
حستِ حفل میں پیش گیا ہوں۔ آپ خود اگر اس کا لے اعتمی کو قابو میں کیجئے۔ بیکن نیزو  
کی آڑ میں کھبراہت تھی۔

کم سے بڑے پیشہ کر کر جو زن کی سیلے ضرر فارغ گا سے گھر لگتے تو جب  
شہزادے گرفتہ تھے جب ہو جسے ۔۔۔ عمران نے کہا۔  
یہاں تو لمحہ پر مجس زیادہ سماں کا جادا ہے۔ مجھے جلب دینا مشکل ہے جہاۓ

« عمران صاحب ۔۔۔

— اچھاں ابھی آتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ جب یہاں تک بڑھا جائے تو قہارہ  
بیس کا نہیں رہتا ۔۔۔ عمران نے پہنچتے ہوئے کہا۔

اور رسیدور رکھ دیا۔  
اور خود کپڑے تبدیل کرنے کا۔ کپڑے پہن کر دہ دروازے تک آیا پھر

مجھی پسے۔ دیسے اگر وہ ہوتا بھی تو آپ کو ہر گز اس وقت چانے بن کر نہ دیتا کیونکہ  
یہ اس کے آزمام کا وقت تھا۔

عمران نے کہا۔

مکاں ہے آپ کا طازم ہے یا ملک ۔۔۔ رُٹکی نے بے محلی سے کہا۔

« اب کیا کیا جائے۔ آج کل طازم پڑی ملک سے ہے تھی۔ اس سے جب وہ  
آزمام کر رہا تو تو مجھے چانے بن کر اسے دینی پڑتی ہے ۔۔۔

عمران نے جواب ادا  
تو پھر آپ اس کے ملازم بن جاتے ہیں۔

رُٹکی کے لیے ہیں جستہ  
عایا تھی۔

میں پکھا ایسا ہی معلم ہے۔ دراصل ہم دلوں ایک درسرے کے ملازم  
ہیں ۔۔۔

عمران نے کہا۔

ادا سے پہلے کہ رُٹکی کوئی جلب دیتی۔ شیعینوں کی گھنٹی بجے گی۔ عمران نے  
رسیدور اس کا نون پر گایا۔

نیزو علی ہمارن سپریکٹ ۔۔۔ عمران نے کہا۔

عمران صاحب میں اس پکڑ بولتا ہوں ۔۔۔ رُٹکی کو جانے دیسے۔ وہ فوجان  
کی آوارہ مخلوک ہے۔ پہلیں اسٹشیں سے بھاگ ہجھنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ دیسے  
ہیں نے اس کی تلاش شروع کر دی ہے ۔۔۔ دوسری طرف سے المپک  
نے کہا۔

« اچا ۔۔۔

عمران نے کہا اور رسیدور رکھ دیا۔

اب اگر آپ جانا چاہیں تو جا سکتی ہیں۔ وہ فوجان کوئی فراز تھا۔

عمران نے رُٹکی سے مناطقہ ہو کر کہا۔

ویسے بھی اب وہ اس رُٹکی سے پیچا چھڑانا چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ اس عجائب  
میں پڑ کر کافی بود ہو چکا تھا۔

جزٹ نے اس پر گاتا تین فائز کرد یعنی خوش قسمتی سے دو بچکا تھا اور پھر کسی نے اس قسم کی جایا۔

عمران جیسے ہی کھڑکی سے گزر کر آگے بڑھا جسزٹ نے ایک بچکے سے بیالہ اس پر ہان لیا۔

لبے ادش تار کے بچے آٹن سفید سانپ کے سیاہ سر پر پست کا سایہ منڈلا رہا ہے عمران نے درسے ہی انکے نکل لئے۔

اب جسٹ اسے پہچان پکھا تھا اس نے ریالور زدروں سے ایک طرف پھینکا اور دوسرے کو عمران کی ہٹن بڑھا۔

ہاس گریٹ باس تم آگئے ہی نہ ہب ڈرامہ میں بلوانے کے لیے سی کھلدا تھا۔ جسٹ نے اس کے قریب اک کراہ۔

مکبوں یا میں نے تباہ اٹکا ج پڑھنا تھا جس نے ہیرے بلوانے کے لیے اتنا پڑھ کھواں پھیلا ہے عمران نے قدیمے فتحی سے کھا۔

تستے میں بوسیں اور دگر لوگ بھی ان کے گرد اکٹھے ہو گئے اندر سے بیکھیر چھوکے کو قریب آئی۔

سر اچکپ کو جو خوب پر کر علی پڑھ پونے کے اذام میں گرفتار کرتا ہوں میرے ساتھ یہیں امشیشی چلتے ایک انپکٹر نے تھے گے بڑھتے ہوئے کہا۔

ٹھہریے انپکٹر صاحب آپ جسٹ کو کس جرم میں گرفتار کر دے ہیں۔

عمران نے جسٹ کی طرف بڑھتے ہوئے انپکٹر کو انکے اشارے سے درکے پہنچے کہا۔

شارب پر کر علی پڑھ مچانے کے اذام میں انپکٹر نے تیز لمحے میں کھا۔

بچہ پر بچتے ہوئے والپیں مڑ گیا اور عشقی دروازے سے ہوتا بھا بچپن لگی میں اتر گیا۔ میاں سے دو تین گلیاں کراس کر کے میں دوڑ پر پہنچ کر لیکے شکسی کو روکا۔

شکسی بھی بھی کے قریب امکر کی ہی۔ ڈرائیور کو رانا ہیں کاپٹر بیکر وہ میکھی ہیں بیٹھ گیا۔ پھر وہ دیکھو رکھی جی ان رہ گیا کہ رانا ہیں کے اردو گروں والوں کا ہجوم ہے پولیس بھی کافی تعلہ میں موجود ہے۔

اور دندری یور سے قریب بکر شکسی روک دی۔ عمران میکھی سے پیچے اڑا کر لے دیا اور خود رانا ہیں کے چاہک کی طرف بڑھ گیا۔ ہجوم میں سے راستہ بناتے ہوئے وہ چاہک کے قریب پہنچا۔ اس نے دیکھا کہ اندر جسٹ اٹھ میں میا اور یہ کھڑا ہے اور سورڑی دیر بعد نہ فائز کر دیتا ہے۔ عمران چاہک کے اندر داخل ہونے لگا اسے ایک پہ میں انپکٹر نے بازو سے کھینچ لیا۔

مارے کی مردنے کا ارادہ ہے انپکٹر نے سخت بیجھ میں کہا۔ ”جی ہاں خود کشی کرنا چاہتا ہوں“ عمران نے بھی ترکی ہے ترکی جلب دیتے ہوئے کہا۔

انپکٹر نے بفتا سے دیکھا اور پھر پہچان دیا۔ ”مران صاحب آپ ہیاں کیسے“ انپکٹر اس کا بازو چھپڑ پکھا تھا۔

”کچھ نہیں درواصل یہ کہا اسی میرا ہی سدھایا ہوا ہے“ عمران نے کہا۔

اوچھر پک کر چاہک کی چھٹی کھڑکی سے اندر داخل ہو گیا۔ تو گلے نے اپنے سانس روک لیئے کیوں جو ایک پسی کا نشیل اس سے پہلاں اس قسم کی کوشش کر پکھا تھا۔

سکریت سے کہا۔

”میرے ساتھ ہو کر تو تمہیں کمال چور نہیں تر دبز برگ دال میں  
نظر آنے لگے گا۔“ عران نے جواب دیا اور بیک زیر دکھل کر ہنس پڑا  
لیکن چھپ رہا آپ نے اس واقعے کی انتیجہ اخذ کیا ہے۔“ بیک نے یہ  
خے پڑھا۔

درشک تو مجھے بھی ہوا تھا لیکن اُو کی کی مخصوصیت اور اس کی بے اختیار  
آنسو ہاتھی ہوں آئکیں دیکھ کر مریٹ ک در بیوگیا لیکن اگر را فی کوئی پر اسلام معاشر  
قمار تو میرے خیال میں یہ رٹکی دنیا بہترین ادا کارہ تھی جس نے مجھے چڑھیں  
وال دیا۔“ عaran نے کہا۔

اور بیک زیر دکھل کر رہ گیا۔

جزون ڈنڈنکا لئے تکانے تک گیا۔

”پھول بے کالے ہاتھی کتنے ہوتے“ عaran نے اس کے دیکھ  
گر کہا۔

”بے مجھے صوت کر دیں نے تھیں ملو نے کے لیے یہ سب کچھ کیا تھا۔“  
جزون ڈنڈنکا۔

”آخر اج تجھے میرے ہوں، ذکر کیا سمجھی۔“ عمان نے اس سے  
چھپا۔

”باس کوئی ایک گھنٹہ پہلے فادر جو شوایر سے رہن کی سیاہ وادی میں  
تھا اس نے مجھے بتایا کہ تھا رے اس کو فیٹ میں سخت خطرہ سے اسے دیا  
سے بڑا لو۔ مجھے پڑھ کر اگر اس کوئی نے دیے بڑا با۔“  
”تو آپ ہرگز نہیں آبیں گے اس لیے یہ ڈرامکیلا۔“ جوزن نے

آپ کے درجن الزام غلط ہیں۔ بنرا جزوت کے پاس شراب پینے کا لائن  
ہے۔ میں نے صرف ہوانی فائر بگ کی ہے۔ غل غبارہ نہیں چاہا۔ اس لیے آپ  
اے گرفتار نہیں کر سکتے۔ جوزن سے اسے ڈکھانے ہوئے کہا۔  
لیکن المکفر نے گزر بڑا نہ کیا۔

”میں وہیں کچھ نہیں۔ اس نے پاس درجنل دلیوالوں کے باتا عدوں  
ہیں۔ اصل جس وقت چاہے جو ان فائر بگ اور سماں کے باتا عدوں  
مکفر سے کہا۔“ عaran نے  
”الانسپکٹر کچھ دن باتے ہوئے خاموش ہو گیا۔

”آپ قصریت نے جائیں اور سماں ہی اس مجمع کوئی منتشر کرتے جائیں۔“  
عaran نے المکفر سے غلبہ ہو رکھا۔  
”ہذا انسپکٹر خاموش سے والپس مل گیا۔ عaran جوزن اور بیک زیر دکھ نے  
ہوئے کوئی نہیں اندھو گیا۔

”جوزن ایک ہزار ستمائی اوادر دس دن کبھی تمہاری شراب قطی بند۔“  
عaran نے غسل سے بھری ہوئی آٹانی میں جوزن سے کہا۔

”اس“ جوزن نے کچھ کہنے کے لیے من کھولا۔  
”دوسرا ڈنڈا دستیں دین کے لیے شراب بند۔“ عaran نے سرد ہمرا  
سے کہا۔

جوزن اس کاچھ نہیں بولا اور خاموشی سے ڈنڈ کالئے شروع کر دیتے۔  
عaran بیک زیر دکھ شام کا جاپانی لڑکی کا طفہ سانے لگا۔  
”کمال ہے عaran صاحب یہ ایک عجیب داعر ہے۔ پھر میں آپ کے فیٹ  
کے سامنے مجھے تو کچھ دال میں کلالا نظر آتا ہے۔“ بیک زیر دنے داعر

ہو گئے۔

” عمران صاحب آج کل آپ ملازمِ معولی بیت سمجھیدہ سمجھیدہ ہیں ”  
بیک زیرِ دم غرمان سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

” دعاصل ان نامعلومِ حلول نے مجھے ذہنی طور پر الجھا دیا ہے حلول سے تو  
میں نہیں ڈرتا۔ البتہ مجھے یا الجھن فرور ہے کہ حلول آدروں کا اصل مقصد کیا ہے اور  
وہ کون ہیں۔ یہ سمجھو میں نہیں آ رہا ”— غرمان نے سمجھی گئی سے بیک زیرِ دم کو  
لپچا ابھن کی متعلق بتانا یا۔

” ابھی ان کی کادن فلیٹ سے تقریباً دو سو گز درجتی کہ اچانک کان پھاڑ دھاکر  
بڑا۔ اور پھر عمران یہ پیکھا کر دنگ دنگ لیا کہ ماسنے اس کا فلیٹ بیٹے کا دھیر بن چکا تھا  
قیمتِ دھماکہ غرمان کے فلیٹ میں ہوا تھا۔

” عمران صاحب آپ کا فلیٹ ”— بیک زیرِ دم کے پرسکر پہنچا شدید  
حیرت کے آثار تھے۔

” عمران خاتمِ نبی سے اپنے فلیٹ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جس کی اینٹ سے  
بینت تھی تھی۔

” اس پہنچ کے تھیتِ سمجھی تھی، جسے تھے۔ ان فلیٹوں کے اندر رہنے  
 والے افراد کی تینوں پکار سے فدا گئے تھے تو۔

” عمران کی آنکھیں شستے سے مسوٹ ہو گئیں۔

” دیکھا! اس میسکر نادر جو شا نے پچ بولا تھا۔ اگر آپ اپنے فلیٹ سے  
مکمل نہ آتے تو ”— جوڑت نے خوش ہوئے ہوئے کہا۔

” خاموشش رو ہو جوڑت ”— عمران نے جوڑت کو ڈالتے ہوئے کہا۔  
” طاہر گڑوی دا پس رانیا پس لے چل۔ اب مجھے شام کو ہونے والے جاپانی

تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

” نادر جو شا کو مجھ سے کیا دشمنی تھی ”  
دریافت کیا۔

” باس نادر جو شا جب بھی میسکر دہن کی سیاہ وادی میں آتے ہے پہنچ  
پچ بونتا ہے ”— جوڑت نے اضافہ کیا۔

” اچھا باب تو میں آ گیا ہوں۔ آپ اپنے نادر جو شا سے پچھ۔ کیا میں واپس  
لپٹنے فلیٹ پر جا سکتا ہوں ”— غرمان نے انتہی ہونے کیا۔

” باس گریٹ باس ببری سزا معاہد کر دو ”— جوڑت نے گذگڑاتے  
ہوئے کہا۔

” کیا خالی سے طاہر صاحب ”— غرمان نے بیک زیر کی طرف دیکھتے  
ہوئے کہا۔

” معاہد ہی کردیجئے تھے اس کے راغب میں کیا بات آگئی ”— طاہر  
نے جوڑت کی سفارش کرتے ہوئے کہا۔

” پلوڈر معاہد تین شراب میں دن کے لیے بندار تربادہ گہاؤں دن  
بڑھتے جائیں گے ”— غرمان نے فیصلہ کرتے ہوئے کہا۔

” اور جوڑت خاموش ہو گیا۔  
باس کیا میں آپ کے ساتھ جا سکتا ہوں ”— اچانک جوڑت بولا

” جلو ”— غرمان نے اضافہ دیتے ہوئے کہا۔

” طاہر صاحب، ذرا ہماری میں جھوٹ آتی ہے ”— غرمان نے طاہر سے  
مخاطب ہو کر کہا۔

” اور پھر چیز لئے بعد، بیک زیر کی کار میں بیٹھے فلیٹ کی طرف روانہ

روکی کے واقع کا مطلب بھجوں لے گیا ہے۔  
”بے دھماکہ دنایمیٹ سے کیا گیا ہے“ ظاہر نے گاڑی موڑتے  
ہوئے کہا۔

”اُن“ عران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔  
”گاڑی ادک دد، ماہر مجھے سبیں آمار دد۔ اور تم خرد رانیبلیں طے جاؤ۔“ عران نے اسے حکم دیا۔

بیکن زیر دست کار درک دی۔  
عران خاموشی سے اتر گیا۔ گاڑی آگے بڑھ گئی۔  
ملان نے گھری و بھیکی۔ رات کے بارے بیجے تھے۔ وہ اپنے نبیت کی طفت جل  
پڑا۔ اس وقت دل ان آس پاس کے رہنے والے لوگوں کا ہجوم آئیا ہوا۔ لوگ  
ٹپٹاخا ہے تھے۔

نازربنیہ بھی جلدی میں بیچ گیا۔ اور بھرمان نے رکھا کہ بین فیان  
کی کار بھن دیا آگر دی۔

بکشیں فیاض مجنون از انداز میں اس سے اترتا۔ اس کا ہمہ جو شش سے شرط تھا  
وہ جزوی میخ کرناز بریگڈ کو جلد از جلد ملہ اٹھانے کا کہہ رہا تھا۔

عران آگے بڑھا اور بھراسن نے فیاض کو بکریکیں بھی کے جرت سے دلک  
تیزی سے مٹا۔ اسہ پھر لپٹنے سے فیاض کو بکریکیں بھی کے جرت سے دلک  
رہ گیا۔

دوسرسے لمحے دشمن جذبات کی وجہ سے عران سے لپٹ گیا۔ اسے طاقتی  
لپٹنے سے فیاض کو صحیح سلامت کھڑے رکھ کر بے انتہا خوشی ہوئی تھی۔

”اُسے اسے چھوڑ دیجئے فیٹ میں دب کر منے سے تو پک گیا۔ مگر تم مفرد  
ہو۔“

دیکھ رہا رہ گے۔“ عران نے اسے علیحدہ کرتے ہوئے کہا۔  
عران خدا کا لاکھ لاکھ سکھے کر تم پنچ گئے۔“ فیاض نے علیحدہ ہوتے  
ہوئے کہا۔

”اُن تینیں تو خوشی ہوئی چاہیے۔ درست تھا رے کیس کوں حل کرتا۔“ عران  
نے بہتے ہوئے کہا۔

”بڑے سے مرد شے ہو۔ خلوص سے کہہ رہا ہوں۔ تم مذاق اٹھا رہے ہو۔“  
فیاض نے رد شئے ہوئے کہا۔

”تجھے افسوس ہے علان تباہ فلیٹ تباہ ہو گیا۔“ فیاض نے افسوس کا  
بیچ ہیں کہا۔

”گوئی مارو فلیٹ دبارہ بن جائے گا۔“ فیاض نے لارپڑا ہی سے کہا۔  
”یکن تھیں اطلاع کس نے دی۔“ عران نے اچانک کچھ سوچتے ہوئے  
کہا۔

”انسپکٹر شاکر نے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس فلیٹ میں تم ہی رہتے ہو۔  
حصتی سے، میرے سے تھات کے ہیں۔“

”بھاگو قوت توبیں سمجھتے۔“ عران نے کہا۔  
فیاض بس پڑا۔

کچھ یہ اپنے چکر لیا ہے۔ تم ہماں تھے اور یہ فلیٹ کس نے تباہ کیا  
ہے۔“ فیاض اچانک اصل مرصع پڑا گیا۔

کچھ مجھ میں مبنی آتا۔ ایک دوست کے پاس گیا یعنی تھا۔ اب واپس آیا ہوں  
تو یہ فلیٹ تباہ دیکھا اور پھر میں تھا رے پاس آ گیا۔

”بال بال بچے ہو عران درست کس نے تھیں مار نے میں کرنی کسر بنی چپڑی تھی۔“

فیاض نے تھکو آئیں عاندھیں کہا۔

”اُن میں بھی کیا سوچ رہا ہوں“ عران نے کہا۔

”وہ دل میں ایک اور بات کا شکراہ کر رہا تھا کمیمان آج کل مجھ پر گیساوا تھا۔ وہ مفت میں مارا جاتا۔“

اپنا نہ ہر ان۔ نے سرچا کہ اب بیان سے رذپچیرنا چاہئے۔ کیونکہ جو سکتا ہے کہ بھروسی کا کوئی اکری اس بات کی تحریک کر سا ہو کہ میں پنچا ہوں یا سرچا ہوں۔

وہ فیاض کے باس صرف اس لیے آتا تھا۔ اکر فیاض کے ذریعے اس کے والر صاحب کے ذریعے خصوصاً والر صاحب کو علم ہو جائے کہ عران کی گیا ہے۔ چنانچہ بھی ہی فیاض کسی پریس میں سے حق طلب ہوا۔ عران پنچے سے حکم میلادی حصے پر وہ منتسب ہوں میں سے ہوتا ہوا میں رد ڈبر آیا۔ اور پھر اس کی جیکھاتیزی سے رات بیس قی صرف درڑری تھی۔



کیپن شکیل آدم کری بڑی ہڑا اخبار پڑھدا تھا کہ ساتھیں پر پڑتے ہوئے ٹیکیفرن کی گئی زندگی سے بچنے لگی۔ کیپن شکیل نے اکھڑھا کر لی پڑا اخبار یا۔

”اکیشو“ دسمی طفتر سے اکیشو کی مخصوص آزادگی۔ اور کیشن شکیل چونکہ کر سیدھا ہو گیا۔

”یہ سرشیل اشنڈنگ“ شکیل نے مودبادہ لیجوں کہا۔ کیپن شکیل جو لیا کے دریے تھیں علم ہو گیا ہو گا کہ عران کا فلٹ ڈانائیت سے تباہ کر دیا گیا ہے۔

”یہ سر“ ابھی جو لیا نے اطلاع دی۔ ہے ادا سن کے ماتھی تپ کا ہکم بھی کہ ابھی کوئی بھروسی سے رابطہ قائم نہ کرے اور اس کی سی بھگڑا چاہک ٹاؤ پر راقیت ظاہر کرے۔ کیپن شکیل نے لیصل بناتے ہوئے کہا۔

”ہاں یہ حکم اس یعنی دیا گیا ہے کہ بھروسی کوئی گروہ عمان کی جان کے لئے ہو رہا ہے۔ اس طرح جو بھی عران سے ملا۔ بھروسی کی نظریں میں آجائے گا۔“

”آپ نے صحیح سوچا ہے سر دمن پہلے ہمارے ذہنیں میں اس کھکھ کے ستعلن خاصی الجن تھی۔ اب میرے لیے کیا حکم ہے“ کیپن شکیل نے بڑھ۔

”تم نے ایک جانی مول نو ز منہ“ ہے۔ اکیشو نے جا بانی دکی کا حلیر لغیض سے بتاتے ہوئے پہا۔

”بہتر سرین ابھی اس کی تلاش میں جاتا ہوں“ کیپن شکیل سمجھتا ہے۔

ہاں اس سے تلاش کر دا بھرا سسی کی تفصیلات اور دیگر کوائف کا پتہ پڑتا ہے۔ ایکیشو نے کہا۔ ”اوکے سر“ شکیل نے جواب میں کہا۔

اور رانڈاں۔ ایکٹوئے کہا۔

کام تھا تھاتے ہوئے کہا۔

۱۰ دو کے مجھے خوشی ہے کہ آپ صدیق ملک کی عورت کی زندگی کے اہم پہلو پر کتاب لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہم آپ سے فرمائیں کہ اتنا دن کریں گے آپ دوست قتلہ رکھتے ہیں۔ میں ابھی آپ کی ملاقات کرنے دیتی ہوں۔ رُٹی کی نیزی خوشی سے کہا اور کہنی شیل مکمل کر دیا۔ اُڑی کے جذبے تھے تک کسی سے ٹیکھیں پربات کی اور پھر سبودہ کر کر کہنی شیل سے کہا۔

۱۱ آپ دس منٹ بعد ہمارے سفارتخانے کے ثقافتی اتاشی مسٹر یاگھی سے لیکھتے ہیں۔

۱۲ دو کے تھیک بیوی میں دس منٹ انتظار کرتی ہوں۔ کہنی شیل نے خشنی سے کہا۔

۱۳ دس منٹ بعد ایک چھوپا سی کہنی شیل کو ثقافتی اتاشی کے درست تک پہنچا۔

ثقافتی اتاشی میڑ پا ہمچیپے۔ بڑی خشنی سے کہنی شیل کا استقبال کیا۔

۱۴ میرشکل بڑی مجھے آپ۔ سے مل کر بے حد خوشی ہوتی ہے۔ اور سب سے زیاد خوشی اس بات نے آپ بہرے ٹکڑے کی عورت کی زندگی کے ایک بہرہ پر

کتاب کھو رہے ہیں۔ پہنچنے سبور پہنچنے کہا۔

۱۵ شکریہ میں اسی سیسے میں حاضر ہوا تھا۔ کہنی شیل نے سکراتے ہوئے لکھا۔

۱۶ آپ میرے ساتھ اتنا قابل کریں کہ اس شہر میں موجود تمام جاپانی لٹکپوں کے پتے ہنایت کر دیں۔ اور ایک مغارشی رقمبھی میں ان سب سعی فراز فرازلوں گا اور اسی موڑی پر تفصیلی گفتگو کرنے کے بعد میں کتاب کا موارد جمع کر دوں گا۔

کہنی شیل نے اسے بتایا۔

اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا۔ کہنی شیل نے رسیور سلاہ اور لغوار ایک طرف پھیلیں اور کپڑے تبدیل کرنے کے لیے ڈیائینگ روم میں جلا گیا۔ کپڑے سے تبدیل کر کے اسے بلکا سامنے آپ لیا۔ میکا آپ کرنے کے ساتھ ساتھ وہ سرچ را تھا کہ مطلوبہ ٹوٹی کر بہاں سے ڈھونڈھا جائے۔ اُخرا ایک تجیزی اس کے ذہن میں آئی۔ اور پھر وہ خار میں کرچل پڑا میں سیدھا جاپانی سفارت خانے پہنچا۔ کار اس سے سفارت خانے کے باہر پردہ اور خود سیڑھیاں پڑھتے ہوں اور جلا گیا۔ رسپیشنسٹ کے پاس جا کر وہ رک کیا۔

فرائیں۔ استقبالیہ میں اس کی طرف متوجہ ہوتی ہوئی بولی۔

۱۷ مجھے آپ کے ثقافتی اتاشی سے ملا ہے۔ کہنی شیل نے جیب سے ایک کارڈ نوکاں گروں کے سامنے رکھ دیا۔

ووکی نے ایک لمحے تک بغرا کارڈ کی طرف دیکھا۔ کارڈ پر درج تھا۔

۱۸ ”ڈاکٹر شکل پریس ایم۔ اے پی، لائچ ڈی“

اس ناپ کے لئے کارڈ قریباً ہر سو مرکی ہیجن میں موجود ہے تھے۔ تاکہ کسی وقت بھی کسی بھی کو حصہ مذاکنڑل کیا جائے۔

ووکی نے کالڈرہ مختنے کے بعد سے بیٹھنے کا شارة کیا۔

۱۹ ملا تھا۔ رُٹی کے کہنی شیل سے پہچا۔

۲۰ محمرہ میں ایک رائیٹر ہوں۔ اور آج کل جاپانی عورت کی سماشرتی زندگی پر ایک کتاب لکھ رہا ہوں۔ اس سلسلے میں مجھے کچھ معلومات درکار ہیں آپ بلہ ہر ہالی اپنے ثقافتی اتاشی سے میری ملاقات کر لے یجھے۔ کہنی شیل نے اسے ملاقات

گھست سے باہر آگیا۔

چند لمحے بعد وہ اپنی کار میں بیٹھا واپس جانا تھا۔ اس نے کار ایک کچھ کے سامنے رکھا۔ دبیر کو جانے کا آرڈر دے کر وہ ایک لڑکی کمرے میں داخل ہوئی۔ اس نے جیب سے دوست کھلی۔ اور اس میں درج پتہ کیتھا۔

اس میں پڑھنے والوں کے پتے درج تھے۔ ۱۔ اس نے سچا۔ کربلا بائیس سب سے فی الحال تھا۔ ہو سکتا ہے کوئی مراغہ مل جائے۔ و یہ اسے زیاد امید نہیں تھی۔ کیونکہ مجرم مرکانا فوتو صرفیت سے ملک میں داخل شہر میں ہوتے رکن میں کوئی امیداں نہیں تھی۔ کرتے مجرم اپنے سختوں کے پیغماں فوتو صرفیت میں باہر لینے کا۔

پر عمل کرتے ہیں۔

دیگرے اس کے سامنے چالنے کا فریڈی۔ اس نے چائے بی۔ اور پھر،  
کام سے کرچل بڑا۔

اور سارا دن لست پر ڈیئے گئے تینوں پرلوں کیوں کو مدارا۔ لیکن کوئی بیوی اسے ایسیں نہ کہتا تھا۔ ہونے جلی کے مطابق نہ ملی۔

ان سے جتنے بھی اسے خام بونگتی تھی۔ اب سست میں جا رکھوں  
تھے پتھر کئے تھے۔ ایک دفعا اس نے جوچا کہ باقی دم میں پہنچ دے۔  
میکن پھر سے کیس کی لگنی کا خیال آگیا۔

چنانچہ ایک دفعہ پھر وہ پڑا۔ اس بار اس کی نزول شہر سے باہر نہیں ہوئی ایک کوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار اس کو تھی کے سامنے جا کر ملک گئی۔ کوئی پڑی خوبصورت تھی۔ کوئی کہچا لکھ بندھا۔ اس نے ازان دیا۔ چند لمحے بعد جو ایک سے ایک کھڑکی کھلی۔ اور جو کیدار اس میں نہیں نہ باہر آیا۔

”آپ نے صحیح لاگھٹل سچا ہے اس طرح آپ بخوبی کام کر سکتے ہیں۔“

ٹھانقی اناشی نے اس کی تجویز کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

پھر اس نے لفظی بجا بیا۔ چند لمحے بعد ایک لڑکی کمرے میں داخل ہوئی۔ پاگل بیچنے والی کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

”اس پچھلے شہر میں موجود جاپانی لوگوں کے چل کی ایک لٹ لے آئیجے۔“  
”اوکے سرمن ابھی لے آئی ہوں۔“

لاؤکی نے مودبانہ لہجے میں کہا اور پھر واپس مار گئی۔

اتھے میں چڑا اسی نے چائے کی دوپیاں ای دلنوں کے سامنے رکھ دیں۔  
اور دلنوں چائے پینے میں مشنوں ہو گئے۔

چند منٹ کے بعد اس پچھرے ایک غائب شدہ کافند سرناہ پاگل بیچنے کے سامنے لاکر رکھ دیا۔ صڑپاگل بیچنے ایک نظر کا خندک روکیا اور پھر وہ کافند کی پیش شکل کے سامنے رکھ دیا۔

کیہن شکل نے شکریہ کے ساتھ وہ کافند لیا اور پھر اسے نہ کر کے جیب میں رکھ لیا۔

ٹھانقی اناشی نے میر کی دراز سے ایک کارڈ نکلا اور پھر اس کی پشت پر اپنے دستخط کر کے دو بھی پیش شکل کو دی دیا۔

”اوکے لئے خدمت جناب۔“ ٹھانقی اناشی نے سکلا تھے ہوئے کہا۔

”آپ کے بھرپور تعاون کا بے حد شکریہ۔“ ہو سکتا ہے میں آئندہ بھی آپ کو اس سینے میں تکلیف دوں۔

کیہن شکل نے اٹھتے ہوئے کہا۔

کوئی بات نہیں ہم اس سلے میں آپ کی خدمت کرنے کے لیے ہوتتھا ماحصل ہیں۔ ٹھانقی اناشی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر کیہن شکل ان سے اٹھ ملا کر

”مس صاحب ایسا بھی آ رہا ہے۔ آپ منہڈ اپنیں کے یا کرم“ — حذم نامہ میں  
خود بنا امنہ میں کہا۔

”جو تم مناسب سمجھ لے آز“ — کہیں تھے کہا۔  
اور علیحدہ آدم اور بجا کر طالب پھلا گیا۔ لیکن خلیل صرف پس بیچ کر دیا تینگ ردم کو  
ویکھنے کا۔

ڈیڑا تینگ ردم انتہائی قریبے اور سلیمان سے سجا ہوا تھا۔ بھی۔ سے پہلے۔ بھیجے  
اگھے دو تین منٹ ہی ہوتے تھے کہ سامنے دکھ دوڑا۔ اپنے اخدا، اور ایک انتہائی  
غصہ بھورت حاضری نوکی اور دراضل ہوئی۔ لیکن لیکن نے اسے دیکھ کر طلبان کی ایک  
ھریں سانس لی۔ کہیں کہ وہ ایک شوکے تباہ کے ہوئے نیچے سے کافی مشابہت رکھتی تھی  
کہیں لیکن اسے اندر آمد کہ کہ اخونما کھرا ہوا۔

• تشریف کیجئے مسرٹ خلیل پری۔ — شی پاپی نے اسے کہا۔

اوکہ کہیں خلیل دوڑا۔ دیکھ گیا۔ لیکن ہمیں سامنے طے صور پر بیٹھ گئی۔ بس

• فرمادیے میں آپ کی کیا خدروت کر سکتی ہوں۔ اس نے انتہائی مترنم  
لیکھے میں کہا۔

• مس صاحب جی ایک رات ہوش ہوں۔ اور جب اپنی خود کی معاشرتی زندگی پر  
ویک کتاب کھو رہا ہوں۔ اس سامنے میں اس شہر میں مسجد جاپانی خود کو سے  
اگھے کے سفارت خلائق کے ثقافتی اتفاقی کے حوالے سے مل رہا ہوں۔ تاکہ کچھ موار  
حاصل کر سکوں۔ — کہیں خلیل نے اپنی آمد کا مقصد غصیں سے بستلاتے  
نحوئے کہا۔

• پوچھیجے آپ کیا پوچھتا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ خیال رکھنے میرے پاس زیادہ وقت  
نہیں ہے۔ میں نے دس منٹ بعد ایک بگہ جانا ہے۔ — شی پاپی نے اسے  
حقت کا حاص دلاتے ہوئے کہا — سب سے پہلے

”فرمایے“ — اس نے بغیر کہیں شکیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔  
”بچھے مس شی پاپی سے مذاہے“ — کہیں خلیل نے پر دقاکانہ انداز  
میں کہا۔

”آپ نے ان سے مذاہم بنا ہوا ہے۔ — چکیدار نے مرد باندھے  
میں پوچھا۔

”ٹائم تو شہیں لیا۔ لیکن آپ یہ دو کارڈ اہنسیں دے دیں۔ امید ہے  
وہ بھوسے لیں گی۔ — کہیں خلیل نے اپنا کارڈ اور ثقافتی اتفاقی کا  
کارڈ اسے دیتے ہوئے کہا۔

• مگر اس کو کوئی میں ڈیڑا تینگ ردم نہیں ہے۔ — کہیں خلیل نے  
قدارے ناراضی سے چکیدار کو کہا۔ بزرگ اپس جانے کیکے مڑ رکھا۔  
• نہیں صاحب“ — مس صاحب کا حکم ہے کہ جسے میں ملا چاہوں۔ بس  
اے ہی ڈیڑا تینگ ردم میں بٹھایا جائے۔ — چکیدار نے کہا۔

• اوکے آپ جائیں۔ — کہیں خلیل نے کہا۔  
اور چکیدار گیکٹ کے اندر واخی ہو گیا۔ کہیں خلیل قدرے کھٹک گی کہ  
سٹ پر مس شی پاپی کی اسٹ ملک میں آمد کا مقصد صرف نفریخ دیا ہوا ہے۔  
لیکن یہ ملنے ملائے میں پر اسرا نظر لیتے کہوں بُرے نجار ہے ہیں۔  
بہر حال اصل بات کا ترستے بُرسی پتہ جلے گا۔ لقرن بُنایا پانچ منٹ بعد چکیدار  
راپس آیا۔ اس نے چاٹک کھول دیا۔

• اندر تشریف لے جائیں۔ — چکیدار نے کہا۔  
اوکہ کہیں خلیل کا راندر لے گیا۔ اس نے کار پر چڑی میں جا کر ردم دی۔  
وہیں اسے ایک اور آدمی مل گیا۔ جس نے اس کی ڈیڑا تینگ ردم تک رہنگاں کو

یہ بدلائے کہ آپ نے میرے ٹک کو بحثیت بھجوئی کیا ہا یا ہے۔ کیپن شکل آپ پر قابو پایا۔

• ہو سکتا ہے۔ بہر حال مجھے جامن کا تجھہ نہیں ہے۔ لاکی نے قدرے نے سوال کیا۔

“یکن اس سوال کا آپ کی کتاب سے کیا تعلق ہے۔” مس شن پاجی ہے جرت سے کہا۔

• یکن اب اس کی انکھوں میں چینی کے آثار خمایاں تھے۔

• میں یہ کتاب نفیاں انداز میں کھڑا ہوں۔ اس بیٹے میں جانتا ہوں کہ آپ کے جنگل جدی ہے اس کے جواب سے میں آپ کے سرچہ کانداز بھجواداں گا۔” کیپن شکل نے یہ فی الحال اتنا ہی کافی ہے۔ پھر بھی فارغ و قت میں آپ سے تفصیلی بحثیت کرنے ہاضر ہوں گا۔ اب اجازت دیجئے! کیپن شکل نے اجازت لے تباہی۔

“بہر حال آپ ہی اس معاٹے میں بہتر ہاتے ہیں۔ میرا جواب یہ ہے کہ یہ ٹک ہب نگاہوں سے رکھتے ہوئے کہا۔

• ”اوے کے۔“ دیے آپ ٹیلیفون کے بھوسے ٹاخے میں۔“ دیکن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

• آپ کا اس ٹک میں آئے کا مقصد ٹانبا تفریخ ہے۔ کیا آپ کا یہ مقصد پہنچا ہوا ہے۔ کیپن شکل نے درس اڑال کیا۔

• ”جی ہاں۔“ مس شن پاجی نے محضرا جواب دیا۔

• آپ نے اپنے ٹک اور میرے ٹک میں کیا فرق مکروں کیا ہے۔“ کیپن شکل نے پھر سوال کیا۔

• آگاہ نارامن نہ ہوں ترمی عرفن کروں کہ آپ کا ٹک الجھی بر لمحاء سے پہنچا ہے۔“ مس شن پاجی نے جواب دیکہا۔

• آپ نے تھیک کہا۔ یکن ایک بیٹو پر مجھے اخراجی ہے۔ میرے خیال میں جاپان کی نسبت میں الاقوامی ٹاپ کے جوہم یہاں کم ہوتے ہیں۔“ کیپن شکل نے تھوڑی کی انکھیں میں دیکھتا رہا۔

• ”ہا ساشی پیکنگ اس نے تیزی سے کہا۔“

• ”یہ مادام، زیر نزید فائیو دس بینڈ۔“ دوسری طرف سے ایک موڑنے افاز سنائی دی۔

• ”کیپن شکل کے اس سوال پر وہنگ پڑی، ریکن بحدی اس نے اپنے

اکیٹو۔ دوسری طرف سے اکیٹو کی خصوصی آدا زاجری۔

"سرہن مخلو برد را کی تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ اور پھر

اس نے قصیل کے ساتھ مقام بات پتلادی

میں چکیٹن شکیل۔ تم نے اسے تلاش کرنے کا جو طریقہ اپنایا ہے وہ متعارہ

ذہانت کا ثبوت ہے۔ اب تم والپس اپنے قلیت پر جا کے ہو۔" اکیٹو

نے کہا۔

"تینک یو اس۔" کیٹن شکیل نے کہا اور پھر رسپور کر دیا۔



کافی رات گزر چکی تھی۔ بہرہت سنا تھا یا ہو رہا۔ کافی چونکہ سبب پہنچ

بنی ہوئی تھی۔ اس نے یہاں تو دیے ہیں سرہن میں دیاں سی چینی رستی کیں

کچھ ادا کا دکا کوئی کار گز بھاول۔ تو لو جبر کیلے سکوت حدہم پہم ہو جانا۔ اسی

کاروں کے آخڑی کو سنے پر ایک پرانی حیلی موجود تھی۔ عمارت پری طرح ختنہ

تھا۔ دلیواروں پر کافی چھپتی ہوئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود عمارت چونکہ پڑی

پڑنگہ اور تنہی اشان تھی۔ اس نے اب بھی دیکھنے والوں کو قدر سے متاثر کر

جائی تھی۔ یہ عمارت درت سے خالی پڑی ہوئی تھی۔ اس کا موجودہ ماںک ایک ہو جان

سا شخص تھا۔ جو کچھے بارہ سال سے فیر جا کے ہیں تھا۔ اس نے اپنی الحال یہ جانت خالی

دیکھوا بھی ابھی کوئی سے ایک سفید رنگ کی کار بخی سے۔ جس میں ایک طریقہ اتفاق نہ جانے موجود ہے۔ اس کا تاقاً تک کر د۔ اور مجھے اس کی تمام مصروفیات کی روپورث چاہیے۔"

"اوہ کے مادام۔ میں ابھی انتظام کرتا ہوں۔" دوسری طرف سے دہرا آذا آئی۔

اور بار اسکی نے رسپور کر دیا۔ اس نے دیکھا کہ کوئی کے عقبی طرف لیکہ پھر اسیہ رنگ کی کار تیزی سے پہنچ کی طرف بڑھی۔ اس میں موجود شخص نے چوکیدار سے ایک سوال کیا اور پھر وہ ہائی طرف سے فرار مار گئی۔

شکیٹن شکیل کی کار تیزی سے شہر کی طرف دوڑ رہی تھی۔ پھر اس نے عسوں کیا کہ اس کی کار کا تاقاب میر۔ ہے۔ اسے۔ یہ ایک چھوٹی سی کارے رنگ کی کار تھی جو کافی دیر سے اس کے پیچے آ رہی تھی۔

وہ مسکو یا ولادصل دہ چاہتا بھی ہی تھا۔ اس نے میں شی پاچی سے جنم کے متعلق بات اس نے یہی کہ میر دہ اگر اکیٹو کی مخلو بردی کے تو اس کی شخصیت سے کھنک جائے گی۔ اور پھر تاقاب ضرور ہو گا۔ وہ اس کی سیکھ کامیاب ہو گئی۔

اب اسے یقین ہو گیا کہ وہ اپنی تلاش میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے اپنی کار ایک ہوٹل کے کپڑا زندہ میں موجود دی۔ کار روک کر جو رہ اس سے اتر رہا تھا اس

نے وہ سیاہ رنگ کی کار بھی کپڑا زندہ آتے دیکھی۔ وہ چوٹل میں داخل ہو گیا۔ اور ایک نیزہر بیٹھ کر اس نے دیش کر جائے کا آرڈر دیا۔ جائے پہنچے کے بعد وہ امتحا۔ اور پھر تیکری میں لگکے ہوئے پہنچ ٹیلیفون بو تھے میں لگس گی۔ اس نے کس

ڈال کر اکیٹو کا نمبر طلب کیا۔ دوسرے لئے ایک طرف قائم ہو گیا۔

شکیٹن شکیل سپیکنگ سر۔

سے بیچ جائے گے۔

ان تینوں کے بیچ اتنے کے بعد فرش دوبارہ بلند ہو گیا۔ وہ تینوں سے خاموشی سے بیٹھا یا اترنے لے گئے، میرے ہیں کافی تھیں۔ پہلا سایہ جب آخری سیر ہو یہ پہنچا تو اس نے اپنے بھاگر باقی طرف طالی دیوار پر گھا ہوا ایک بنی آن کر دیا۔ میں آن ہوتے ہی دہاں ایکڑ کی تیز روشنی پھیل گئی۔ یہ تینوں سلسلے سیاہ چلتی ہواں میں تھے اور تینوں نے مٹ پر سیاہ قاب اڑھے ہوئے تھے۔ جہاں سیر ہیں ختم ہوئی تھیں۔ اس کے سامنے یہی ٹھوکس دیوار تھی۔ اس دیوار کی ایک سائٹ پر گئی ہوئی ایک چوٹی سی کیل پر دوبارہ لا ٹھیڈ کا شکلہ ڈالا گیا۔ دیوار ہدمیاں میں سے ٹھیکہ ہو گئی۔

اب دہاں ایک چھوٹا سا دروازہ موجود تھا۔ وہ تینوں اس دروازے سے گزر گئے۔ ان کے گزرنے کے بعد دیوار دوبارہ پہنچا۔ والی حالت میں آگئی اور اس کے ساتھ ہی لاثم بھی خود بخوبی گئی۔

دروازے کے وہ سری طوف ایک بھی سی گیری تھی۔ جو مرکی ٹبر بول سے پہنچا طرف رہ ڈیتھی۔ وہ تینوں تیرتی سے گیدھی میں پہنچے۔ گیدھی کے انتباہی کو نہیں پہنچا۔ ایک بہت بڑا ہے کامبود دروازہ تھا۔ جس کے پار ہر سو بیب جل رہا تھا۔ وہ تینوں اس دروازے کے سامنے جا کر ٹوک کرے۔ آگے دلے سامنے نے مندے سے باریک سیلی چند غصہ من وغدوں کے ساتھ بیان۔ تیرٹھ بلب جانا بند ہو گیا۔ اور پھر دروازہ آہستہ آہستہ کھلنے لگا۔

وہ تینوں تیر ٹھکائے دروازے میں داخل ہو گئے۔ ان کا اندر جاتے ہیں دروازہ بند ہو گیا۔ کمر میں گلہ انہیں تھا۔ وہ تینوں دروازے کے ساتھ موند بکھرے ہو گئے۔ پھر اچانک دہ دشمنی میں ہٹا گئے۔ یہ دشمنی چھت سے ایک

ادریان تھی۔ اچانک دریا رک پکی کار کی تیز لائٹس نظر آئیں۔ اور پھر وہ لائٹس تیزی سے بڑھی چلی آئیں۔

اسی ہمارت کے قریب اگر وہ لائٹس یکدم بچکیں۔ اب صرف ایک ہبولا سانظر آ رہا تھا۔ جو مرک پاہستہ آہستہ رہ گکھ رہا تھا۔ ایک لائٹس بعد جب تھی۔ وہ آہستہ آہستہ ریختی ہوئی کوئی تھی کے بائیں سائیڈ کی دیوار کے ساتھ رک گئی۔

چاروں طرف جو کلہانہ چھڑا ہجایا ہے اسما۔ اس سے قریب سے بھی جیب کو محوس نہیں کیا جاتا۔ تھا۔ بھیجپے رہتے ہی اسی میں سے نین انسان سائیڈ پر محتاط انداز میں باہر نکلے۔ اور پھر وہ دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے پہاڑ کے قریب آئے۔ اور دوسرے سے لے کے دہاری باری پہاڑ کے اندر داخل ہو گئے۔ کپڑا نہ کی اونچی اونچی گاہیں بکھرتے ہوئے دہ تینوں بیس پہنچے درختنک کوں سے گزرتے ہوئے کوئے دلے ایک بھوٹے سے کمرے کے قریب ہکر گئے جن میں ایک سائیڈ پر ٹھنڈے گے بڑھ کر کمرے کے بند دروازے کا ہمہستہ سے دھیلا دروازہ ہکا سا شور کرتا ہوا کھل گیا۔ پھر دو تینوں کمرے میں داخل ہو گئے۔

پچھے سامنے میں کوڑا دروازہ بند کر دیا۔ پھر ان میں سے ایک سائیڈ نہیں پکڑتی ہوئی پھلی ٹاچ کاہن دبادبا۔ کمرے میں روشنی کی بلکی سی کلر پریدہ ہوئی۔ لیکر سامنے والی دیوار پر گھومتی رہی۔ اور پھر دیوار میں لگی ہوئی ایک چھوٹی سی کلہ پہاڑ کر داٹ میں پکڑتے ہوئے لائیٹ کو جلا دیا۔ اور چھر اس سے پیدا ہونے والے گھولی سے مشتعل نہ کیل کے سرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ تقریباً دس سینکڑے کمک دہ شکل کیل کو گھیرے دیا۔ اچانک ایک کمنکا ہوا۔ اور کمرے کوئے کے کوئے کا فرشش ہوت گھیا۔ لا ٹھیڈ بھجا دیا گیا۔ اور پھر وہ تینوں سائیڈ پیکے بعد دیکھے اس زینے

شخصوں نادیے میں صرف انہی پر پڑی تھی۔

ہلقے کمرے میں انہیں رکھا تھا۔ گورنر شنی کی دبی ساندرھ میں کامی کی آجئی تھی لیکن پھر بھی انہیں سامنے پہنچنے آرہا تھا۔ کمرے کے انہی پچھے کونسے سے ایک غواص سے بھرپور دروازہ آتی۔

”کوڈ“ آواز گزرنی تھی۔ لیکن یہ پابند نہیں والی غواص کچھ اس قسم کی تھی۔ جیسے جگل بی اپنے شکار پر دروازہ ہو۔

”باب ریڈیشن آف بی شی“ یعنی نقاب پوش بیک وقت بھے۔

”لپٹے نقاب اتارو“ دہنی غرائی ہوئی آدا زانی۔

چترشیوں نے اس پہنچ سے نقاب اتارے۔ جیسے انہیں ایک لمحے کی طرح دیر ہو گئی تو نقاب کے ساتھ اداگی کی کھال بھی جسم سے اتر جائے گی۔ وہ یعنی غیر ممکن تھے۔

”پورٹ“ چند لمحے بعد بھی دربارہ غرائی۔

”قصیر ناقہ“ قبیلہ کیا کر دیا ہے۔

”کھاں ہے۔“

ادا ایک نقاب پوش نے جیب سے ایک تہ کی ہوا کاغذ نکال کر چاہئے پکڑ دیا۔

”سکرین پر گاہد“

ادا اسی نقاب پوش نے پچھے مڑک دروازے کے باہم سامنے پڑی۔ پہنچنے ہوئے ایک بڑے چرخے کو اس کے کونسے میں لے گئے ہوئے بھی کر دبا کر کھولا۔ اور وہ نقشہ چرکھے کے اندر کی ہوئی پنزوں کی مدوسے دہاں بڑھ دیا۔

پھر جو کھٹا دربارہ بند کر دیا۔

بیسے بی اس نے چکھا بند کیا۔ ایک ہاکا سا کھٹکا ہوا مادرہ چکھا دشمن ہو گیا۔ اور اس میں لے گئے ہوئے کاغذ پر باہر نقشہ پائچ کیا جانظر آرہا تھا۔ نقشہ پر بالا جوا اور سیچھیہ تھا۔ چند لمحے بعد چکھا دبارہ تارک ہو گی۔  
”کیا یہ نقشہ صحیح ہے؟“ — دہنی غرائی ہری آدا ناگھری۔  
”یہ مادام“ — ایک نقاب پوش شاید باتی درست نمایاں پڑھیں  
رکھتا تھا۔ لہلا۔

”انہیں کیسے لقین ہے؟“ — غراہٹ میں شدت آگئی۔

”مادام ہم نے اس نقشہ کے درمیں لاکھ روپے ادا کئے ہیں۔ اس کے مطابق ہمارے پاس اس کے متعلق ایسا بیک میٹگ اسٹپ موجود ہے کہ فہریم سے کسی صورت میں فراہڈ کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔“ اسی لہیڑ نے ہڑا دیا۔ لیکن خوف کی وجہ سے اس کے جسم کی کپکاہٹ صاف نمایاں تھی۔  
”ہریوں“ — غراہٹ میں قدر سے کی جو گئی۔

”کل رات وہ سبکے تم یعنی نے پرانٹ نہروں پر تیار رہنا ہے۔“  
”مادام نے انہیں چالیٹ کرتے ہوئے کہا۔

”ادا کے مادام ہم تیار ہیں گے“ — نقاب پوش نے جواب دیا۔  
”مزید بہایا تھیں جائیں گی“ — تم جاسکتے ہو۔ — مادام نے جیب میں کہا۔

”تمہیک یو مادام“ — یعنی نقاب پوشوں نے موداہ ادازہ میں رجھکتے ہوئے کہا۔  
ادا پھر یعنی دلپس دروازے کی طرف مڑے۔ دروازہ آہستہ آہستہ

بند ہو گیا۔ تینوں نقاب پہلوں نے کمرے سے باہر نکلنے ہی المیان کی طویل لشکر میں۔ جیسے دھوت کے منہ سے بچ کر نکل آئے ہوں۔ تینوں نے ایک درست کرو دیکھا۔ اور پھر وہ تینوں زیرِ بدبسواد یعنی۔

گلیکری کوئی کرکے وہ اس دلیار سک آگئے۔ پھر انہوں نے دہان لگی۔ ہوئی کیل کراسی طرح لاسٹر سے گرم کیا۔ دلیار میں دروازہ بن گیا۔ دروازہ میں گزر کر دہنہ میں پر سے ہوتے دوبارہ باہر ہالی دلیان عمارت میں آئے پھر چند لمحے جہان کی حیثیت دوبارہ سرکر پر مل پھیل گئی۔ کافی دو رات گے جا کر جبکی لاٹیں جلا دی گئیں۔ اور پھر حیپ تیز رفتاری کے ریکارڈ ٹوٹی ہوئی سننا۔ سرکر پر دڑ نہ لگی۔

”جس دن ہمیڈ کوارٹر جانا ہو۔ میرا تو خوف کے اڑے آدھا خون نشک نہجا ہے۔“ — ان میں سے ایک نے کہا۔

”ہاں دیسمبر میں مادام غنطی معاشر کردہ ہے کہ مادی نہیں اور پھر فیصلہ میں غنطی کی میز رفتار کے علاوہ اور کچھ نہیں۔“ — جیپ چلا نے والے نقاب پر اس نے کہا۔

لیکن مادام کام کا معادہ اتنا شاذ روتی ہے کہ تمام خوف ذہن سے نکل جاتا ہے۔ — تیسرے نقاب پر اس نے کہا۔

”اُن پیٹھیک ہے۔ اب تک دوستے بھی اس کی تائید کی۔ اور پھر ان کی جیپ ایک پھر ٹیس کی کٹھی کے کھٹے ہوئے گیت میں مڑ گئی۔“

مادام باشاشی ہوئی کے اندر داخل ہوئی۔ اس کے نظریں پاہوں طرف کسی خالی بیٹھ کر نکالش کر رہی تھی۔ در کرنے میں ایک بیڑا نال نظر آئی۔ وہ جیز تیر چھپتی ہوئی اسی بیڑ کی طرف بڑھی۔ اس نے خالی کرکے گھسیتی اور اس پر پہنچ کر طربی سانس لی۔ ہوئی ہیں آرکسٹرا ہے سو دن میں غریب ہو سکتی کی دھنیں بیمار راحتا۔ ہاں متفرم اور شیرین قہوہوں سے گونج رہا تھا۔ گلوں کھنک رہے تھے۔

نیم ہر بار خوبصورت دیٹریس تینوں کی طرح ای صورت حکومتی ہی تھیں۔ ہاں کی سماجی انتہائی قیمتی و کیوری بیٹھ پہنچنے کی گئی تھی۔

یہ ٹک کے شہر لالا بار ہوئی کا ہاں تھا۔ بار اس کے میتھیتے ہی ایک خوبصورت دیٹریس کی طرفہ پہنچ۔

”شہری دن پیگ۔“ — باشاشی نے تمدے سکھتے ہوئے نہیں خشن دل سے کہا۔

”میں مادام۔“ — دیٹریس نے معدہ بارہ طریقہ بکا ساختہ دیا۔ اور پھر اپس مرجگانی۔

باس اٹھا اب چرہن طرف بیٹھی نظریں گھاٹ رہی تھی۔ سارے ہاں میں صرف دھی ایسی ایک بیڑ کے گرد بیٹھی تھی۔ درد کسی بھی بیڑ پر جوشے سے کم نہ تھا۔ الحجہ دیٹریس

کو گئے اس نے پہنچنے ہی ہوتے تھے کہ ہال کے دروازے پر ایک بڑا قارا در و جیہے  
خفیت کا ہال خوبصورت نوجوان سہ رانگ مینڈ شارک مکن کے سورت میں بھروسے  
نظر آتا۔ ہال میں بیٹھی ہوئی تقریباً نام عرب توں کی نظریں بے ساختہ اس نوجوان پر  
گھوڑ گئیں۔

باساشی بھی دلچسپی سے اسے دیکھنے لگی۔ اس کا رخ بآشی کی میز کی طرف تھا۔  
بجانے کیوں بآشی کا دل خوشی سے جسم اٹھا۔ وہ اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر فرش  
ھوس کرنے لگی۔

دن بوجان بآشی کے قریب امکر رک گیا۔  
”کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟“ نوجان نے انتہائی بدب املاز  
میں پوچھا۔

”شقق سے تشریف رکھئے“ بآشی نے اسے احانت دیتے ہوئے  
کہا۔

”بھی نادق کہتے ہیں“ نوجان نے اپنا تعارف کلتے ہوئے کہا۔  
”میرا نام شیکائی ہے“ بآشی نے اسے اپنا فرضی نام  
 بتاتے ہوئے کہا۔

”آپ غائب ہائی ہیں“ نوجان نے پوچھا۔  
”مجی تمہارا بھائی ہوں۔ اور آپ کے مکن پہنچتے سر دریافت کے لئے آئی  
تھی“ بآشی نے اسے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

”آپ کیا ہیں گے“ اچانک بآشی نے پوچھا۔  
کپوکر دیس نے اس وقت اس کے ساتھی خیری کا گلوس لا کر کھاتھا  
”مرت ایک گلوس لائیم جس“ نادق نے تدریسے بے ٹکھنی سے

لما اندھہ میں سس آرڈر لیکر دا بیس جل گئی۔

”آپ کا کیا شغل ہے“ بآشی نے پوچھا۔

”والد نواب ہیں میرا مشتعل آوارہ گردی ہے“ نادق نے تدریسے

شورخ مسکراہٹ سے کہا۔

باساشی بھی پڑی۔

دیس نے لائیم جس کا گلوس لا کر نادق کے سلسلہ رکھ دیا۔ نادق نے

ھوس اٹھایا۔ ایک لمحے کے لیے بغیر بآشی کی طرف دیکھا۔ اور پھر گلوس دا بیس

پیروپر کھ دیا۔

باساشی جو غرد بھی اسے غرر سے دیکھ رہی تھی۔ حیرت سے بولی۔

”کیوں کیا ہوا ہے؟“

کچھ نہیں ایک خیال آگیا ہے۔ نادق نے دیوارہ گلوس اس اختالت

کے کہا۔

”کیا آپ مجھے میں تبدیل ہیں گے؟“ بآشی مکن طریقے پر ٹکھنی پر

ٹکائی۔

”کوئی خاص بات نہیں۔ میرا یکسپریا ماد دست ہے ملی عمران اس نے مجھے

ہاں ملے کا دقت دیا تھا۔ مجھے اس کا خیال اسکی کتاب تک کیوں نہیں کیا۔“

نادق نے اسے بغور دیکھتے ہوئے تفصیل سے بتایا۔

اور بآشی نے مطمئن انداز میں ساسن لی۔ لیکن نادق سے عمران کے نام پر

جس کی خوبصورت تکھنی میں اسے والی چک رہ چک پس۔

عمران اگر کیا تو میں آپ کا تعارف اس سے کراؤں گا۔ جو شخص ایک دفعہ ان

بے ملے دے یا تو ہمیشہ کے لیے اس سے نفرت کرنے لے گا۔

بادرن سے محبت " فاروق نے کہا۔

"کیا آپ شاری اشہد ہیں؟" — باساشی نے اپنے مومن تبدیل کر دیا۔ اور پھر درود سے لمحے اس کی بُلے بننے رنگ کی لمبی ذائقہ کر دیا۔

"میں" — فاروق نے حیرت سے کہا۔

لیکن آپ کو اخال کیسے آگئی۔

"دیسے ہی پوچھ دیا گا" — اس نے لاپرواہی سے کہا۔

"جسے احاذت دیجئے" — فاروق نے انتہا ہمسے کہا۔

"آپ تو پسے — درست کا انتہا کر رہے ہیں" — باساشی نے جرأت سے پوچھا۔

ردہ اب نہیں آئے گا۔ دیسے ہمسے وقت سے اگر پانچ منٹ بعد تک تیزراں کا رسیں کافی تیزراں فاروقی سے مجاہد رسمی تھیں۔

آئے تو بھوپیں۔ پھر وہ نہیں آئیں گا۔

فاروق نے عربان کی ایک مادرت اسے بتلاتے ہوئے کہا۔

"بڑے بھیبی میں آپ کے درست" — باساشی کی انکھوں میں اس کا پچھا ٹاہر برست ہو گیا تھا۔ فاتر لفظنا سائیں تیرنگوں والفل سے کیا گیا تھا جیسے جرأت تھی۔

اد کے فاروق نے کہا اور دلپس جانے کے بیٹے مژاگیا۔

باساشی نے اس کے جانے کی اپنا پرس کھولا۔ اس میں سے اپنے شکل کمال سے صورت نوجوان فاروق نیچے آئی۔ اور پھر وہ جرأت سے پچھلے ٹاہر کو اور پس میں لگے ہوئے پھٹے سے آئیں میں یہ اپنے ٹھیک کرنے لگا۔ اور کچھ نہ لگا۔

جیسے ہی اس نے ہونٹوں کر لپٹا گئی۔ اال کے ایک کرنے میں بھی اتنے میں پچھلی کار سے تین میزگلی نیچے اتر آئے۔ وہ تیزی سے دلی پر جمکے ہوئے ہوا۔ ایک میز ٹکنی قوی الحجۃ تو جوان اٹھ کر اس سے باہر چلا گیا۔ باساشی نے بھی فاروق کی طرف بڑھے۔

پھر قی سے پرس بند کیا۔ ادا میک نوٹ میز پر رکھ کر تیز قدم اٹھانی ہوئی اس فاروق سر اٹھا کر انہیں دیکھنے لگا۔

سے باہر چل گئے۔

ہو گئی۔

فائدہ کر ریواور کے بل پر بچے نہ آ رہا۔ بھروسے ایک کرسے میں لے جایا گیا۔ جو شاید اس کو بھی کافی رائیگ ردم تھا۔ ایک غیر ملکی ریواور سے کوئی سامنے دلے صرف بھر پہنچ جائے گا۔ درست اس کی پشت پر کھڑا ہو گیا۔ اسکے باختیں بھی سیلا لو رہا۔ ”اپ ووگ مجھے یہاں کیوں لے آئے ہیں؟“ فاروق نے ایک بار پھر سوال کیا۔

”خاتوش بیٹھ رہو۔ ابھی تمہیں سب سوالات کا جواب مل جائے گا۔“ غیر ملکی نے سروارداز میں کہا۔ اور فاروق نے پھر کوئی حل سلسلہ نہیں کیا۔ لیکن اب بھی اس کی آنکھوں سے میرت جھلکتی صاف نظر آ رہی تھی۔

تقریباً پانچ منٹ کے بعد دروازے کا پردہ اٹھا اور پھر باششی افراد داخل ہوئے۔ فاروق دہان اسے دیکھ کر پوچھا۔

باششی کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر صونے پر دیکھا ہوا غیر ملکی کھڑا ہو گیا۔ باششی بڑے پُر ترقا۔ طریقے سے جتنی ہوئی فاروق کے سامنے والے صونے پر بھی گھمکی۔

فاروق اسے چیرت سے دیکھ رہا تھا۔

”مسٹر فائدہ آپ جیلان ترجمہ کے کہ آپ کو زبردستی یہاں کیوں لایا گیا ہے۔“ باششی نے قدر سے سکواتے ہوئے کہا۔

”بیان آپ سے میمع سوچا۔ مجھے خاص طور پر آپ کو یہاں دیکھ کر شدید چیرت ہوئی ہے۔“ فاروق نے سمجھی گئے کہا۔

آپ پہنچے اپنے شملت تفصیل سے بتائیے کہ آپ کون ہیں۔ اور خصوصاً

”چسچاپ جادہ کا کار میں پہل کر بیٹھ جاؤ۔“ ایک غیر ملکی نے اپنی جیدہ سے روایت کیا۔ کار میں کی پشت سے کاڈا۔

”کیا مطلب۔ آپ کون لوگ ہیں؟“ فاروق نے چیرت سے اپنی دلکشی میں کہا۔

”خاتوشی سے کار میں بیٹھ جاؤ۔ درست ڈھیر کر دوں گا۔“ غیر ملکی کی اکہ میں غراہب شدید ہو گئی۔

فاروق نے ایک سے تک پار دل طرف دیکھا۔ اسے درست ایک پہکہ نہیں رہ گئے کوئی سرک کے کنارے کھڑی نظر آئی۔ بھر اس نے کہنے سے جتنے اور ان کے ساقچوں پہاڑا۔

وہ خاتوشی سے جاگان کی کار میں بیٹھ گیا۔

”لیکن میر کا کار۔“ فاروق نے قدر سے تذبذب سے کہا۔

”کھڑ کر دہ جو بھی بیٹھ جائے گی۔“ بھر اسی بیٹھ ملکی نے اسے مخاطب سہ کر کیا۔

مفرود ان صاحب کی کار کا دلیل تبدیلی کی کار سے اکہ۔

”بہتر۔“ درستے غیر ملکی نے آہمہ سے کہا۔ اور پھرہ فاروق کی کار کی طرف بڑھ گیا۔

ان کی سیاہ کار۔ شارٹ ہوتی ہوئی والیں مٹڑی اور تیزی سے چلتے تھی۔ وہ جب بیٹھے رنگ کی ڈالج کے قرب سے گردی تو جسے دیکھا کیا اس کی طرف بڑھ گئی۔

کیوں ڈالج سیٹ پر دہی دلکی بھیتی تھی۔ جو اسے ہٹلی میں لی تھی۔ کار ڈالج کے قریب سے گزندہ چل پہنچا۔ پھر وہ شہریں داخل ہونے سے پہلے ایک کار لونی میں ہوئی۔ پھر اسی مکار خلابورت کوئی کے گیٹ میں دل

یہ کہ آپ کا عملن سے کیا تعلق ہے۔” — باساشی نے کہا۔

”اپنے متعلق تو میں آپ کو پہلے ہی ہول میں بتاچا ہوں اور باقی رامعلن تو میں نے جیسا کہ آپ کو بتایا تھا۔ کہ وہ میرا ودست ہے۔“

اب آپ اور کیا پہنچا جاتھی ہیں۔“ — فاروق نے کہا۔

”آپ نے میرے سامنے جان پوچھ کر عران کا نام کیوں لیا تھا۔“

باساشی نے سمجھی گئے کہا۔

”تو کیا آپ کے سامنے عران کا نام لیا تھا جسم ہے۔“ — فاروق نے دریافت کیا۔

”عران آجکل کہاں ہے۔ آپ کو اس کی رائش کا علم ہو گا اس کا پتہ۔“

”باتاشی نے اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔“

”لیکن آپ کو عران سے کیا کہتا ہے۔“ — فاروق نے بھی اس کا klaraty اپناتھے ہر سے پوچھا۔

”جمیں پوچھ رہی ہوں۔ اس کا جواب دو۔“ — باساشی کے لیے یہ تیری آگئی۔

”اگر میں جواب نہ دیتا چاہوں تو۔“ — فاروق نے قدر میں مکملہ ہوئے کہا۔

”تمہیں جواب دینے پر مجھے بھی کیا جاسکتا ہے۔“ — باساشی نے طنزیہ مسوکا ہبھ سے کہا۔

”نہ فاترہ۔“ — باساشی نے اپنے پاس کھٹے ہوئے غیر ملکی سے ملا طب ہو کر کہا۔

”یہ ادام۔“ — نہ فاترہ نے قدر سے بخکھے ہوئے کہا۔

فاروق صاحب کو پہلے رسیدن سے کہنے والوں سے سمجھا۔ اور جب دینے پر رسیدن کو۔“ — باساشی نے انتہائی سرد بیجی میں کہا۔

”نہ بنا جاؤ گے بُلھار دھومنے کی پشت کی طرف آیا۔ صورت کی پشت پر کھڑا ہوا۔ دیوالوں پر دار غیر ملکی سامنے آگئا۔“

”نہ بنا جاؤ نے جیب سے ہاتھوں کی رہی تکال۔ اور جب ناسدق کو صورت سے ہامی طرف مکبس دیا۔ فاروق نے قدر میز امت کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ریالر کر سامنے دیکھ کر خاموش ہو گی۔ فاروق کو باندھ کر اُس نے الارکی کھولی اور اس میں سے ایک جو لوگ اسی شیش نکال کر واپس فاروق کی طرف بڑھا۔ باساشی اس تمام عمل کو خاموشی سے دیکھ دی۔ جیسی میشین کے اور پیچے دیکھ دیا۔“ — فاروق کے ہوتے تھے۔

”نہ فاترہ نے فاروق کے ہاتھ کی چھوٹی انگلی ان دو بچپن کے درمیان پھنسا اگر بہیں لوگوں کا شروع کر دیا۔ بچپن سے اس کی انگلی کتنی شروع ہوئی۔ انگلی پر دباد بھتنا پل لگا۔ فاروق کا چہرہ اسی طرح ساٹ رہا۔ صرتاً انکھوں میں قدر سے بے پھیں کے آثار نمایاں تھے۔ نہ بنا جاؤ نے ہندوں اور نژادی سے گما دیا۔“

”فاسدق نے نجیف کی شدت کی پناہ بروت بیجی میں۔“

”پیارا اس دفت جان کہاں ہے۔“ — باساشی نے فاروق کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”اصلیل میں بیٹھا جائیں کہا ہو گا۔“ — فاروق نے نکیت کی شدت پر قابو لائے ہوئے کہا۔

”سیدھی طرح بتا دی رکھاں اور میر دوں گی۔“ — باساشی فھرے سے چڑھی۔

”کیا تم قصائی خاندان سے تعلق رکھتی ہو۔“ — فاروق نے اسی بیجی میں کہا۔

اچانک قادری نے چونکتے ہوئے کہا۔ کیا تم نے ہی اس کا فلیٹ تباہ کروایا تھا۔

”تم نے کیے اندازہ لگایا۔“ باشی نے پوچھا۔

”جب تم صرف اس کا پتہ معلوم کرنے کے لیے مجھے زبردست اخواڑا کراکر اذیت پہنچا سکتی ہے تو تم اس کا فلیٹ بھی تباہ کرا سکتی ہو۔ لیکن میری جھوٹی میں یہ ہیں آیا کہ تینیں اس سے کیا دامنی ہوگی ہے۔“

”مگر اس نہ رکر دو۔“ باشی اچانک کھڑی ہو گئی۔ اور پھر اس نے شہر قاتلوں کی طرف خاطب ہو کر کہا۔

”غم برنا یو تم اس کو لے جا کر تہہ خانے میں ڈال دو۔ میں بعد میں اس کے متعلق قلمی فیصلہ کروں گی۔“

”اوکے مادام۔“ غم برنا نہ کہا۔  
باشی ڈرانگک درم سے باہر نکل گئی۔

غم برنا نہ کیے اس کے انھوں کی رسیاں کوعلیں اور بھرپور اولاد کے زور سے سے چکر کیک تہہ خانے میں بذرکر دیا۔ پھر میسے ہی تہہ خانے کا دعاوازہ بن جا۔ غارق نے حبیب سے ایک بچہ ٹاہسا نہرے دنگ کا اونٹہ نکالا اور پھر خپڑے لئے دو اس لائیٹ کے ساتھ منڈل گاگے پولہ دا تھا۔

”مہلوا یہیں ٹوپیکنگ۔“

”لیں صرف دارالشدید نہگ۔“ دوسرا طرف سے مقدمہ کی آٹا لائی۔

”مقدمہ آج رات کو دس بجے شہزاد کا لون کی کوئی غم برنا ۱۲۳۶ میں تم نے داخل ہونا ہے۔ وہاں عمران میکیٹ اپ میں موجود تھے۔ اس وقت اسے ایک تہہ خانے میں بذرکر دیا گیا ہے۔ ہم کو مٹی میں داخل ہونے سے پہلے ٹرانسیور پر عمران سے

”اسے گولی مار دو۔“ باشی نے فٹے سے بچنے ہوئے کہا۔

”پھر تو میں عمران کا پتہ بتا دوں گا۔ لیکن پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ تمہیں عمران سے کیا ہے۔“ قادری نے کہا۔

”میں عمران سے ملا چاہتی ہوں۔“ باشی نے نرم لہجے میں کہا۔

”تم نے پہلے کہا ہوتا۔ میں نہ صرف پتہ ہی بتا دیتا۔ بلکہ تمہیں عمران سے بھی ملا دیتا۔“ قادری نے اپریواہی سے کہا۔

”باشی نے غم برنا یو کو شارہ کیا۔ اس نے ہندل گھاکر ہجع ڈیلے کر دیے اس پھر اس نے انگلی سے مشین طیغہ کی ادھر تو باہر پکھا رکھا ہو گیا۔“

”پتہ تباہ۔“ باشی نے پوچھا۔

”پتہ ہے جتنے کی بجائے تمہیں ساخن جلوہ میں تھیں طوادیتا ہوں۔“ فاقہ نے اپنی انگلی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جو بڑی طرح کچل گئی تھی۔

”نہیں تم پتہ بتا دو۔“ میں اس سے خود مل لوں گی۔“ باشی کے چہکے پر دربارہ سختی آگئی۔

”ار پھر قادری نے عمران کے نیلت کا پتہ بتا دیا۔“

”نہیں اس کا موجودہ پتہ بتا دیا۔“ باشی نے کہا۔

”موم دہ کا کیا مطلب دو دلیں رہتا ہے۔“ قادری نے جھرتے کہ ”اس کا فلیٹ تباہ ہو چکا ہے۔ اب دو اس کے بعد سے روپیش ہے۔“ باشی نے اسے بتایا۔

”جھرتے ہے مجھے اس نے اس سلسلہ میں کچھ نہیں بتایا۔“ قادری دلچی ہمراہ تردد کھانا۔

باشی خاموشی سے دیکھتی رہی۔

جیکھشی سے گیتوں میں سے بہتے ہوئے نیکھڑی کی ہدرت جا رہے تھے۔ آگے  
لے رہی عورت تھی۔ نیکھڑی کی دلیوار سے ایک فرلانگ وہ داروں اگلے گئے۔  
”نبالیون تم پہلے جا کر پہلے مرٹے کا انظام کرو۔“ عورت نے ایک لفتاب پر  
سے مجاہب ہوتے ہوئے کہا۔

”اوورائیڈ آل“ علان جر فاردق کے میک اپ میں تھا۔ کہا اور پھر  
اس نے لایپرینڈ کے جیب میں مول لیا۔ اور طبیان کی سانس سے کرو دلیوار سے نیک  
لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ جنہیں بہدو پورے زور خود سے خلائیے رہا۔  
دلیوار پر جادچار گز کے فاصلے پر بڑے بُبے بُجے ہو شستے۔ وہ نقاب  
پیش دلیوار کے قریب جا کر زمین پر بیٹھ گیا۔ اور پھر زمین پر لیکھتا ہوا دلیوار کے قریب  
لے پہنچا۔ اس نے اٹھنے سے پہلے بغیر چار دل طرف دیکھا۔ اسے درد رائیک ہے پرے در  
لے پہنچا۔ اپنی طرف آتی ملکانی دی۔ پہرے دار کے نہیں ہے پر انقل موجوں تھی۔  
نبالیون دلیوار کے ساتھ ہو گیا۔ پہرے دار قریب آتا گیا۔ نبالیون کا دل  
حد زور سے ٹھکر کر گا۔ اسے ایسا محض ہو رہا۔ میں موت قدم بقدم اس کے  
جسوب آتی جا رہی ہے۔ کیونکہ اسے علم تھا کہ اگر پھر دلیوار کی نظر میں آگیا تو وہ بے رینے  
عنیم اشان نیکھڑی کی ہدرت جانے والی طرف پہاڑی جیپ آہستہ آہستہ رینگ  
ہدرت کر لے گی۔ دلیوار کے پیچے راشنی تھی۔ اس سے دو باسی پہرے دار کو نظر  
چھاتا تھا۔

اس کی ہستہ لائیں بھی جوئی تھیں۔ نیکھڑی سے ایک میل درجیپ کو ایک گھنے  
درخت کے پیچے روک دیا۔ اس پیپ میں سے چار نقاب پوشش بانہ کھلان  
چاروں نے سیاہ زنگ کے چٹت بالیں بن رکھتے۔ ان میں سے ایک اپنی  
کی ساخت کے لامنستے صاف درست مسلم اور ہری تھی۔  
اور صرفت اسی خالی اچھو تھی۔  
باتی ٹیکنے نے انہوں میں پھرئے چھٹے بیگ اٹھائے ہوئے تھے۔ وہ

زید و دن فریکھنی پر رابطہ قائم کر لیا۔ وہ تین ہدایات دے دے گا۔  
اکیٹھنے اسے مکہم دیتے ہوئے کہا۔

”بہت بہتر سریش لیا ہی کروں گا“ صدر نے مودہ بانہ آٹو میں کجا  
”اوورائیڈ آل“ علان جر فاردق کے میک اپ میں تھا۔ کہا اور پھر

لکھا کر آنکھیں بند کر لیں۔ جنہیں بہدو پورے زور خود سے خلائیے رہا۔



چڑھ کر سیری دوسری طرف نکادی۔ اور پھر بیگ سے ایک اور سچوٹا سا آئے  
نہال کرتاراودی کے سرے جنڈے گا۔

وہ آئے میں تاروں کے دلوں سرے ڈال کر اسے مخصوص اندازیں لگاتا  
گتا۔ خود بخوبی ایک دوسرے کے ساتھ بیج کھا کر بچ جاتے۔ اس طرح اس نے  
تینوں تاروں کو جب دیا۔ اب دوسرے مخصوص بھی نہیں ہوتا تھا۔ کہ یہ تاریں بھی  
کافی بھی ہیں ہیں۔ پھر اس نے سیری اسی اور لپیٹ کر بیگ میں رکھی۔ اور ان  
تینوں کے پیچے پل دیا۔ تینوں زمین پر تیری سے رینگتے ہوئے ہوئے دالی حارت کی  
طرف جا رہے تھے۔ عمارت مکہ پر بھر قریب آتی جا رہی تھی۔ لیکن سب سے آگے  
جلستے دالی عورت ریکھتے ریکھتے اچاکہ رک گئی۔ اس کے پیچے آئے والے نقاپ  
پوش بھی رک گئے۔

”بیز فرگشہ ڈھنکنا اعتماد“۔ اداوم نے ہلکی سی غراہت سے کہا۔  
جس میں تدریسے ہے صینی اور اصطلاح کی امیر شیخی تھی۔

پھر فرمئے تیجے زمین ٹوٹی اور پھر اس کے ٹاٹھ ڈھنکنے کے دلوں  
سردیں پہنچتے ہوئے تھوڑے ہیں آگئے۔ اس نے ایک ہلکا سامبکدا دیا۔ لگر  
کا ڈھنکنا علمدہ ہو گیا۔

اور پھر دوسرے سب سے پہلے اس کے اندر داخل ہوئی۔ گھر کے اندر دیوار  
کے ساتھ لوہے کی سیری ہیں۔ تینوں تیری سے سیری ہیں۔ اترتے پہلے گھر  
آخڑی آؤتی نے جیسے ہی سیری ہوں پر قم رکھا۔ اچانکہ جیسی سے سارا علاقہ دربارہ  
جگہ گا اٹھا۔ اس نے بھرتی سے ڈھنکنا لپیٹ کر گلزار کے دہانے پر کوکو دیا اگر  
بھلی ایک لمبے پیٹے آجاتی۔ لڑایا رہ کسی پھرے دار کی نظر وہ پڑھ جانا۔ لیکن  
پھر کہ بھلی آئنے کے ایک لمبے پیٹے نہ کمھیں چند ہیسا جاتی ہیں۔ اس لئے اسے

کو دیوار کے ساتھ پہنچ کیا۔ تو ایک جھکا کا ہوا۔ دوسرے لمبے تام علاقہ کی بھلی غائب  
ہوئی۔ بھلی کے غائب ہوتے ہی اس نے پھر تی سے آمد۔ اپس بیگ میں لکھا۔ اور بیگ  
بیگ سے ٹائپن کی بھی ہوئی۔ باریک یکیں متعبوط سیری ہیں۔ بکالی۔ جس کے آگے نگر  
نما ہے کا انکوٹھ لے گا جو اس تھا۔ اس نے وہ انکوٹھ گھا کر دیوار کے اور سکھا۔ آنکوٹھ  
دیوار کے اور بیگ ہوئی خاردار تاروں میں پھنس گیا۔ اس نے سیری کو کھینچ کر اس  
کی مضبوطی کا اندازہ کیا۔ اسی لئے بھجے ملکن ملکن جلاگتے ہوئے باقی تینوں نقاب پہنچ  
بھی اس کے قریب پہنچ گئے۔

”سیری کا گادی“۔ اسی عورت کی فرازیت آئیں آزاد نکی۔

”میں مادام“۔ میں الیون نے پھر پہنچتے ہوئے کہا۔

اور دوسرے کو دھورت سب سے پہلے اس سیدھی پر جو متی جلی گئی۔

چند لمحے بعد ده خاردار تاروں کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے جیب سے ایک  
کشہ نکالا۔ اور پھر جو کی انکشہ کی آواز کے ساتھ ہی۔ باری باری اور پہنچ گئی ہیں۔  
تینوں خارداروں میں کتنی چلی گیں۔

خادر تاری کتے ہی اس نے انکوٹھ ان میں سے بکال کر دیوار کے سرے  
کے ساتھ انکھا دیا۔ اس تمام کام میں چند لمحے گردے۔ وہ دیوار کے دوسری طرف  
لٹک گئی۔ اور پھر اس نے ہاتھ پھرڑ دیئے۔ ایک ہلکا سادھا رہ جاوہ یہ چند میں  
پر جاگری۔

بھلی کے غائب ہوتے ہی پھر داروں کی سیٹیوں کی آوازوں سے فضا  
گھنچا اٹھی۔

لیکن وہ ان سیٹیوں سے بے پرواہ اپنے کام میں لگے ہوئے تھے۔ اسی  
طرح ہاری باری سب دیوار کے دوسری طرف اتر گئے۔ آخڑی آدمی نے دیوار پر

اد کے نام۔ — قتاب پر ش نے کہا اور پھر میں کا ایک اور بیٹھ دیا۔ ایک لکھا سادھا کہ جوڑا۔ اور جہاں را تھا۔ اس کے اندر کافی چورا روانی سا ہو گیا۔

تاب پر ش نے میں بند کی۔ اس کا کافی بخوبی کروالا پیش میں میں بند کر دیا۔ اور پھر وہ بجھ کر چڑھ گیا۔

نام جملہ کرنا اس کے کہنسے پر پڑھ گئی۔ اور اس نے سوراخ کے گلگردیں میں اتھر والی کر جانکر نے والوں کی طرح باخون کو ایک لکھا سا جھکا دیا۔ اور درستہ سوراخ سے ہر قبیلی کمرے میں پہنچ گئی۔ اس طرح سے قتاب پر ش کی چڑھے پھر پھر خپلے دے کر جھپڑے پھینکنے لایا۔

اب وہ باروں اس کی کمرے میں تھے۔ نام نے تا پہ جلانی ساری پھر وہ سیف کی طرف پہنچنے لگی۔ سیف انتہائی ضرب طوفان دستے تیار کیا گیا تھا۔ اور سب سے جیرت لی بات یعنی کہ سامنے کے لئے پاس پر پڑھنڈل لگے ہوئے تھے۔ اور نہ سی جاں اور نہ سوراخ نظر آتا تھا۔ اس کے درمیان میں بنی ہوئی کیڑے نظر کر رہا تھا۔ میر سیعیت کا سامنے کا راستہ ہے۔

نہ سیعین اسے کھوڑا۔ — نام نے غلطیت ہوئے کہا۔

اور ایک قتاب پر ش پہنچتی سے سیف کی طرف نہ جا سکے تھے۔ میں کہا جوڑا ہوا جیکن میں پر کھو کر اس دن بلو ریت مانع کر دیا۔

— نام کی کرد۔ — نام کے لیے کی خرابیت شدت احتیاط کرنی۔

نہ سیعین۔ نہ پھر تھی سے بیگ کھوڑا۔ اس میں سے ایک چھوٹا سا اوزار نکلا۔ اکا سرا جھٹا۔ لیکن انہر اور تبر تھا۔ اس نے دوسرا سیف کے درمیان میں بنی ہیکر کے میں درمیان میں مدد فراہم کیا۔ پھر اس نے آئے کوئی بچی طرح دادا۔

کہی مدد کیجوں سکتا۔ اور وہ نیچے آتی میں آگئے۔ لیکن اس تالی میں پانی نہیں تھا۔ میں خشک تھی۔ اس عورت نے جیب سے ایک پتی سی نار پکھا۔ اور پھر اس کی باریک تیز شاخ کی راہنمی میں وہ سب چلتے رہے۔ تقریباً چار سو گز درجہ کار وہ چاروں دک گئے۔

نام نے جیب سے ایک کافی کھلا۔ اور اس پر شارچ کی روشنی ڈالی۔ اور پھر کہا۔

— ہم صحیح جگہ پہنچ گئے ہیں۔

— نیں نام۔ — ایک قتاب پر ش نے مودبہ نہ انہلز میں کہا۔

— مش بند دد۔ — نام نے کہا۔

اور منہلیں نے بیگ سے ایک چھوٹا سا سیرہ کھال کر اٹھا کیا۔ اور چوتھی میں دیزی سے ہیوست کر دیا۔ پھر سوراخ کرنے لگا۔ چھوٹا سا سوراخ کرنے کے بعد اس نے بیگ سے چھوٹی سی میں کھا۔ اور اس میں سے ایک پتی سی راڈیمیں کر اس کا سرا اس سوراخ میں داخل کر دیا۔ پھر اس نے میں کا جن دبایا۔ اور وہ ماذیزی سے چک کر کار اوپر جانے لگا۔

ہند لمبے بعد راڑتے چک کر ناہنڈ کر دیا۔ اب اس نے دوسرا بیٹھ دیا۔

میں میں دو شنی ہو گئی۔ نام نے آگے پڑھ کر میں کے ایک سوراخ میں آنکھ لگا دی۔

میں میں اور کامنٹر صفات نظر آ رہا تھا۔ ایک بھوٹا سا کرہ تھا۔ جو تمام غالی تھا۔ البتہ ایک کوئے میں ایک قیادم فولادی سیف رکھا تھا۔ نام اسے اس سیف کو دیکھ لائی تھی۔ اور میں پکڑے ہوئے قتاب پر ش سے کہا۔

— نیک یہی کردہ ہے۔

ایک منٹ بعد سیفت خالی تھا۔ اس سیفت میں کوئی خانہ نہ تھا۔ ملکام اس کے اندر داخل ہو گئی۔ اس نے ایک لمحے کے لیے سیفت کے اندر اور خارجہ دیکھا۔ پھر اس نے اندر بھاکر باہمیں سائیڈ پر چار میں لٹکے ہوئے کیلوں کی قطعے سے اندر سے چوتھے کیلیں کے سرے کوڑا بولیا۔ ایک ہاکا سا کھٹکا ہوا۔ اور سیفت کی پشت والی چار دیکھ سائیڈ میں گستاخی چلی گئی۔

اب سامنے ایک اور کردا تھا۔ ملکام اس کے اندر داخل ہو گئی۔ ملکام کے پیچے دیشیں بھی دوسرے کرے یہ بیدبیچ گئے۔ اس کوہیں پہنچ کر ملکام نے اس کے ذمیں سائیڈ کی دوڑار میں لگے ہوئے فولادی در طانے کی طرف اُنھوں نے اُنھوں کی طرف بڑھایا۔ اب جو شارہ ہو جاویہ میں سیچع معنوں میں اب نظر و شروع ہو گا۔

ملکام نے کہا۔  
نیز سین قم۔ یہیں کو اداگرا دھکر کرنی شخص اتفاق سے آئی۔ تو اے سنجانا  
تمہارا کام ہو گا۔

اد کے ملکام۔ نیز سین نے کہا۔ اور وہ فرد وہیں ایک طرف دوڑا  
سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ ملکام نے دوڑا نے میں لگے ہوئے ہیئت کرایتی فٹر  
کھایا۔

لہ پھر کب لخت دہانہ کھول دیا۔ دوسرے لمحے سے ایک آدمی  
کو اندر کمرے میں گھسیت لیا۔ درداتے کی دوسری مرد کھا پھر سے طراچانک  
حلتے ہو اس کھریتیا۔ اور ہبھی لمحے اس کی موت کی صافت بن گئے۔

ملکام کے پچھے کھڑے ہوئے نقاب پوش نے پھر سے چوکیدار کی گردن  
پر لپٹنے دوڑا ناچ جادی۔ اور پھر دوسرے لمحے وہ شخص بے جان ہو کر اس  
کے اندر میں جھوٹا گیا۔ اس کی بینی گن دوسرے نقاب پوش نے سنبھال لی۔

آئے کار انھوں اس اکیر کے اندر چلا گیا۔ جو دراصل معمولی ساخت تھا اماں نے  
بیگسے ایک پیپ سا نکالا۔ اور جس میں شرخ رنگ کا ایک سیال بھرا ہوا تھا۔ پھر  
کار سر لوگ دار تھا۔ اس نے اس لوگ کو پہلے روئے آئے کی پشت پر بند کر دیا۔ یہاں ایک  
معمولی ساسو را خ تھا۔

اب اس نے ایک اُنھوں سے پہ دبایا شروع کر دیا۔ رین سیال پیلے داے آئے  
سے ہوتا ہوا سیفت میں بلٹے گا۔ کیونکہ پٹنی بُرک ملے آئے کے سرے میں ایک  
بُرک سا ساسو را خ تھا۔  
چند لمحے تک دہ پہ پکرتا رہا۔ پھر اس نے دو نوں آئے تکلی کر دا پس بیگ میں  
کھلے اور پھر بیگ اٹھا کر کوڑا ہو گا۔

ملکام ایک منٹ بعد یہ خود بُرک کل جائے گا۔ نیز سین نے کہا۔  
اد پھر دہی ہوا۔ ایک منٹ بعد سیفت کے دو نوں پٹ پٹ اپنے آپ بُرک کل کئے  
جیسے اندر سے انہیں کسی نے دھکھا ہو۔ دراصل یہ سیال مخصوصی کیمکن سے تیار  
کیا گی تھا۔ جس پنڈجگ پر اسے آزادا چھوڑ دیا جاتے ہوں ہوا کادا بُرک بُرعنہ شروع ہوتا  
ہے اور پھر یہ دباؤ اتنا بڑھتا ہے کہ جس رُخ پر اس کو معمولی ناخالی ہی ملے۔ اسی رُخ  
پر اس کا دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ اور تجھیہ اس رُخ پر اگر فولاد کی ٹھوس چادہ بھی ہو۔ تو  
وہ لٹٹ پھر ٹھاکی ہے۔ سیفت میں چوکر مخصوصیں تلا عطا۔ اس پیے دباؤ برداشت  
درکرتے ہوئے ٹوٹ گیا۔ اور پھر وہا کے دباؤ سے دو نوں پٹ کل کئے گئے۔ اس کیمکن میں  
ایک خاص بات یقینی کہ اُنھے شیشے کے کسی بینت میں ڈال دیا جاتے۔ تو پھر اس  
کا درمیل کو محی بھی نہیں ہوتا۔ بھی وجہ حقی کو پہ پر شیشے کا بنا ہوا تھا۔ اسے یہ کیمکن  
تزویرہ سکتا۔

سیفت کے دو نوں پٹ جیسے ہی کھلتے۔ شرخ رنگ کا ہکا ساد مولان ہاہر نکلا۔

پر کیدار گلا گھنٹے کی وجہ سے مر جکا تھا۔ واقعی اس نقاپ پوش کے مضمون  
انھوں میں بے پناہ قوت تھی۔

نبرسیرون تم جلد کامے اس چکیدار کامیاب ہیں نوادراسی دروازے کے  
بہر کھڑے تو کہ پر ددد ————— مادام نے غلڑتے ہوئے کہا۔

احد پھر دہنڈل دروازے سے باہر نکل آئے یہ ایک گیری سی تھی۔ جس میں  
چند بیب جل رہے تھے۔ اس پیے مہال مہم روشنی تھی۔

وہ تیزی دیوار کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتے چلتے گے۔ گیری کے اختتام پر  
انہیں ایک اور پھرے دار کھدا اندر آیا۔ جو دیوار کے ساتھ لگا کھدا تھا۔ بربیاں اُس  
نے دیوار کے ساتھ لگا کر کی تھی۔

”تم دونوں یہیں رکو۔ میں اسے ہندل کرتی ہوں“ ————— مادام نے  
آہستہ سے کہا۔

”مادام“ ————— ایک نقاپ پوش نے قدر سے چکچاتے ہوئے کہا۔  
”کیا ہے“ ————— مادام ایم دم شیرنی کی طرح میں۔ اس کا یہجاں انتہائی تیزی  
حنت تھا۔

”نم“ ————— ”مادام ایم لے“ ————— گھبراہٹ اور غفت کے مانے  
اس سے خود مکمل ہو گئے۔

”تم خاموش رہو۔ میں جو کردی ہوں غیک ہے“ ————— مادام نے تھی  
کہا۔

اور نقاپ پوش خاموش ہو گیا۔

اب مادام آہستہ آہستہ آگے کوڑھنے لگی جب اس کا اور پھر ملکا کا فاصلہ  
تقریباً بیس گنڈا ہے گیا۔ تو اچانک بجائے پھرے دار کو کیا خیال ہاگیا۔ اس نے رانفل

اٹھائی اور پھر مکر کام کی طرف آئنے لگا۔ مادام کیم اپنی جگہ پر ساکت ہو گئی۔ لیکن چونکہ  
گیری میں روشنی کافی تھی۔ اس نے پھر سطر کی نظر اس پر پڑ گئی۔ وہ حیرت کے  
ہمسے دہن ساکت ہو گیا۔ اور پھر وہ چونکا۔ اس نے بربیاں سی جی کرنے والی جا ہی کر  
مادام کے اتحاد سے ایک شعلہ سالپکا۔ اور وہ پھر سے دار یعنی کوئی آزاد نکالے دہن  
ڈھیر ہو گیا۔ مادام اس کی طرف بکل کی طرح پلی کر بربیاں کی کفرش پر گرفت پہنچے  
بھیجاں لے بیکن اس کے پہنچنے سے ایک لمحہ پہنچے بربیاں اُن ناقہ سے چورٹ کر کلرش  
پر گرد پڑ گئی۔ ایک دھماکہ ہوا۔ اسی لمحے مادام نے بربیاں جھپٹ لی گولی شیک پھر پہلے  
کی پیشانی میں ہو گئی تھی۔ اور اس کا سر جھپٹ گیا تھا۔ مادام کا ناشانہ واقعی قابلِ دادھا۔  
مادام کے پیچے دو دلوں نقاپ پوش بھی لپکے۔  
”اس کی لاش کو کسی اوث میں ڈال دو“ ————— مادام نے نقاپ پوش کو  
حکم دیا۔

اور نقاپ پوش اور احمد رجھنے لگے۔ گیری کے اختتام پر انہیں ایک  
کوتہ ایسا نظر آیا جیسا قدر سے اندر ہرا تھا۔ انہوں نے لاش گھبیٹ کر کام کو نہیں  
من کیا۔ اسی دلیل دی۔ ابھی وہ لاش وہاں ڈال کر رہے تھے تھے کہ دروازہ کھلا دہ میں  
سامینک دیولی دلی سے چک گئے۔  
”کیا ہوا سنبھل یہ دھماکہ کیا تھا“ ————— اور ایک فوجان دروازے سے  
بہر بخلا۔

وہ جیسے ہی باہر نکلا۔ ایک نقاپ پوش نے پس کر اس کی گزدن پکڑنی  
چاہی۔ لیکن فوجان اس اچانکہ ملے کے باوجود سجنل گیا۔ اس نے نقاپ پوش  
کے پیٹ میں نذر وار مکارا۔ اور اوسے کی اور انکا لتا ہوا پس بہت بگا۔ لیکن  
اسی لمحے مادام اپنی جگہ سے اپنی اور اس کی دونوں ٹانگیں دروازے لکھنے والے

زوجان کے بینے پڑیں۔

یا ایک زوردار سینک بردقت غلہنگ سکھ تھی۔ زوجان الٹ کر پھیپھی کر اور پھر دوسرے نقاب پوش نے اسے پھاپ لیا۔ اور اس بار زوجان کے تائے گروہ میں آگئے۔

نقاب پوش کے دلوں ہاتھ زوجان کی گردن پر پڑے۔ اور اس نے پوری طاقت سے اس کا گلا دبایا۔ ایک لمحہ تک ترشیت کیہے تو جان سکت ہو گیا۔ وہ مرکھ کا تھا۔ اس کی راش بھی گھسیت کر نقاب پوش نے ہر سے دارکی لاش کے پاس ڈال دی۔

دروازہ اسی طرح کھلا ہوا تھا۔ اadam نے چھپنے والے ڈال کو کھا۔ ایک چھوٹا سا کھروٹہ جو مکمل طریقہ سے ہوا تھا۔ اadam اندر داخل ہو گئی اور اس کے پیچے دلوں نقاب پوش بھی۔ ایک ناہاب پوش کا ایک ہاتھ بھی بیٹھ پڑی۔ کھا ہوا تھا۔ کشاورز کی سی ناک یعنی پڑا تھا۔ کھرے میں انکو کوفہ دندزادہ تھیں تھا۔ اadam نے جیب سے دہی کا فنڈھنا مکھلا۔ اور پھر اسے دیکھ کر وہ شش دفعہ میں پڑی۔ کیونکہ معاملہ کچھ خطرناک ہو گیا تھا کافذ سے اسے مرتے چلا تھا۔ کام کرنے سے آگے جانے والا تھی دروازہ الٹی میں لٹکے ہوئے ٹرانسپیر کر دیا۔ ردم میں بیٹھی آپریز کو ہکھکھانا پڑتا تھا۔ ٹرانسپیر سے ایک مخصوص کو روکہ رہا تھا۔ اس نے پس پیچے سوچا تھا کہ یہ دیکھ رکتا بکر کے اس پرخی کر کے کو ڈالو چھا جاتا۔ کیونکہ اسے علم تھا کہ یہاں کوئی روکنے تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ لیکن پورا نشان ہی کچھ ایسی ہو گئی تھی کہ پہرے طواری وہ نوجوان دلوں ختم ہو چکے تھے۔ اب اس کے سوا اور کوئی کیا جا سکتا تھا کہ رکس اٹھایا جائے۔ لیکن یہ ایک ایسا ریک تھا۔ جس میں سو فیصد تی خظرو تھا۔ اadam اسی لینے کا شش دفعہ میں تھی۔ اسے اب تک کی محنت لے لی گیا جاتی نظر آرہی تھی۔

ایک بار اس نے سوچا کہ ماپیں ہو چکے۔ لیکن پھر اس نے رکس لینے کا ارادہ کر رکھا۔ یا اس کی جرأت اور ضبط و قوت الہمی کی دلیل تھی۔ اس نے سائیڈ والی الماری کھولی۔ اس میں ایک ٹرانسپیر موجود تھا۔

اس نے ٹرانسپیر کا غذہ میں دی ہوئی ٹرانسپیر کی سپیکر سے ملی مکی دلوں میں کر دیا۔ ٹرانسپیر میں زندگی سمی دوڑ گئی۔ ٹرانسپیر کے سپیکر سے ملی مکی دلوں میں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ ٹرانسپیر سے ایک آدازا بھری۔

”جیلوالیں دبیو کھڑا دل اپنی سپیلگ“

اماں نے ایک لمحہ کے لیے جلب دینے کا سوچا اور پھر احباب اس کے ذہن میں ایک نئی ترتیب آگئی۔ اس نے دم سادا علیا۔ ٹرانسپیر سے بار بار یہ فقرہ دہرا رہا جاتا تھا۔ اچانک ااماں کے منہ سے الی آدازا نکلی۔ جیسے کوئی مرمرتے ہوئے آخڑی سالسے رہا ہو۔ اور پھر ایک طویل چکی نے کراس نے دوبارہ خاموشی اختیار کری۔ تیتجہ اس کی ترقی کے مطابق ہی نکلا۔ دوسری طرف سے آدازا آنی بند ہو گئی۔ اور پھر دوبارہ دل اول دلوں کی آدازا نیکلنے لگیں۔ اس نے ٹرانسپیر بند کر کے دوبارہ الٹی میں رکھ دیا۔

تبہ فریضیں تم دلوں کے صور کے پیچے پہپ جاؤ۔ خیبر دروازہ جیسے ہی کھلے اور جو کوئی بھی اس میں سے ہاہر لئے تھا اسے کھڑا ہے لیکن جبال سے ہے کہ اسے ہر حالت میں زندہ رکھنا ہے۔ ااماں نے ان دلوں نقاب پوش سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اد کے ادام“ — دلوں نے کہا۔

اور پھر وہ دلوں صور کے پیچے پہپ گئے۔ ااماں سہری کے نیچے گھس گئی۔

کرسے میں خاموشی کا لاری تھی۔ وہ تینوں دم سادھے انقلابیں پڑے ہے تھے۔ کو دیکھئے کون سی دلیار سے دروازہ منوار ہو گئے ہے۔ بیکار دہ اس بات سے بے خبر تھے۔ کہ ان کی پشت کی دلیار سبے کاواز طریقہ سے ایک طرف سمعتی جاہدی ہے۔ یہ دلیار نکٹھی کی تھی۔ اس پر اس جلیبور قی سے پیٹھ کیا گیا تھا۔ کہ دہ معلوم ہی نہیں ہوتی تھی۔ کہ یہ نکٹھی ہے۔ دلوڑ نقاب پرشن اپنی حقیقت سے بے خبر سامنے والی دلیاروں کو دیکھدہ ہے تھے۔ ان کے مل دھک کر رہے تھے۔

اور پھر دلیار کے ایک طرف سہنے تھے ہی دلوڑوں میں بین گن یہی دہاں منوار ہوئے اور بیان کی نظروں ان سیاہ لپڑوں پر ٹپیں۔ جو صورت کی آزاد میں بھی بیٹھے تھے۔ اور جن کی پشت ان کی طرف تھی۔ ایک لمحے تک دھرت سے دیکھتے رہے۔ دوسرے لمحے انہوں نے دلوڑوں کی پشت سے بین گنوں کی نایاں نکالیں۔ اور چکرمروں ان کی آواز سے گورج اٹھا۔

”پنڈتاپ“— اور دو فوٹ نقاب پر شعلہ ریوں محسوس ہوا۔ جیسے ان کے سرول پر ہمچٹ پڑا ہوا۔

رات کے دس بجے تھے شہزاد کا لونگی کی کرخی نمبر ۱۲۹ کی پشت کی دلیار سے ہمک ساپھٹا ہوا کھڑا رہا۔ اس نے سیاہ لپگ کا چشت بباں ہیں۔ کھا گھا۔ لہو پارہا بیتی کھانی پر بندھی ہوئی ریت طاچ پر منتظر تھا۔ جیسے ہی گھر تی میں یہیک لوگوں بچے اس نے جیب سے ایک پھوٹا سا ڈالنگر دکھلا۔ اور پھر اس نے ڈالنگر کو منڈ سے لٹا کر بولنا شروع کیا۔

”بیلو۔۔۔ ہیلو صدر پیٹنگ۔۔۔“

بار بار دہی نظرے درہ تارا۔ جنڈ لے بعد دوسری طرف سے جا بستائی یا۔۔۔

”هران بول رہا ہوں۔۔۔“ یعنان کی آذان تھی۔

”هران صاحب میں ایکٹھوں کے حکم کے مطابق اس وقت شہزاد کا لونگی کی کرنی ہبٹ ۱۲۹ کی پشت پر موجود ہوں۔ مجھے کیا کرنا ہے۔۔۔“ صدر نے کہا۔

”صدر کام مرغ اتنا ہے کہ وہ تین ڈنڈ بھیکیں لگاؤ اور پھر اعلیٰ کا فخرہ نامستے ہوئے ڈھنڈوں پر ٹوٹ پڑو۔۔۔“ دوسری طرف سے عران کی بنجیدگی سے بھر پورا داڑ سنائی دی۔

مکی اعلیٰ

صفر علماں سے سمجھیہ لیجیں یہ بات شن کر گردیا۔

تقویٰ درد ایک درخت کے نیچے اس کی مورثہ سیکل موجود تھی۔ اس

ادہ میں تمہیں غلط ہدایت دے گیا۔ بات یہ ہے کہ میں یہاں اسی کوئی کشف نہیں کی اور سدھا اپنے فلیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ فلیٹ سے اس ایک تہہ خانے میں بند ہوں۔ تم ایسا کرو۔ اس کوئی میں داخل ہو جاؤ پھر اپنے نیک اپ بکس اختیار ہے۔ اسے ایک کپ کی درد سے اپنی جیلش کے ساتھ سے ہوتے ہوئے سامنے بنے ہوئے قین دروازہ دل میں سے درمیان واسے نہ گالیا۔

درداز سے میں داخل ہو کر سیدھے چلے جاؤ۔ یہ ایک گیری ہے کافی طریقہ ٹھوڑی دری بعد وہ دربارہ کوئی کی پشت پر موجود تھا۔ کوئی میں شاید کئے یہ بالکل پاٹ گیلہ کیا ہے۔ اس گیری کے آخری حصے پر ایک کرہ ہے۔ اس موجود نہیں تھے۔ چنانچہ دہ آسانی سے ایک درخت کی مد سے دیوار چاند کر کرو میا جب تم داخل ہو گئے توہاں درمیان میں رکھی ہوئی میز کا اور پر کا تختہ اتنا اندر داخل ہو گیا۔ اور پھر وہ پائیں باع میں دیکھتا ہوا ابتدے تک آپنے کوئی کراس کے اندر لے چکے ہوئے ہیں کو بیاد۔ تمہیں تہہ خانے کا ستر مل پائے گا۔ میں چاروں طرف اندر چراخہا ہوا تھا۔ برادر سے تک پہنچ کر وہ ایک لمحے کیلئے تمہارے کے دردار سے پہنچ کر اس درداز سے کوکھر میں اسی تہہ خانے میں ہوں گا۔ مقی ہدایات پہنچنے پر ہمی دوں گا۔ اور ہاں تم میک اپ بکس اپنے ساتھ لے آئے یا نہیں۔

”نہیں مجھے ایکٹو نے میک اپ بکس لے آئے کی کوئی ہدایت نہیں کی“ صدر نے جانہ کہا۔

”تمہارا ایکٹو بھی بعد برذر عقل سے ہمیں ہوتا جا رہا ہے۔ میک اپ بکس کے پیغمبر نے یہاں انتہے دینے میں“ علماں نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”واب کیا کر دیں“ صدر نے ہمچنان سے ہوئے گہا۔

اب ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے فلیٹ کو سددھا دد۔ ازدھاں سے میک اپ بکس کے کراؤ دیج کر کوئی میں داخل ہوئا۔ علماں نے اسے ہدایت دی ”اد کے جا رہا ہوں“۔ صدر نے کہا۔ اور پھر ٹرانسٹیشن بند

میکن دہاں کسی قسم کی نعل و حركت نہ پا کر وہ آہست سے برآمدے میکس گیا

سلنے والے تین دروازوں میں سے علماں کی ہدایت کے طبق اسی نے درمیان والے بند دروازے پر نہ در آئی کی۔ دروازہ کھل گیا۔ وہ آہست سے گیری میں داخل ہو گیا۔ گیری کا اس نے دسناں تھے۔ صدر سونچ رہا تھا۔ کریک چکر ہے۔

کیا اس کوئی کمکنے سے خال کرے چاچکے ہیں۔ یہ اس کے سیئے کوئی خطرناک جال بچا کیا ہے۔ بہ جال تن بتقدیر وہ آگے بڑھتا رہا۔ گیری کے آخری حصے پر موجود دروازنے کو کھول کر وہ ایک کمرے میں آگیا۔

اس نے آگے بڑھ کر کمرے کے درمیان رکھی ہوئی میز کا ایک تختہ اختیار اور پھر اس کے اندر لے چکے ہوئے ہیں کہ دباتے ہی کمرے کا قریش ایک طرف سے ہٹ گیا۔ تختہ دربارہ میز پر کھکر وہ فرش سے نیچے جاتی ہوئی میٹر صیوں پر اترنے لگا۔ چار میٹر ہیاں اترتے ہی فرش دربارہ برابر ہو گیا۔ چند لمحے بعد وہ تہہ خانے

کے دروازے تک پہنچ گیا۔

تمہرے خانے کے دروازے پر باہر سے تالاگا ہوا تھا اس نے جیب سے ایک تار سانکلا۔ اور چینٹے کی کوئی ششون کے بعد تالاکھل گیا۔

اس نے دروازے پر دماڑ دالا۔ یہ ایک چوتھا سا کھو تھا۔ کھرسے میں لائے جل رہی تھی۔ اور ایک طرف ایک آدمی پڑا سورا تھا۔ سونے والے کی ٹسلک صدر کے لیے اجنبی ہی تھی۔ صدر رختمک گیا۔

دہا یا عمران کے پاس تھا۔ لیکن ہمارا عمران کی بجائے کوئی اور تھا اس نے سرچا۔ شاید وہ غلطی سے کسی اور تمہرے خانے میں آگیا ہے۔ چنانچہ وہ دالپس جانے لگا۔ لیکن ہمارا عمران کی آواز من کر کر گیا۔

”اُسے بڑے بھائی ہمایا جا رہے ہو۔“ — عمران نے صدر کو کہا۔  
”آپ۔“ — صدر نے کہا۔

ادھر پڑھلے ہی دل میں عمران کے میک اپ کی داد دینے والا کتنا کامیاب میک اپ کیا تھا۔ کہ بچپنے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

”دروازہ بند کرو۔“ — عمران اپ بیڈ پر اٹھ کر میچ گیا تھا۔ چہرے پر سے بیان صدر پر اپنا یعنی فاروق کا میک اپ کر رہا تھا۔ اور ساتھ ہی ساتھ اسے تفصیلات بھی بتاتا جا رہا تھا۔

صدر پر فاروق کا میک اپ کرنے اور اسے تمام تفصیلات بتلانے کے بعد عمران نے اپنا میک اپ صاف کیا۔ اور اپنے اپر صدر کا میک اپ کیا۔ پھر دونوں نے ایک دوسرے کے لباس تبدیل کئے۔

اور عمران کھرسے سے باہر نکل آیا۔ اس نے دعا برہ تالاگا دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد کسی روکا دٹ کے بغیر وہ صدر کی موڑ سا یکل پر بیٹھا شہر کی طرف جا رہا تھا۔

# عطا

جو یا آج کل بے حد پریشان تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ پکڑ کیا چل پڑا ہے۔ عمران کا فلیٹ تباہ ہو چکا ہے۔ اس کے بعد عمران غائب ہو گیا ہے۔ ایکسوٹ نے ایک دوسرے سے بایک قائم کرنے سے منع کر دیا ہے۔ اور وہ بے کاری سے تنگ آچھی تھی۔ سچے کئی دلوں سے ایکسوٹ کا ہمی کرنی فتن نہیں آیا تھا۔ ایک دوبار اس نے ایکسوٹ کو دمک کرنے کی کوشش ہمی کی۔ لیکن دوسرا طرف طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔ آج صحیح سے اس کا مودہ ہے مذکوب تھا۔ اس کی گھم تھی اور طبیعت میں کم نہیں تھی۔ اور کیا نہ کرے۔ اس وقت یعنی وہ اپنے بستر پر یعنی بھتی میں نہیں آرہا تھا کیا کرے۔ اچھا کیا کرے۔ اسی دلیل سے جیسے جیسے جو اخواں اپنے ساتھ کیے کیا کیا کرے۔ اسی دلیل سے جیسے جیسے جو اخواں اپنے ساتھ کیے کیا کیا کرے۔ اسی دلیل سے جیسے جیسے جو اخواں اپنے ساتھ کیے کیا کیا کرے۔

اچھا کس ساتھ کی میل پڑا ہوا شیلفون نذر سے چنج اخوا۔

جو یا نے ایک لمبے کے لیے بند شیلفون کی طرف نکیا۔ پھر پیرتی سے اندر پیٹھ گئی۔ اس نے ریسیرٹ اٹھا کر کاؤن سے گایا۔

”ایکسوٹ۔“ — دوسری طرف سے ایکسوٹ کی مخصوص آواز سنائی دی۔

ادھر یا کاپڑہ فرطہ سرست سے کیل اٹھا۔

”میں سر جولیا اٹھنڈنگ۔“ — جو لینے سرست سے بھر لپڑا دراز میں کیا جو یا آج سے تم نے ایکا اہم ڈیوبی سر انجام دینی ہے۔ تم تیار ہو کر درا

سپر فون نیکڑی کے جزل میجر سے طو۔ وہ تمہیں اپنی نیکڑی میں بطور اپنیر کسی شعبے میں تعینات کر دے گا۔ دہان تہدا مشن یہ ہو گا کہ تم اپنی ڈیوٹی کے دوران انتہائی چوکنی رہے۔ اور کسی قسم کی پاسدار نقل و حركت کا شیخی بیماری کا مرگ رام کاری ہی۔ اس نے جلدی جلدی بس تبدیل کیا۔ میک اپ اپنے چیسکر کے خدو خال میں تبدیل ہی پیدا کی۔ اور ہر ہفت فہرست کر لانا کا گلاب ہر ل آئی۔ اس نے ایک ٹیکسی روکی اور لاست سپر فون نیکڑی کا پتہ بتا کر ٹیکسی میں جمع گئی۔

ٹیکسی تقریباً ادھ گھنٹے بعد سپر فون نیکڑی کے میں گیٹ کے سامنے چکر کر گئی۔ اس نے دوسری شہر سے دس میل دور تھی۔ اور اس کی خانخت کے لیے شافلر انتظامات کیے تھے۔ جہاں سانس داں حکومت کے لیے بننی ایجادات میں صورت رہتے ہیں۔ آج کل دہان ایک انتہائی اہم تعمیل تیار ہو رہا ہے۔ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ دہان کل کچھ پاسدار نقل و حركت پانگی ہے۔ اس لیے تمہیں دہان

بنجھ رہا ہوں۔ ایکشون سے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

”مس صاحب کیا آپ نے صاحب سے طاقت کا درقت یا ہوا ہے؟“

چکیدار نے متوجہ انداز میں کہا۔

”ہاں تم ان سے تلفیرون پر پڑ کر لو۔“ جو یا نے مٹھن انداز میں کہا۔

”بہت بہتر مس صاحب۔“ چکیدار نے اسی صرف مودہ انداز میں کہا۔

”میں صاحب آپ جاسکتی ہیں۔ میں گیٹ سے سیدھی چلی جائیتے ہیں بائیں طرف تو گریا کردے میں صاحب کا درفتر ہے۔“ چکیدار نے اسے ہدایات

سپر فون نیکڑی کے جزل میجر سے طو۔ وہ تمہیں اپنی نیکڑی میں بطور اپنیر کسی شعبے میں تعینات کر دے گا۔ دہان تہدا مشن یہ ہو گا کہ تم اپنی ڈیوٹی کے دوران انتہائی چوکنی رہے۔ اور کسی قسم کی پاسدار نقل و حركت کا شیخی بیماری کا مرگ رام کاری ہی۔ اس نے جلدی جلدی بس تبدیل کیا۔ میک اپ اپنے چیسکر کے خدو خال میں تبدیل ہی پیدا کی۔ اور ہر ہفت فہرست کر لانا کا گلاب ہر ل آئی۔ اس نے ایک ٹیکسی روکی اور لاست سپر فون نیکڑی کا پتہ بتا کر ٹیکسی میں جمع گئی۔

”میکن سرپر فون نیکڑی“ جو یا نے قدر سے نہ کئے ہے کہا۔

”میں جانتا ہوں۔ تم کیا سوچ رہی ہو۔ سپر فون نیکڑی دراصل ایک فون ہے۔ اس نیکڑی کے نیچے ذہین و ذریحہ خالوں میں ایک بہت بڑی بیماری قائم ہے۔ جہاں سانس داں حکومت کے لیے بننی ایجادات میں صورت رہتے ہیں۔ آج کل دہان ایک انتہائی اہم تعمیل تیار ہو رہا ہے۔ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ دہان کل کچھ پاسدار نقل و حركت پانگی ہے۔ اس لیے تمہیں دہان بنجھ رہا ہوں۔“ ایکشون سے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

”اد کے سرپر فون جزل میجر سے تواریث کے متعلق کیا حکم ہے؟“ جو یا نے کام کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے کہا۔

”تم حرمت اپنا نام اسے بتاؤ گی۔ وہ سمجھ جائے گا۔ میں نے اسے کہہ دیا ہے۔“ ایکشون سے جذاب دیتا۔

”بہت بہتر جذاب۔“ میں ابھی جانی ہوں جو یا نے کہا۔

”اور دہان تم میک اپ میں رہو گی۔ اور ہر روز شام کو مجھے رپورٹ رانمیہ پر دو گی سمجھیں۔“ ایکس لٹنے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”راتیث سر۔“ اد کے سر جو یا نے کہا۔

رسیتے ہوئے کہا۔  
”شکریہ“

۸۹

۸۸

”آپ کب سے اس ملک میں ہیں۔“

”مجھے اس ملک کی شہرت اختیار کئے ہوئے دس سال ہو گئے ہیں۔“  
جو لیے نے جواب دیا۔

”مکا آپ شادی شدہ ہیں۔“

”میرے کارڈ پر آپ کو فقط مس کھاہنا نظر آیا ہوگا۔ پھر اس سوال کا کیا  
مطلوب“  
جو لیے نے قدرتی بچے میں کہا۔ اسے حقیقتاً اس سوال پر  
غصہ آیا تھا۔

”اے آپ بڑا نامگیں۔ دراصل ہمارے ٹک میں تقریباً تمام نوبات انکیاں  
چاہے۔ وہ شادی شدہ ہوں یا نہ ہوں اپنے نام کے سامنے مس کا لفظ زیادہ پڑنے  
کرنی ہیں۔“  
غیرہ نے اپنے سوال کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

جو لیے نے کوئی جواب نہ دیا۔

”میں آپ کو اپنی نیکری میں بخوبی پرستی تھیات کرتا ہوں۔“  
”امید ہے۔ آپ نیکری کے یہی امہم درکار ثابت ہوں گی۔“  
نے دربارہ کہا۔

”تمہیک بیوآپ یہی قدر ہیں۔“  
جو لیے نے جواب دیا۔  
”ٹھیک ہے۔ لیکن یہ بارہ دن یعنی آپ کو ماشیت میں نیکری مددی رکھنی پڑے  
گی۔ آپ ہمیں میں صرف ایک بار نیکری سے باہر جاسکتی ہیں۔“

”بہتر“  
جو لیے نے نحضر ساحل پر جواب دیا۔

غیرہ نے گھٹنی بھائی۔ وہی لمبی مونپولیو والا چڑھائی اندر واخی ہوا۔  
”مس مارٹن کو بلاد“  
غیرہ نے اسے مکم دیتے ہوئے کہا۔  
اور چڑھائی خاموشی سے واپس مر گیا۔

چند منٹ بعد وہ جزل شیخر کے دفتر کے سامنے کھڑی تھی۔ اس نے  
دروازے کے باہر بیٹھ ہوئے ایک لمبی لمبی مونپولیو والے چڑھائی کو اپنا  
کارڈ دیا۔ چڑھائی کارڈ کے کمرے میں چلا گیا۔ پھر اس نے جولیا کو اندا  
جائے کا اشارہ کیا۔ اور خود دروازے پر پڑتی ہوئی بھاری چین اٹھا کر کھٹا  
ہو گیا۔

جو لیا کمرے میں واخی ہوئی۔ کہہ کافی لمبی چڑھائی اور نیڈی ابھی طرح سجا ہوا تھا  
ساختے ایک بہت بڑی لیکن انتہائی شاندار آنٹی ٹیبل کے پیچے اور جیڑ عمر لیکن ابھی  
صحبت کا انکاں جزل شیخر بیٹھا ہوا تھا۔ جولیا جب اندر واخی ہوئی تو اس نے  
سر انھا کر غرض سے جولیا کی طرف دیکھا۔ جولیا کو ویں محسوس ہوا۔ جیسے شیخر کا انکل  
سے پرقی ہردوں کا ایک جال سا نکلنے کا اس کے حجم پر پڑ رہا ہے۔

ایک لمحے تک بغرد پیکھے کے بعد اس نے جو لیا کو ایک طرف موٹے  
پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جو لیا غاموشی سے ایک طرف موٹے پر ملی گئی۔ غیرہ اپنے  
ساختے کو کھلی فائل کو مونے اسے بغرو پڑھ رہا تھا۔ پھر اس نے طولی سانی کے  
فائل بند کی۔ اور جولیا کی طرف دبارہ متوجہ ہو گیا۔

”آپ کا نام“  
شیخر کی گھیر آواز اسے سنائی دی۔

”جولیا نائز داڑھ“  
جولیا نے ساٹ آواز میں اپنا پورا نام بتا لیا  
”آپ غیر ملکی ہیں۔“  
غیرہ نے دوسرا سوال کیا۔  
”میں ہاں میری سپیاٹشن سوٹیٹر پورڈ میں ہوئی تھی“  
جولیا نے جواب دیا۔

مارٹن نے کہا۔

"اں صاحب نے مجھے ٹیلیفون پر تبلادیا ہے۔ اب آپ حاکمیتیں ہیں۔  
واسطی نے مارٹن کو کہا۔

اوہس مارٹن خاموشی سے کیسیں کادر و راڑہ کھول کر والہیں ملگئی۔  
آئیے میں جو یا میں آپ کوئی تقریب پر خوش آمدید کہتا ہوں" — نوجوان  
جن کا نام واسطی تھا نے پڑے خلیق لہجے میں کہا۔

"تینک یون" — جو یا نے بھی مسئلے پر جواب دیا۔

دھانی کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنے پچھے گی جوئی ایک قلادم الاری کادر و رانہ  
کھولا۔ الاری میں فائیس بھری ہوئی تھیں۔ اس نے دریا میان والے خانے سے ایک  
فال اٹھایا۔ اور پھر فالی جگہ پر تھیں۔ اور فالی دوبارہ دیکھ دی۔ الاری کے  
اندر فنا لوں والا ایک حصہ گوم گیا۔ اب فال گزرنے کا راستہ موجود تھا۔

"سرے پچھا آئیے" — واسطی نے جو یا کو الاری کی طرف اشارہ کرتے  
ہوئے کہا۔

اور پھر جو یا واسطی کے پچھے اس الاری میں بنتے بڑاۓ سے گزر گئی  
الاری دوبارہ بند ہو گئی۔

اب رو ایک چھوٹے سے کمرے میں تھے۔ اس کمرے سے بیرونی نیچے پردی  
تھیں۔ وہ دلفن ایک دوسرے کے پچھے پڑتے ہوئے سیر جیاں اتنے پڑتے گئے۔  
اسی طرح مختلف کروڑ سے گزر کر دوسری ایک چھوٹے سے کمرے میں اگر کوئی  
گیا۔ اس نے الاری میں رکھا ہوا نسیر اٹھایا۔ اس پر ایک حصہ فریکشی سیٹ  
کرنے لگا۔ فریکشی سیٹ کر کے اس نے مٹا نسیر کا بٹن دبادیا۔ اور سپریکر میں کہتا  
شروع کر دیا۔

چند لمحے بعد ایک ادھی غمرا میگاڈانٹنیں عورت کمرے میں داخل ہوئی۔  
اس نے انتہائی مود باہ نماز میں میخ کر مسلم کیا۔

"مس مارٹن مس جو یا کوئی نہیں ڈیپارٹمنٹ میں بطور اپریٹر مقرر کیا  
ہے۔ آپ انہیں ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ تک بینجا دیں۔"

"اڑ کے سر" — مس مارٹن نے سر جو یا کے ہوتے ہوئے کہا۔  
"چلیے" — اس نے جو یا کی طرف غالباً ہو کر کہا۔

ادھی جو یا اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور سپریکر مس مارٹن کے پچھے پیچے کمرے سے  
بہترنگل آئی۔

ایک دوسرے کے پچھے پڑتے ہوئے وہ دلفن نکاری کی بڑی غارت میں  
داخل ہوئی۔ مختلف کروڑ سے گزرنے کے بعد مس مارٹن ایک بہت بے  
حال میں سیپی جہاں بڑی دیوبھیکل مشین لگی ہوئی تھیں۔ اور ان مشینوں  
سے مختلف نتیم کے پڑتے چارکے چارے سے تھے۔

مشینوں کے شور سے جو یا کے کافل کے پردے پھنسنے لگا۔ حال کے  
کرنے میں ایک کیس سا بنا ہوا تھا۔ مس مارٹن نے کمرے کے دروازے  
پر دستک دی۔ اور پھر دروازے پر دباؤ ڈالنے سے دروازہ کھل گیا۔  
دلفن اندر داخل ہوئی۔

مس مارٹن نے مرکر دروازہ بند کر دیا۔ اور جو یا کو یوں محسوس ہوا۔ جیسیکہ  
وہ بھری ہو گئی ہو۔ کیونکہ حال کے پیہا شور سے دروازہ بند کرتے ہوئے بجاتا  
تھی۔ یقیناً یہ کیس ساؤنڈ پر دبایا گیا تھا۔

کیس میں ایک اسٹن ٹیل کے پچھے ایک غصبورت نوجوان بیٹھا تھا۔  
"مشیر واسطی صاحب نے انہیں آپ کے پاس بھیجا ہے" — مس

”ہٹل و اسٹلی اپنیگ“ تقریباً دو دفعہ ہی فضور ہے  
کے بعد دوسرا طرف سے آواز اعجمی۔  
”بیس ڈبیو کنٹرول آفس پیلیگ کوڑ“ دوسرا طرف سے ایک لڑکی  
کا آواز آتا۔ ”ہنی مون“ واسطی نے جولیا کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔  
اوکے فرمائیے۔ ” دروازہ کھوئی میں ایک بیٹی دیکھ کر کوئے کس آنا چاہتا ہوں“ واسطی  
نے جواب دیا۔

”اس کا کیا نام ہے“ دوسرا طرف سے لڑکی نے پہچا۔  
”مس ہیریانا فائز والی“ واسطی نے جواب دیا۔  
اوکے دو منٹ انتظام کیجئے“ دوسرا طرف سے کہا گیا۔  
ہندو اسٹلی نے ٹرانسیور کا بین اٹ کر کے اسے دالپن الاری میں رکھ دیا جو  
خاتم کھڑکی رہ۔

تقریباً دو منٹ کے بعد اپاہن کر کے کی ایک سائینس کی دلیار بے آواز ایک  
طرف کو کھک کر گئی۔ اب دلیار کی گدگ نلا تھا۔ اور اس خلایہ میں دنوجان بیکن گن یہ کھڑے تھے۔  
انہل نے دنوں کی طرف بیکن گنیں اٹھائیں۔ ”ہنی زاپ“ دلوں کرخت آوازیں پورے۔  
جولیا نے امنظر اڑی طرف پر مقاطعیتی۔ لیکن واسطی کے سنجیگ سے کہا۔  
”ہنی جون“ اس اخاظ کے سنتے اسی دنوں نوجوانز نے بیکن گنیں جھکائیں۔

”جولیا نے بھی حصہ کر اتھی نیچے کر دیئے۔  
”آئیے صاحب“ واسطی نے اسے اندر پڑھنے کا اشانہ کرتے ہوئے  
کہا۔  
چھوڑ جیسا واسطی کے پیچھے اس خلایہ میں داخل ہو گئی۔ یہ ایک طولی راہبڑی  
تھی جس میں تیز درشنی دیئے دے مکری بب بل رہے تھے۔ راہبڑی  
کی دلیاریں دو گول طرف سے سپاٹ تھیں۔ ان میں کوئی دروازہ نہیں تھا  
مرٹ راہبڑی کے آخری سر سے پہ ایک دروازہ نظر آ رہا تھا جس کے سامنے ایک  
اور لاجل جان اتھیں بیکن گن یہیں چکنا کھڑا تھا۔  
واسطی اور جولیا تین قسم اخواتے ہوئے اس دروازے کیک پہنچے۔  
نوجان نے انہیں قرب آتے دیکھ کر بیکن گن سیہی کری۔ لیکن واسطی  
کے کوڈستے ہی اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ یہ ایک چھپٹا سا کھرو  
تھا جس میں ایک نوجان ہورت ایک میز کے پیچھے بیٹھی تھی۔  
واسطی اس کے سامنے جا کر رک گیا۔  
”مس جو بیا سیئم“ واسطی نے قدرے موردا شاندار  
ہی کہا۔  
”اوکے“ اب آپ والپن جا سکتے ہیں۔ رُنک نے تھے  
بے نیازی کے کہا۔  
اور واسطی پچھلے قدموں والپس مرگیا۔ واسطی کے باہر جاتے ہی دواڑ  
ہنر ہو گیا۔  
”آئیے بھی آپ کو آپ کا کمرہ نکھادوں۔ آپ کل سے ڈیلوی دیگی“  
سی لڑکی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

گین انھی دیکھ کر انہوں نے اتواٹھا تھا۔ ایک نوجان ان در کے پیچے آگئا۔ اس نے پھرتی سے ان دونوں کی چیزوں سے روپورنکاں پیٹے لیکن ان میں سے ایک نقاب پوش احناک اہملا اور اس نے سامنے دلے زعیں کی بڑی پرلات مارنے چاہی۔ لیکن اندازہ کی دراسی غلطی سے اس کی لات بربنگی پر دڑپی۔ نوجان نے بہیں ان کا شریخ گردادیا۔ تریشی آفازیں ابھریں۔ اور اس نقاب پوش کے جسمی کمی سوراخ ہو گئے۔ وہ ایک لمحے کے لیے ترپا۔ پھر سکت ہو گیا۔

دوسرا نقاب پوش خاموشی سے کٹا تھا۔ اسی نوجان نے اسے آگے پڑنے کا شارہ کیا۔ وہ خاموشی سے چل پڑا۔ دوسرا نوجان نے بربنگ کا نہ سے لٹکا۔ اور پڑھ مردہ نقاب پوش کی لاش کا منہ سے پڑا تھا کہ پیچے پل پڑا۔

واadam ابھی کمک مہری کے پیچے پیچی ہوئی یہ سب تھا۔ دیکھ رہی تھی۔ وہ دونوں نوجان چونکہ ان نقاب پہشوں سے الگ گئے تھے۔ اس نے اس کی طرف کی نتیجہ شدی۔ اور پھر بھی ہی وہ دالپیں مڑے۔ ماام آہستہ سے مہری کے پیچے سے نکلی۔

ہواہستہ آہستہ ان کے پیچے پڑنے لگی۔ یہ ایک راہبری تھی۔ جس میں تیز ردشی کے بہب فرشتھ تھے۔ اگر آگے جائے دلے نوجان ایک لمحے کے لیے جو مژوڑ دیکھے۔ تو ماام یقیناً نظر دیں یہی آجائی۔ لیکن ماام کی قسم اپنی تھی کہ وہ بغیر مدد سے چلے گئے۔ راہبری کے آخری سارے پیاکیں دروازہ بند تھا۔ جسی کے سامنے ایک سارہ نوجان کھلا تھا۔ اس نے جو دونوں کو آتے دیکھا تو فرما۔ دروازہ کھولی جا۔ ماام چونکہ نوجوانوں کے میں پیچے جل رہی تھی۔ اس لیے وہ اس پر رہدار اور نظرداش سنک۔ دروازہ کھول کر وہ دونوں نوجان اندر داخل ہو گئے۔ اس کے پیچے سی تیسرا پہنچا۔ سبی اندر چلا گیا۔

ماام پھرتی سے دروازہ کے قریب پہنچی۔ دروازہ بند ہو چکا تھا۔ اس نے

(در پھر اس نے ایک سائیڈ کا دروازہ کھولا اور جو بیا اس کے پیچے مل دی مختلف کھروں سے ہوتے ہوئے وہ ایک چھوٹے سے کمرہ میں پہنچ چکہ تھا۔ ایک ٹیلیھوں بھی پتاں پر سکھا جا تھا۔

دیکھے میں جلدی آپ ڈلوٹی دینے کے بعد سیدھی اسی کمرے میں آ جایا کیجئے ڈلوٹی مام کے علاوہ آپ کو اس کمرے سے بخوبی کی اجازت نہ ہوگی۔ سیاہ آپ کو ہر قسم کی سہولت میسر کی جائے گی۔ کچھ چھر کی ضرورت ہو تو ٹیلیھوں پر زیرین بن پر رنگ کر کے بالا کھلت ملکا سکتی ہو۔ کھانا وغیرہ بھی آپ کا سی کمرے میں پہنچ پہنچا کرے گا۔ البتہ شام کو دو گھنٹے کے لیے آپ کا مام ردم تی جلنے کی اجازت ہوگی۔ اور طلذہ صہ آپ کی رہنمائی کرے گی۔

اب آپ آرام کریں۔ سکھ آپ کو ڈلوٹی کی تفصیلات بھی بتلادی جائے گی۔ اور پھر دوڑکی دالپیں چلی گئی۔ جو بینے دروازہ بند کیا۔ اور ہبھ ایک ملی مس سے کردا مام کسی پر دل زہر بھوگئی۔



ہبھ زاپ کی آذن سنتے ہی اضطراری طور پر پانچ کھترے ہوتے اور پھر میے ہیا ذہنی و پچھکا کا اش را کی ہوا۔ وہ تیزی سے مڑے۔ لیکن اپنے سامنے در بین

کے چہرے سے قمکن کے آثار نہیاں تھے۔ اس نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کیا۔ اور پھر الاری کے قریب جا کر سکرٹ آئا تھا۔

سکرٹ آئا کہ اس نے جدی سے طالبِ دروب میں پھینک دی۔ پھر وہ ملکر باقاعدہ کی طرف پڑی۔ اس نے باختر دروم کا دروازہ کھول رکھا۔ مادام دروازہ کی آڑ میں ہوئی روکی نے ملکر دروازہ بند نہیں کیا۔ بلکہ وہ سیدھا شادی کی طرف جی۔ ۱  
مادام نے جیب سے روپاں کھلانے کا چاہا۔ اس کی پشت سے لگا دیا۔ اور ساتھ ہی کرخت آواز میں بولی۔

”ہینڈن اپ۔“ لڑکی کے منز سے ایک ٹکی سی خوت سے محبو پر چینخ نکلی۔

دو تیری سے مڑی۔ لیکن اپنے سامنے ایک نقاب پوش کراچی میں روپاں کی وجہ کر کر اس کا رنگ نہ دیا۔ لیکن خوت سے چھٹ گئی۔

”باختر اپنے کرو۔“ مادام نے دبارہ اسے ڈانتے ہوئے کہا۔  
لڑکی نے تیری سے اتحاد نہیں کر لیتے۔

”باہر کرے میں چلو۔“ مادام نے اسے کرسے کی طرف پڑھ کر اشارہ کرئے ہوئے کہا۔

”مم۔“ لڑکی نے ہملاستہ ہوئے کچکنے کی کوشش کی۔

”باہر نکل کر درگوئی مار دوں گی۔“ مادام نے انہیں تیز بیجے میں کہا۔

”مار دد۔“ مم۔ گرفت عورت ہو۔ لڑکی واقعی بیانی تھی۔ جو مادام کے فرضے کو اس حالت میں بھی پک آپ کر گئی۔ اور پھر اسے یقین ہو گیا کہ روپاں کو طرفی واقعی عورت ہے۔ کیونکہ اب اس نے غور سے اس کے

کام دروازے کے ساتھ لگا دیتے۔ جلد مجھے سک اسے داں آفازی سنائی دیتی تھی۔ پھر خاموشی چاہا گئی۔

اس نے پھر سے دروازے کر دیا تو دروازہ کھل گیا۔ کمرہ خالی تھا۔ کرسے کے کوئے میں ایک اور دروازہ کھل ہوا تھا۔ مادام نے سر پر ہر کمال کر دی مرے دفاتر سے دیکھا۔ یہ ایک اور بامہ ری تھی جو ابھی تک خالی تھی۔ وہ پھر تی سے اس طبقہ کی میں گھس گئی۔ یہیں ابھی دہ اس بامہ ری میں تھوڑی درد پہلی ہو گئی کہ اس کے کافروں میں ہیر پرل کی چاپ سنائی دی۔

بامہ ری میں قدر سے نیم تاریکی تھی۔ اس نے نزدیک کے دروازے پر پہنچا۔ دروازے کھل گیا۔ وہ پھر تی سے دروازے کے اندر پہنچ گئی۔ کمرہ تایک تھا۔ وہ دروازے کے ساتھ ہی کھڑی تھی کہ پھر پہنچ دیں کی چاپ پر نزدیک آگئی۔ اس نے دفاتر کی بھری سے دیکھا۔ یہ دھنی تیسرے جو جان تھا۔ جو باہر لے دیا تھا کے باہر کھلا تھا۔ وہ تیز قدم لکھتا ہوا طالبین چلا گیا۔ مادام نے ایک لمحہ کیلئے ابھر کا رادہ کیا۔ لیکن پھر سوچ کر درمٹی۔ اس نے جیب سے پلٹ ٹارچ کھل کر علاقی۔ گھرو خالی تھا اس نے پلٹ ٹارچ سے تمام کمرے کی ناٹھی سے ڈالی۔ اور پھر اس کے منز سے واردہ درب دیکھ کر اہلیان کی طوفی سانس نکل گئی۔ کیونکہ وارث درب زنانے کے پڑھلے سے بھری ہوئی تھی۔ وہ باختر درم میں گھس گئی۔ اس نے باختر درم کا دروازہ بند کر لیا۔

تفصیل دو منٹ بعد کرسے کا دروازہ آہستہ سے کھلا اور پھر دراں پر لڑاں لئے کرسے میں اداصر اور درم دیکھا۔ لیکن کمزوقال پا کر وہ والیں مار گئے۔ اس کے بعد سے باختر درم میں بند ہوئے تقریباً دو گھنٹے گزر گئے۔ وہ گھنٹے بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا۔ اس بار اندر داخل ہوئے والی ایک فوجیان لڑکی تھی۔ اس

جمب کی ساخت دیکھی تھی۔

نہ جانتے مددخانل کو عورت پکاراں کا غرفت تقدیس کر کر بیوی ہو گیا۔ بچروں چہچلب  
بڑھ کر میں میں اگئی۔ نادام بھی اس کے پیچے تھی۔

کر کے میں اگر نادام نے اسے دیوار کی طرف مذکور نے کا حکم دیا۔ لڑکی چہچلب  
دیوار کی طرف منزہ کر کے ہٹھی ہو گئی۔

نادام نے پھر قریب سے دیوال رجیب میں ڈالا۔ اور پھر جیب سے پتی رسمی کا لیک گپا  
کھل کر آگے بڑھی۔

دوسرے لمحے لڑکی نادام کے بازوں کی گرفت میں تھی۔

لڑکی نے اپنے آپ کو چڑائی کی بے حد کوکشش کی۔ لیکن نادام عورت ہونے  
کے بعد دکافی طاقت و رادناس سے کہیں زیادہ چلت تھی۔ چند لمحے کی زرد آنماں  
کے بعد نادام اسے فرش پر گرنسنے میں کامیاب ہو گئی۔ اس نے اس کے دلوں باقاعدہ  
پشت پر کس کے بندھو دیئے۔ اس پھر ہر بھی باندھ دیئے۔ اسے اٹھا کر اس نے صوفی  
پڑھا دیا۔

اور خود کوں گھبیٹ کر اس کے سامنے بیٹھ گئی۔

”لڑکی اگر تم سسک کر منا نہیں چاہتی ہو تو مجھے اپنے متعلق تفصیل  
سے بتاؤ“۔ نادام نے اسی ارتیز لیجے میں پچھا۔

”مجھے کچھ پہ نہیں مجھے کھوڑا“۔ لڑکی نے اس کی بات نظر انداز کر کتے ہوئے  
کہا۔

”کھا اس مت کر دو“۔ نادام نے ایک نذردار تھیڑا اس کے عنقر  
دے ہانا۔

لڑکی کے مذہبی صحن نکل گئی۔

”اگر اب تم نے زبان نکھولی تو“۔ نادام نے اچاہکہ جیب سے ایک ببا  
سچا قرکھاں کر کھول دیا۔

لڑکی سسکیاں لے کر رونے لگی۔

میں اس پاقو سے تماری یہ خوبصورت آنکھیں بھکل دیں گی۔  
نادام نے چاقو کی روک اس کی آنکھوں کی ہرفت بڑھاتے ہوئے کہا۔

”نہیں نہیں نہہ جاؤ“۔ میری آنکھیں مت لکھاوا۔ پچھوپ میں سب بتا دوں  
گی۔“ لڑکی نے سسکیاں لینے ہوئے کہا۔

چاقو کی روک اپنی آنکھوں کی ہرفت بڑھتی دیکھو کہاں کا چہہ و زد دیچا تھا  
”تمہارا نام کیا ہے“۔ نادام نے پہلا سال کیا۔

”سیکل“۔ لڑکی نے جواب دیا۔

”تم بہاں کیا کام کرتی ہو“۔ نادام نے دریافت کیا۔

”میں بہاں آپ سر ہوں“۔ ربیکا نے جواب دیا۔  
”کس شےبی میں“۔ نادام نے پھر درافت کیا۔

احدہ میکانے اسے شعبہ تلا دیا۔

چند لمحے بعد نادام نے ربیکا سے تمام تفصیلات پوچھیں۔ پھر اس نے  
جیب سے دیوال رنگاں میا۔

”ک ک ک ک کیا“۔ لڑکی دیوال کو دیکھ کر نزدیکی تھی۔

”تمہاری اونگلی میرے نیچے مرٹ کا باعث ہے۔ تھیں مرٹا چاہیے“۔

نادام نے سردا آؤانی کہا۔

”نہیں نہیں آہ“۔ ربیکا کا فخر پورا ہونے سے پہلے نادام کے سائیلنسر  
گھے ہوئے دیوال پر سے گولی بھکلی اور ربیکا کی پیشانی میں سوراخ ہو گیا۔ نادام نے

جھپٹ کر دیکھ کوئا تھوں پرانا ہایا اور پھر سے پھر قی سے لے جا کر باخوردم میں بڑے شب میں ڈال دیا۔ اس نے ایسا اس لئے کیا۔ تاکہ ریکا کے جسم سے بہتے والہ زدن صحفہ پر دبے نہ ڈال دے۔

ریکا چند لمحے تک ترپنے کے بعد فتحی ہو چکی تھی۔ شب اس کے غن سے سرخ ہو چکا تھا۔ اب غن کھن بند ہو چکا تھا۔

ادام نے اپنی پتوں کی جیب سے ایک میک اپ بکس لکھا۔ یہ ایک چھوٹا لکھ مادی ترین میک اپ بکس تھا۔

ادام شاید شروع سے ہیا ہرقم کی تیاریا کر کے لکھی تھی۔ اس نے پھر قی سے دیکھ کا میک اپ اپنے چہرے پر کرنا شروع کر دیا۔

ریکا کے سرکے بال سرخ تھے۔ ادام نے اپنے بال پر ایک ملوٹن لگا کر انہیں سرخ کر لیں رنگ دیا۔

تقریباً آدم نے بعد فارغ ہو چکی تھی۔

ادام میک اپ کے فن بیس مارہ تھا۔ میک اپ سے فارغ ہونے کے بعد ریکا کی لاش کے معنی یہ سوچنے لگی کہ اسے کس طرح نمکانے لگایا جائے آخ اس سے بے رحم گریا عذہ میں ایک تجویز لگی۔

اس نے جیب سے چاقو لکھا۔ اور پھر اسی شب میں اسی مردہ ریکا کے جسم کے مکروہ کرنے لگی۔

ادام بظاہر عورت ہی تھی۔ میکن یہ علی شاہ مختار اس کے جسم کے اندر دل بہنی پھر کا گھرا اسے۔ دہ بیسے اطہیان اور سکون سے ریکا کی لاش کو قیز جا فر کی دوسرے مکروہ کر دی ہی تھی۔

تقریباً ایک اگھڑہ تک دلائی پچاڑ پلے میں صورت رہی۔ ایک گھنٹے

کے بعد بیٹ انسانی گرشت کے پھونے چھوٹے لگھڑوں سے بھرا ہوا تھا۔ اسے طاری درب سے ایک چھوٹی سی ہتھوڑی بھیں لگی تھی۔ جس کی حد سے اس نے ریکا کا ٹھیکانہ بھی ریزد رفیہ کر دی۔ پھر اس نے فیش کے گھر پر ٹکی ہوئی چالی اٹھا کر ایک طرف رکھ دی۔ اور گرشت کے مکڑے گھر میں ڈلتے ہیں، کافی راستے مکڑے ڈال کر وہ پانی کھول دیتی۔

پانی انسانی گرشت کے بھڑوں کو بھاکر لے جاتا۔

اسی طرح اس نے شب خالی کر دیا۔ اس نے دبارہ گھر کے دامن پر چالی اٹھا دی۔

پھر ٹپ ٹپ کم پانی کا ٹکنی کھول دی۔ شب میں پانی بھرنا شروع ہو گیا۔ اس نے بھڑوں سے فل فل کر اپنی طرح شب کو صاف کیا۔ پھر ٹپ ٹاف کرنے کا پاؤڑ کا ڈبہ اٹھا کر اس نے شب میں چھوٹے کا۔ اس نے پاؤڑ سے شب سے ٹکن کے معنوی سے معنوی دھبے بھی ٹاف کرنے لگے۔ اس نے اطہیان کا ایک طبلی سائنس لیا۔ اور پھر کوپڑے اتارنے لگی۔ اس نے اپنے جسم پر پہنے ہوئے تمام کپڑے اتار کر عاری درب کے پختخانے میں پھیل دیئے۔ اور خود مردہ ریکا کا گون پہن کر بیٹر پر ملٹا ہو گئی۔ اب وہ مکلن طوب پر ریکا کا درب دھار چکی تھی۔

” دیکھئے آپ مجھے سختی پر موجودہ نہ کیجئے۔ شرارت سے عزان کا موجودہ پستہ تباہ دین ” لڑکی نے بغور صدر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔  
” بیعنی کیجئے مجھے عزان کے موجودہ پتے کا علم نہیں ” صدر نے عزان کے ہاتھے ہوتے فاروق کے لہے میں کہا۔

اچانک مادام ہاشمی کی نظر صدر کی کلائی پر بنڈھی ہوئی گھڑی پر پٹھی۔ وہ گھڑی دیکھ کر زور سے پوکی۔ کیونکہ وہ صاحب ہیجان گئی کہ یہ وہ گھڑی نہیں جنگاڑی کے احتوں پر بنڈھی ہوئی تھی۔

آپ اسے غلطی سمجھیے یا جلد بازی کا تیپ کہ انہوں نے کپڑے تبدیل کرنے کے ساتھ ساتھ ایک درسرے کے ساتھ گھریاں تبدل نہیں کیں۔ صدر نے اسے پوکتا ہزور دیکھا۔ لیکن وہ بھجو نہیں سکا کہ لڑکی کس پیڑ پر چکھا ہے۔  
” فاروق کہاں ہے ” — لڑکی کی آواز میں سختی آگئی۔

” کیا طلب ” — اب صدر کے چونکے کی باری تھی۔

” طلب یہ کہ آپ کوک میں اور فاروق کہاں ہے۔ جسے کل یہاں قید کیا گیا ” — لڑکی کی آواز میں سختی بڑھتی جا رہی تھی۔

لڑکا کے ہندسے یہ فقرے سنتے ہی اس کے ساتھ کہوئے ہوئے فوجانہ نے بریک گن جدید سے سیدھا کی۔

” میں فاروق ہوں ” — صدر نے اطمینان سے جاپ دی۔

” پاگنگ انہیں روم بن تھری میں لے لے چاہے ” — اچانک لڑکی نے ساتھ کھٹکے تو جوان کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

” چلو سڑ ” — پاگنگ نے صدر کو اٹھنے کا اشارہ کیا۔  
صدر جب چاپ بترے اٹھ کھڑا ہوا۔ مادام پہلے ہما کمرے سے باہر

عزان کے جاتے ہی صدر بستر پر دنار ہو گیا۔ یہ سمجھو میں نہیں آرہا تھا کہ جاپانی لڑکی جو عزان کے متعلق اتنی مشدود سے پوچھ کر رہی ہے کون ہے۔

اور آپا ہی اصل مجرم سے یا اصل مجرم کوئی اور ہے۔  
دیسے اس کا اپنا غالی یہ تھا کہ اصل چکر کچھ اور ہے۔

اور اس وقت کوئی کام اس طرح خالی ہونا بھی اس ہات کی دلیل تھی کہ سمجھوں کا گرد کسی اور مقصود کے پچھے سرگرم مل ہے۔

عزان پر حلی صرفت ایک آٹھیں۔ ابھی خیالات میں گم آئکا کارے نہیں آگئی۔ اس کی فینڈا اس سے وقت کھلی جب اسے دناراہ باہر سے کھٹکنی کی آوازا تھی۔

اس نے آنکھیں کھولیں۔ اور ریٹ دلچ پر نظر ڈالی۔ تو سچ کے آٹھ نجی گئے تھے۔

دناراہ کھلے اور ایک اٹھاپنی خلصہ سوت جاپنی لڑکی ایک اور جاپانی زوجان کے بھرا جستے تھیں۔ بین گن پکڑا ہوئی تھی افسوس داخل ہوئی۔

” مسٹر فاروق گٹمارنگ ” — لڑکی نے سکوت میں جوئے صدر سے کہا۔

صدر غافوش را۔ بن اس نے صرف مسکانے پر ہی اکتفا کیا۔

جاکھری ہی بھائی تھی۔

صفدر دروازے کی طرف پڑھا۔ بربن گن دا اس کے چھپے آگیا صفر در جب دروازے کے قریب پہنچا۔ تو پاچاںک اسے ایک ترکیب موجود کرنے۔ مادام دروازے کی ایک طرف کھڑی اسے جاتا تھوڑا دیکھ رہی تھی۔ صفر رجب اس کے قریب سے گزرتا تو پاچاںک اس نے بھلی کی طرح لپک کر مادام کو جھپٹ کر اپنے آگے کر لیا۔ مادام کا کافی تھی۔ لیکن گرفت صدر کی تھی۔ جسے اس معاملے میں چھپک کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

بہر حال پاچاںک اپنے دینے میں بھپس لایا تھا۔ صفر کا ایک بازٹا پاچاںک ادام کی گردان سے لپٹ گیا۔ اس نے بازو کی گفتگو شروع کر دی۔ اپنے آئندی سے کہو کہ بربن گن پھینک دے۔ درد میں گردان توڑ دوں گا۔

صفدر نے عذر لے ہوئے کہا۔  
adam کی انکھیں باہر نکلے گئیں۔ لیکن دھماکو شہ سی۔ صفر نے پھر سچ کر گرفت زراڈھی کر دی۔

پاچاںک ابھی تک بربن گن اور میں یئے کشکش میں مبتلا تھا۔  
صفدر نے جب اس طرح دال گلکی نہ دیکھی تو گفت کوادر زیادہ تنگ کرنا شروع کر دیا۔

اچاںک مادام کے گھے سے بھپسی بھپسی سی آوازنکی۔  
پاچاںک بربن گن پھینک دد۔ مادام نے پاچاںک کو کہا۔  
اور پاچاںک نے بربن گن نیچے پھینک دی۔

وہ قدم چھپے ہٹ جاؤ۔ صفر سانپ کی طرح چکانا۔  
پاچاںک نے غیر انتیاری طور پر صدر کے ہکم پر عمل کیا اور دس قدم چھپے ہٹ

گیا۔ صدر مادام کو سے ہوئے آگے بڑھا۔ اور بربن گن کے قریب ہنپن کراچاںک اس نے مادام کو نزد سے پاچاںک کی طرف دیکھ لیا۔

مادام ایک جھنگے سے پاچاںک پر جا پڑی۔  
صفدر نے پھر تی سے بربن گن اٹھانی۔

"اب تم ہد نہ لیں اتھار پنچ رو رو۔ ورد ابھی بھر کر کو دوں گا۔" صدر نے انہیں حکم دیتے ہوئے کہا۔

اور دلوں نے ناموشی سے اٹھا اپنے کسلیے۔

"بڑکی بتا د تھاری ملران کے ساتھ کیا دشمنی ہے۔" صفر نے بڑک سے پوچھا۔

"وہ میرا محبوب ہے۔ اس نے بھوسے شادی کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ پھر بے دنائی کر کے بھاگ گیا۔ اب میں ہر قیمت پہاڑ سے مینا ہاتھی ہوں۔"

مادام سے دشمنی کی وجہ بتلاتے ہوئے کہا اور صدر دشمنی کی وجہ سے کاپنے قبیلہ پر قابو پا سکا۔

اس کے زور دار قبیلے سے کمر گورنچ اٹھا۔

"ٹھیک ٹھیک ہٹلاؤ تم مجھ سے زیادہ عمران کو نہیں جانتے۔" صدر نے کہا۔

"میں نے صحیح بتایا ہے۔" مادام نے ایمان سے کہا۔

اچاںک پاچاںک کو بجا نئے کیا سو بھی کر دا پنچ جگ سے اپس کر صدر پر آئے گا۔

صفدر نے بے دلیعہ شرکیہ دبادیا۔ گومیوں کی بچھاڑ ہوئی۔ اور پاچاںک کا جسم ہوا میں قلدازیاں کھا گیا۔

اپدھپر دھپ سے فرش پر آگرا۔ اس کے جسم میں ان گنت سوراخ ہیجئے۔

”یہ تم نے کیا کیا“ — مادام چیخ اٹھی۔ مگر صدر نے اس کے پیشے کا کوئی نوش نہیں دیا۔

”اب صیغح صحیح بتلادو“ — درد تھا راجھی یہی حشر ہو گا“ — صدر نہ لڑتے ہوئے کہا۔

پانگ ٹھنڈا ہو چکا تھا۔

”میں کچھ بندیں جانتی مجھے عمران کا پتہ معلوم کرنے حکم ڈالتا“ — مادام نے روئے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب تھیں یہ حکم کس نے دیا تھا“ — صدر الجھیا۔

”مادام بساشی نے“ — رُڑکی نے روئے ہوئے کہا۔

”لیکن پانگ تھیں یہی مادام کے نام سے پکار دیا تھا“ — صدر نے الجھ آئیز بھیٹیں کہا۔

لیکن دوسروں سے لے چاہک اسے اتنے زد کادھکا کا کردہ مز کے بلغہ ش پر جا گکرا۔

بہین گن اس کے ہاتھ سے جبوٹ گئی۔ جسے مادام نے پھر تی سے اٹھایا۔

صدر تیرتی سے فرش پر سے اٹھا۔ مگراب دودبین گنوں کے نشانے پر تھا۔

دکھاریئے دلا ایک قوی ہیکل جاپانی تھا۔ صدر سے قلطی یہ ہوئی کہ عین دلماڑ سے کے دیں گھٹا کھٹا۔ اس نے دروانہ بند نہیں کیا تھا۔ اس نے درسرے آدمی کو آٹھا دہندیکھ سکا۔ اور ماں کھا گیا۔

”معنگی اسے رسی سے ہامہ عدد“ — رُڑکی کا بیوہ اپا نک سخت ہو گیا۔

آئے والے جاپانی کا نام ملگی تھا۔ اس نے بہین گن ایک طرف رکھی اور جیب سے دس کھال کر صدر کی طرف پڑھا۔

”خربداہا گرتم تے کوئی حرکت کی تو می بے دلیل گوی چلا گوں گی“ — وکی۔ نہ فڑتے ہوئے کہا۔

پھر صدر بہین گن کے سامنے مجبور ہو گیا۔ اس کے دلنوں اتفاق پڑ پر اس کر باندھ دیتے گئے۔

”اسے کے کر دم نہ بترھری میں چلو“ — رُڑکی نے منیگی کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

اور بہنی نے بہین گن اٹھا کر صدر کی پشت سے لگا دی۔

”چلو کمر سے جاہر نکلو“ — اس کی آواز میں توارکی سی کاش تھی۔

صدر جیپ چاپ کرے سے باہر نکل آیا۔ پھر میلت راہداریوں اور کردوں سے

ہوئے کے بعد اسے ایک بڑے کمرے میں لے جایا گیا۔ کمرے کے درمیان میں

بڑی میز پڑی تھی۔ جس کے اونچے بڑے کے تھے فتحتے اسے بینی گو کی لکا عروست اس میز پر پیشہ پر محبر کر دیا گیا اور پھر منیگی نے اس کے جنم کو چھڑ

ہاں تھوڑے اپنی طرح کس دیا۔ اب صدر بیٹے بیٹے تھا۔

”منیگی اس کامیک اپ مان کر دو“ — رُڑکی نے غاصب ہوئے ہوئے

”میک اپ“ — منیگی نے حیرت سے کہا۔

”ہاں کیوں نکریو وہ نہیں۔ جسے ہم نے قید کیا تھا۔

راس کی اور اس کی گھری میں فرق ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ اس کے

میک اپ تھی ہے۔ تو کسی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”اد کے مادام“ \_\_\_\_\_ میں ابھی ایورنیا لے آتا ہوں۔ منگی نے کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ صدر خارج امشق تھا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ اب بہاں سے چھکالا سکیے جاصل کیا جائے جذبہ میں لمحے بعد منگی دبارہ انہرے واپس ہوا۔ اس کے باہمیں ایورنیا کی بڑی تھی۔

”اس کامنہ صاف کرو“ \_\_\_\_\_ مادام نے حکم دیتے ہوئے کہا۔ اور منگی سید ھاصفہ کے پیڑے کے قریب بٹھا۔ پھر ایورنیا سے اس کا

میک اپ صاف کر دیا گی۔

اب صدر را پڑی اصلی فٹکل میں میر پڑا تھا۔

”اب تباہ تم کون ہو اور وہ فاروقی کہاں گیا“ \_\_\_\_\_ مادام نے صدر کے قریب آکر لپھا۔ اس سے پہلے کہ صدر جواب دیتا۔ کمرے سے ایک تریخ کی آواز گرجنے لگی۔

مادام ایک لمحے کے لیے چونکی۔ پھر کمرے میں لگی ہوئی ایک الامہ کا کھڑا تیر تھام اٹھاتی ہوئی پڑھ گئی۔

اس نے الماری کھول کر ایک چھپٹا ساٹھ انہیں نکالا۔ سینی کی آواز اسی ٹانٹی پر سے آرہی تھی۔ اس نے بُن آن کر دیا۔ سینی کی آواز آنہ کی روشنی کی آواز آنی بندھ گئی۔ اب اس کی بجائے ہکی ہکی زوں کی آواز آنے لگی۔

”ایلو“ \_\_\_\_\_ ہلکا مادام باشی پہنگ ” \_\_\_\_\_ اس سختیں دغدغہ فتوہ ہر لام تو دسری طرف سے آواز آتی۔ ”مادام باشی دس اینڈ اور آواز بھی کسی مردست کی تھی۔“

اس عورت کے لہجے میں بیکی کی سی غرائب تھی۔

”میں مادام اور“ \_\_\_\_\_ باشی نے کہا۔

”مادام باشی ہمن کا کوئی پتہ چلا“ \_\_\_\_\_ اور۔

”فی ماڈام میں جھریل کوشش کر رہی ہوں۔ میں نے کہ اس کے ایک روت کو پکڑا تھا۔ لیکن وہ جھائیں میں کامیاب ہو گیا۔ اب ایک اور گرفتاری ہے۔ اس سے پوچھ گپ کر رہی ہوں۔“ \_\_\_\_\_ مادام باشی نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

”جلدار جدار سے ڈھونڈ کھالو۔ تم نے اس بالپیٹے میں میں کافی دریگاری ہے۔“ \_\_\_\_\_ اور دوسرا طرف سے آواز آتی۔

”مادام میں کیا کریں قیمت کی تباہی کے بعد وہ گھستے کے سرے میگ کی طرح غائب ہو گیا ہے۔“ \_\_\_\_\_ اور باشی نے جواب دیا۔

”میں پکھا ہنسیں جاتا۔ مجھے ہر قیمت پر جدار جدار اس کی لاش چاہیے۔“ \_\_\_\_\_ اور۔

او کے مادام میں بہت جدار پر کو خشجی سنتا گی۔ \_\_\_\_\_ احمد ”او کے اونٹا ہندہ آں“ \_\_\_\_\_ دوسرا طرف سے آواز آنی بندھ گئی۔

اب ٹانٹی پر سے دوبارہ زوں نہل کی آوازیں لختے گئیں۔ باشی نے بُن آن آفت کیا۔ اور پھر ٹانٹی کو دوبارہ الماری میں مکوکر دہ صدر کی طرف ہڑتی۔

”ماں اب پتاو“ \_\_\_\_\_ اس نے صدر سے مقابلہ ہو کر کہا۔ ”کیا بُن آؤں“ \_\_\_\_\_ صدر کے لہجے میں بھجن لہشتھی۔ ”تمہارا نام کیا ہے۔“

"اد کے مادام" — منگی نے اب سے نہ بحکمتے ہوئے کہا۔  
اس نے حب سے ایک بس اشکاری چاقونکال کر کوں یا۔  
اس کی بائیں آنکھ نکال دو۔ — بساشی کا لجباں تھا۔  
اد منگی نے شکاری چاقو کی ذرک آہستا بست صدر کی بائیں آنکھ کی طرف  
بھانی شووع کروی۔

صدر کے جم کاغذن سمٹ کر اس کے پہ پہ سے پڑا گیا۔ اس نے اپنے آپ  
کو چھپنے کی بے حد کوشش کی لیکن چڑے کے مضبوط تھے لے بنے بھی نہیں رہے  
رہے تھے۔

چاقو کی لوں لمحہ بھر اس کی آنکھ کے قریب آتی جا رہی تھی۔  
"اب بھی وقت ہے۔ ال تم سب کچھ بتانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ تو تمہاری آنکھ  
بچکتی ہے" — بساشی نے صدر کو کہا۔

"نہیں اب میں کچھ نہیں بتاؤں گا" — صدر نے مضبوط لبھی میں جلب دیا  
"آنکھ نکال دو" — بساشی نے کہا۔

اور منگی نے جس کے چاقو کی ذرک صدر کی بائیں آنکھ کے قریب بچھ جھی تھی  
یکدم چالا کو جھکا دیا اور پھر کوہا ایک نزد راجھی سے گئی تھا۔

"سعید" — صدر نے اپنے نام کا آخری حصہ بتایا۔  
"فادوق کہاں ہے" — بساشی نے پوچھا۔  
"کون نادرق" — صدر نے حیرت سے کہا۔  
"جن کے میک اپ میں تم تھے" — بساشی نے پھر دیافت کیا۔  
"اد میں نے پناہ نام تھیں فادرق بتدا یعنی" — صدر نے حیرت آئینے لے  
بیکہا۔

"تو کیا اس کا نام فادرق نہیں" — بساشی نے چھکتے ہوئے کہا۔  
"مادام بساشی صاحب وہ علن تھا فادرق نہیں" — صدر نے تک دک  
کر بڑے ٹھانائی اتلے میں جلب دیا۔ اور بساشی بول نہ دے اے اچھی۔ جیسے  
کسی بھوئے کاٹ لیا ہو۔

"لک" — لک — کیا مطلب کیا وہ علن تھا" — اسکا سمجھیں  
حیرت کی تیاری سے بچنے کے قریب ہو رہی تھیں۔

"بھی باں وہ میک اپ میں تھا" — صدر نے المیان سے جلب دیا۔  
"تم پہاں کیے آئے" — بساشی نے دیافت کیا۔

"اپنے پیڑوں پر جل کر" — صدر سجانے کیوں ملھیں تھا۔  
"مٹھ اپ سیمی طرح تمام سولات کا جلب دو۔ درنہ میں کھال ادھیڑوں  
گی" — بساشی کا پہر وغستہ سے مرغ روگیا۔

"اگر جلب دے رہی ہو تو میں نہیں بتتا۔ جو کچھ بجا رہا ہے بجاڑلو" —  
صدر بھی شاید مدد میں آگیا تھا۔

"منگی چاقونکال رہ" — مادام نے منگی سے مطالب ہو کر کہا۔ جو میز  
کے قریب ہی کھرا تھا۔

بیک زیر دنے بھی اپنی کاراس کے پیچے لگا دی۔ وقت میز پر بیک زیر دنے کے بعد بیک زیر دنیقین ہو گیا کہ تمرخ کا علان کو تعاقب کر رہا ہے سے نہیں بلکہ ہوئے رانفیم کو آن کیا۔

”ہیلو علان صاحب تمرخ رنگ کی کار آپ کا تعاقب کرو جی ہے یہ جو سے ہی آپ کے پیچے ہی تو۔“ بیک زیر دنے علان کو تعاقب سے بخبر کرنے ہوتے گما۔

”مجھے عزم ہے۔ بیک زیر دنیقین اس کا تعاقب کرتے رہو۔ لیکن اسے تعاقب اعلم نہیں ہونا پایا جائے۔“ علان نے نمگی سے بھر پیدا کوئی نتائج دی۔

ادبیک زیر دنے اور کہ کمر علائمیہ بند کر دیں۔ علان کر کار اس وقت شہری ایک صدور تین سڑک پر سفر کر رہی تھی۔ تمرخ رنگ کی کار میں کار میں کار سے ہو کر ہیں جو گر کر پیچے چلتی اور اس سے دکاریں مجھ پر کر جیک زیر دنیل راتی۔ اس سترک سے گزرنے کے بعد علان نے ماضی سنبھل کی جتن جانے والی سرخ بند بیس فریک ترقیتاً ہوئے کے پیچے چلتی۔

کامی دریبا کر علان نے اپنا بیک پیچے کر دیا۔ اس کے پیچے زیر دنیل جو خود اس سے باہر نکل کر ہوا ہو گیا۔ اس سے ترقیتاً دس سرخ پیچے سفر رکھ کر آئی تھی۔ علان سڑک کے درمیان آگ کفرزا ہو گیا۔ اس سے کام کئے جیے جاؤ کا اشارہ کیا۔

تمرخ رنگ کی کار آبستہ آہستہ ہوتی ہوئی اس کے قریب سرخ کی ملے نہیں نوجوان پیدا کرنا۔ علان کے بعد ہوئی سے نکلا تھا اس نے کمری سے نیکل رہا چا۔

”فرماتیے۔“

صیحہ کے فیجیے کا وقت تھا۔ علان اپنی اصلی ٹکل میں ہوٹل مالا بار کے طالبین بیٹھا چاہئے پہ راتا۔ اس سے تیری میز پر بیک زیر دنیل موجود تھا۔

علان نے محروم کر ٹکل کرنے کے لیے فیض کیا تھا اور آن تمام دن اصلی ٹکل میں ہوٹل گردی کرے گا۔ چنانچہ اس پر ڈرام کے تحت علان اور بیک زیر دنیل میں تعاقب ہوئے۔

بیک زیر دنیل اپناء خابر پڑھنے میں مصروف تھا جو لاس کی نظری ہوٹل میں پہنچے ہوئے ایک ایک فریک گللنے کر رہی تھیں۔ علان پڑی سینگھی سے چائے پیتے ہیں مصروف تھا۔ چائے پیتے کے بعد لاس نے دیکھ کر پکر بیل ادا کیا۔ اور پھر انکر ہوٹل سے باہر نکل آیا۔

بیک زیر دنیل پنال پہنچے ہی ادا کر چکا تھا۔ علان کے باہر جانے کے بعد وہ بھی چدمشت بک ہوٹل میں موجود رہا۔ اس نے بھاک علان کے باہر نکلے ہی ایک نوجوان پئٹی سے اپنی میز سے اٹھا اور ہوٹل سے باہر نکل گیا۔ بیک زیر دنیل اس کے پیچے پیچے باہر نکل آیا۔ اس وقت علان کی کار ہوٹل کے پکا ڈنڈ سے باہر نکل رہی تھی۔

وہ نوجوان بھی پار گنگ شیر میں موجود ایک تمرخ رنگ کی کار میں سوار ہو گیا۔

"آپ کے پاس نہ کہ ملن ہوگی" — ملن نے بڑی سنبھلیں ۔  
بچا۔ — "جی" — نوجوان نے بول کر بچا۔  
"کمال ہے آپ کار کو سکتے ہیں۔ مگر نہ مانی نہیں رکھ سکتے" — مران  
نے محفلاتے ہوئے گہا۔

اور نوجوان حیرت کی زیادتی سے خاموش ہو گیا۔  
استیں میں بیک نزدیکی کا بھی ان کے قریب اسکر کی۔  
بیک نزدیک کار اس نوجوان کی طرف بڑھا۔ جیسے جی دھکہ کی کتف  
پہنچا۔ ملن نے اسٹا شارہ کر دیا۔ اس نے جیب سے بولالورنکاں کراں لکپڑا۔  
گایا۔

"مڑاٹت سے باہر نکل اور نہ ابھی سر میں سولاخ بوجائے گا" — بیک  
نزدیک عطا۔

اوپر نوجوان اور کمل چاہے نہ کر کر خاموشی سے کار سے باہر نکلایا۔ تینکن  
و دو قدم بھی نہیں چلا ہو گا کہ پچھے سے ایک سیاہ رنگ کی کار تیز تقریبی کے کی  
توڑتی ہوئی محمد بخوان کے قریب آتی گی۔ سب سے پہلے ملن نے خود محسوس کیا۔

"ٹاہرچو" — خدو — ملن نے پیختہ بوئے کہا۔  
اور بیک نزدیک نوجوان کو کافی کاری طوف بیکار بیکن اتنا تھے میں کاران کے  
قریب سے گندی۔ اس میں سے بین گن کا برسٹ مارا گیا۔

بیک نزدیکے پھر کر سرک کے نشیب میں جھلکاں گلکا چکا تھا۔ اس میں نہ  
تربال بال پی گیا۔ البتہ ایک گولی نہ اس کی بائیں پنڈل پر کی ہی خداش مزدروں  
دی تھی۔ تینکن وہ نوجوان بڑاہ راست کو یوں کی زد میں آگیا تھا۔ اس نے دہ بھوتا

گیا۔ ملن جو پہلے ہی اپنی کار کی آڑ سے لکھا تھا۔ اس نے سیاہ رنگ کی کار کے پیچے  
ٹاہرچو پر بیوی اور سے لوگی چلادی۔ گردنچ میمع ہنہیں لگا۔ کوئی کار کافی تیز تقریبی  
سے جا رہی تھی۔ ملن نے پیچی سے اپنی کار کا دروازہ کھولا۔ اور پھر دوسرے لمحے اس  
کی کار بھی انتہائی تیزی سے سیاہ رنگ کی کار کے پیچے دوڑ رہی تھی۔

بیک نزدیکے نہیں عمران کی پیروی کی اور اس کی کار بھی عمران کے پیچے گئی۔  
اب تینوں کاریں ایک دوسرے کے پیچے دوڑ رہی تھیں۔ ملن نے اپنی کار کا فامر  
سیاہ رنگ کا رسے بہت زیادہ لکھا تھا۔ لیکن کار اسے علم تھا۔ کاران کے پاس بین گن ہے  
ہو سکتا ہے۔ لائقی بھی ہے۔ بہر طال دہ اس کا تقدیم کرنا چاہتا تھا۔

سیاہ کار مختلف سرکوں پر ہوتی ہوئی شہریں داخل ہو گئیں۔

ملن نے اب اپنی کار کی رفتار تیز کر دی۔ بیک شہریں زیادہ صور کر کر دہ  
س کار کو اختر سے گلوٹا نہیں چاہتا تھا۔ سیاہ رنگ کی کاراچیک ہوں والا بارے کے کاونڈ  
وں لگس گئی۔ ملن نے ایکی لمحے کے لیے سرچا۔ پھر اس نے بھی اپنی کار بھوٹن والا بارے کے

کھپاڈنڈیں نہ رو دی۔ اس نے اپنی کار عین اس سیاہ کار کے قریب جا رہی کی۔  
کھپاڈنڈیں داخل ہوتے ہیں اس سیاہ کار سے دو حصے اپنی اتنی تھریخ نہیں۔

جن وقت ملن کی کار نکل۔ اس وقت دو دنوں پہن ہوئیں کے جن گیت  
کے تریب بننے پکے تھے۔

ملن کا رسے اڑا۔ اور تیز قدم اٹھا۔ ہوا وہ ان کے پیچے چل پڑا۔  
بیک نزدیکی کار بھی کی ڈنڈیں داخل ہو گئی تھیں۔

بیک نزدیک اس دوبلان ریڈی میڈیمیک اپ کر چکا تھا۔ یعنی لمبی مخفیں اس  
لئے ہوئیں پر چکائیں۔ ملن جب ہال میں داخل ہوا تو ان میں سے ایک جاپان  
وہ نشر پھر اکسی کو تلفیون کرنے میں مصروف تھا۔ دوسرا ایک میبل پر مینا ہوا

عمران کو بھی غصہ آگیا۔  
ریوالر سے علیٰ کو ٹوڑانے پڑے ہیں۔

بیک زیر و نئے بھی جاپانی کر ریوالر کا تھے تو کیوں لیا تھا۔  
لیکن وہ خاموش اپنی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

بہرحال آپ خاموشی سے ہوٹل سے باہر نکل پڑئے۔ اب دوسرے  
جاپانی کے ہاتھ میں بھی ریوالر نظر آ رہا تھا۔

چیلیٹے صاحب۔ دو لاکی میں مغلی حرام تو یہو ہی جانی ہے۔

عمران نے اٹھنے ہوئے کہا۔  
اوپر عمران آگے آگے اور دو دو فون جاپانی ریوالر دل کو جیبول کے ان پر کٹ

ہوئے اس کے چھپے بھی چھپے ہوئے پرتوں سے باہر نکل آئے۔  
اس کاریں بیٹھ جائیے۔

اکب جاپانی نے اسے سیاہ کار کی پھولی  
سیٹ کی طرف اشارہ کر کے ہوئے کہا۔

عمران خاموشی سے کچلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے جاپانی نے ڈالینگ ک

سنجھاں اوپر کار ہوٹل کے کپاونڈ سے باہر نکل آئی۔  
کیوں دوست تم میں سے کون کون شادی شدہ ہے۔

میران نے  
دنلوں سے کہا۔  
کوئی بھی نہیں۔

ریوالر نے جذب دی۔  
اور پھر تو ہمیں ہے۔ ورنہ مجھ تو خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔

عمران نے  
اطینان کی طبلی سانی بتیے ہوئے کہا۔  
کیا گھرو۔

اس کے ساتھ بتیے ہوئے جاپانی نے کہا۔ جو اتحادیں  
ریوالر پر بیٹھا تھا۔

عمران نے اس کے کان کی طرف جھکتے ہوئے کہا اور دوسرے  
بھی کہ۔

مکی میں یہاں بیٹھے سکتا ہوں۔

عمران اس کے قریب جا کر کہ جاپانی نے اپنے نظفوں پر عمران کی طرف دیکھا۔ پھر مکارانے ہوئے ہوئے۔

مزدروشیریت کھیں۔ آپ کے بیچے ہی ترمیم اس سے ہوئی میں آئے ہیں۔

عمران کو رسی پر بیٹھ گیا۔

میرے بیچے آپ اتنے بڑے ہوٹل میں کیوں آئے ہیں۔ میں تو تند پر بھی میڈر کر

کہنا کرنے کا عادی ہوں۔

عمران نے بھی علیکی سی مکاراٹ سے کہا۔  
استے میں دو سارے جاپانی بھی یہی غربوں سے فراغ ہو کر میرے طرف آیا۔

وہ عمران کوہاں بیٹھ دیکھ کر ایک لمحے کے لیے نمکن گیا۔ پھر ساقو والی کرسی کو بیٹھ

کر بیٹھ گیا۔

آپ نہ دیدہ دیں۔

پسے جاپانی نے عمران کو کہ۔

مکریہ آپ کی ذرہ نوازی ہے دیے آپ کے تو ویسے خود میں سے دیکھنے  
پڑتے ہیں۔

عمران نے جاپانی کو کہا۔

اپنک پاس بیٹھے جاپانی نے جیب سے ریوالر نکال کر اس کی نالی عمران کی

طرف کر دی۔

ریوالر بانک میڈر سا تھا۔ دوسرے اس کے دستے پر دو الپینا ہوا تھا۔ جو کسی کو  
ہیں نظریں نہ دیں آسکتا تھا۔

مرے عمران اب آپ شرافت سے آؤ کر ہوٹل سے باہر پڑئے۔

جہاں پر انہیں سمجھیت معلوم ہوا تھا۔ اس نے عمران کو کہا۔

آپ کو جس نے بھی عمران کے متعلق بتایا ہے۔ غلط بتایا ہے۔ آپ اس میڈر

جو بیا درگنگ گون پسے ایک مشین کے سامنے میٹھی تھی جب بال میں دہ کام  
لہی تھی۔ دلوں چاروں طرف چبوٹ بڑی بے شمار ششینیں کام کر رہی تھیں جو بیا  
رید کپڑہ کریتے ہوئی تھی کہ تقریباً ادمی سے زیادہ کشینوں کو روکیاں اپریتے  
رہی تھیں۔

جو بیا پچھے دو دلوں سے بیہاں ٹولیتی رہے رہی تھی ماں کی دُریں بے حد  
تھیں۔

جب مشین پر اسے بچایا گیا تھا۔ وہ تقریباً مکمل خود پر آنومیک تھا اس کا کام  
کرت اتنا تھا کہ وہ ہر کم کھٹکے بعد مشین پر لے جوستے ڈال کر رینگ کرنے کے  
لئے پر درج کرتی جائے۔

جو بیا کو ان دو دلوں کے دو طرف کے دو طرف کے دو طرف بھی کسی  
پر اسرار نقش و حکمت کا ادا حاصل نہ ہو سکا۔ اس نے صرف اتنا ساختہ کچھ دلوں  
بیہاں تین نقاب پوشوں کو گز فرا رسکایا کیا تھا جن میں سے ایک بھرے داس کی بیٹی گن  
کی نقاب ہو گی تھا۔ دوسرے نے پر اسرار طور پر خدا کشی کر لی تیسرا تو ایک بھرے دار  
کی دردی پہنچنے ہوئے تھا۔ کسی نے پوچھ کر پسے پہنچا سے گولہ مار دی۔ گولہ مارنے  
والے کو بے حد خلاش کیا گیا۔ لیکن کون پہنچا ملا۔

لھاس کا ریال اور عران کے ہاتھ میں تھا۔

عران نے ریال کی نالی جاپانی کے پہلو سے لگادی۔

اُس کے میچے ہرے جاپانی کو صوم بھی نہیں ہو سکا کہ اتنا خاموشی سے حالات بدل  
جائیں گے۔

ایک موڑ پر میسے ہی کار آہستہ ہوئی اپاک دہ جاپانی کا کار کا دروازہ مجھتی سے  
کھول کر پیٹے گو دیگا۔

ڈرائیور نے اپھلے طرف پر بیک لگادی۔

”چلو دوست تم تو ملے“ عران نے ریوالر اس کی پشت سے گھاٹے  
ہوئے کہا۔

”مگر یہ سب کچھ کیسے ہو گیا“ جاپانی نے جرأت سے کہا۔

”تم چلو درست ان لوگوں مار دوں گا“ عران نے سخت لیجیں کہا۔

جاپانی نے کار جلا دی۔

اب اسکی رفاقتی انتہی تیرتھی۔ عران اسے مہدیات دیتا چاہا تھا۔

”مشعران میسے ساقوم میں مرنسے کو تیار ہو جائی“ اپاک دہ جاپانی نے

عمران ہوتی اڑاکیں کہا۔

”کیا مطلب“ عران نے جرأت سے کہا۔

لیکن بھرہ دیکھ کر اس کی آنکھیں بھیت گئیں رک کار میک سے اتر کر انتہی تیر

نمازیاں سے ایک عارت کی ٹھیک دیواری کی طرف دوڑ رہی تھی۔ دوسرے لمحے کار

دیواریں کے قریب پہنچ گئی۔ اب مگر اڑا میں چند لمحے رہ گئے۔ ایک لمحہ دوسرا لمحہ

مسخر الحادی پھر کامیک نبڑست دھماکے سے دیوار سے گھرا گئی۔ مگر اڑا اتنا تدر دار تھا

کہ اس طرح پہنچ گئی۔ میسے غبار سے ہوا نکال دی جائے۔

جب یا کی ان در فرول میں صرف ایک ہی درست بنتی تھی۔ اس کے پاس سٹین  
پر کام کرنے والی قدر سے جا پائی خدا و خالی والی لڑکی رہیکا۔ رہیکا بڑی غوش  
اخلاق اور ہنسنگوڑل تھی۔

”جب یا آڈنیشن میں چاہئے لی کر آئیں“۔ ڈوبی آت ہوتے ہی رہیک  
نے اسے دعوت دیتے ہوئے کہا۔

اور جب یا نے اس دعوت کو قبول کر دیا۔ جب یا کو جذل منجر کے ایک سپیشل آرڈر  
سے گھومنے پر ہنسنگوڑل کی مکمل آزادی دیدی گئی تھی۔ جس کی وجہ سے ڈوبی کے بعد جب یا  
آزاد تھی۔ کروہ ان ستر خانوں میں جہاں چاہے آجا سکتی تھی۔

چانچو رہیکا اور وہ دونوں کٹیں میں جلتے ہیں پہنچنیں۔  
”اپ کی جعل منجر سے واقعیت بہت گھری معوم ہوتی ہے“۔ رہیکا

نے بتتے ہوئے کہا۔

”نبی ایسی کوئی بات نہیں“۔ جب یا نے مالتے ہوئے کہا۔  
”اپ کب سے بہاں کام کر رہی ہیں“۔ جب یا نے موضیع بستے کے پیے

”پچھلے دو سال سے“۔ رہیکا نے المبان سے جواب دیا۔  
”اس کام مطلب ہے آپ کو بہاں کام کرتے ہوئے ہمیں عرضہ کر دیا گیا ہے“۔

جب یا نے حیرت سے کہا۔  
”بھی اُن اب کل پرسوں تک نیری ترقی ہونے والی ہے اُنہیں خفیہ شبے میں ہی  
جادوں گی“۔ رہیکا نے اسے بتایا۔

”خفیہ شبے کیسے“۔ جب یا نے حیرت سے لے چا۔  
”بہاں خفیہ شبے کے متعلق بھک تبلانام ہے۔ آپ کو خود بخدا آہستہ آہستہ پر چل

جاتے ہیں۔“۔ رہیکا نے کہا۔

”جاتے ہیں۔“۔ رہیکا نے مسکاتے ہوئے کہا۔

”ہوں تھیک ہے۔“۔ جب یا کے کام اور سمجھ جتے پہنچے ہیں شخوں بھگتے

اس طرح چاہئے پہنچے کے دو ران ان میں منت مخصوصات پر اس چیز  
ہوتی ہی۔ پھر دلوں انہوں کراپے اپنے کو لوں کی طرف میں دیں۔

جب یا اپنے کمرے میں آئی۔ اس نے درکنگ گون انداز کر دوسرا کپڑے پہنچے  
اور پھر پر تبرہ پر بیٹت تھی۔ اچاہک اسے خیال آیا کہ رہیکا سے پہنچ کیا جائے کہ آج وہ کی

ہمارے شبے میں کام کرے گی۔ یا کل سے ہم خیز شبے میں پہنچنے کی۔  
پہنچے اس نے سوچا کہ تمیں کوئی کر کے پوچھو جو۔ سیکن پھر اسے غیب آیا کہ کہیں

نیکو سوچنے کی تھی۔ میں پہنچنے کو دیکھ لیتی ہوں۔ اُن سوچکی ہوئی تو پھر نہیں پھوپھوں کی  
ورنہ لگنڈے دو گھنٹے کل شب ہو جائے گی۔ وہ کمرے سے باہر نکل۔ اس نے کمرے

کو نہ کیا۔ اور پھر رہیکا کے کمرے کی طرف میں پہنچی۔ رہیکا کا کمرہ ایک اور سا بڑی

میں تھا۔ اس نے اس کمرے میں پہنچنے کے لیے دس منٹ لگ گئے۔ رہیکا کے  
کمرے کا دروازہ بند تھا۔ دروازے کو اٹھوئے دیا۔ سیکن دروازہ نہ سے بند

تھا۔

پہنچنے کے لیے کو رہیکا سوچکی ہے یا نہیں۔ اس نے دس سے تیکھے گھے  
کر اندر رہیکا تو وہ یہ دیکھ کر ہنگامی کر رہیکا اپنے ہاتھ کی ہمکوئی کو منزدگائے

آہستہ آہستہ باتیں کر رہی ہے۔

اس نے اس کے بولنے کے انداز سے وہ قدرے کھٹک ہی گئی۔ اس نے ایک  
ٹھکے کے لیے رہا ہی میں دیکھا۔ راہمہری خال تھی۔ اس نے کان کی ہول سے ٹکلے

اس کے کافی میں ہکی ہکی اٹڑا نہیں۔  
رہیکا کہہ رہی تھی۔

”لیں مادام بابا شی پیکنگ اور۔“

ادریس کر جو یا کوئی ہو گیا کہ ریکا بابا شی ٹرانسپر پکسی سے باہم کر دی  
ہے۔

اس کی انگلی میں ہبھی ہوئی الگو عنی دراصل الگو عنی نہیں بلکہ یہ جدید قسم کا  
ٹرانسپر تھا۔ قدرت سے اتفاقاً اسے یہ موقود دے دیا تھا جو وہ کبھی خواب میں ہبھی  
تصور نہیں کر سکتی تھی کہ ریکا بھی مجرم ہو سکتی ہے۔

”لیں مادام ابھی نکل مجھ پر کسی نے شک نہیں کیا اور اتفاق سے میں نہ ہیاں  
جن لوگ کی کارروائی رکھا۔ وہ سب سے سینے اور اعتماد تھی۔“

”اور۔“ — پھر وہ الگو عنی کو کان سے لگا کر کہستی رہی اور پرولی۔  
”میں ہبھی کل بیکرت روپا منٹ میں تبدیل ہو جاؤ گی۔ اور وہیں ہما لامش  
مکن ہو جائے گا۔“

”لیں مجھا میدھے کہ پرسونل آپ کو فوجی سناوں گی مادام اور۔“ —  
جو بیانے اندازہ لگایا کہ درست بھی کوئی حضرت ہے اسے اس نے ریکا بابا شی  
اسے بامبار ماظم کے نام سے پکار رکھی ہے۔

اچانک چولیا نے نھروں کیا کہ کوئی شخص آہا ہے۔ اس نے پھر تی سے کی ہول  
سے کان مٹا کر دروازہ پر دشک دی۔  
تقریباً دو منٹ بعد سلطانہ کھل گیا۔ دروازہ کھونے والی خود بیکا تھی۔ جو لیا  
کرے کے اندر داغل ہو گئی۔

کیچن شکیل آدمی رات سے شہزاد کا لونی کی کوئی تھی کے باہر ایک درخت پر  
لپا ہوا تھا۔ تقریباً بارہ بجے کے قریب ایک شوئنے سے فون کر کے کھم دیا تھا کہ فڑا شہزاد  
لونی پلا جائے۔ اور کوئی نہیں ۱۷ کی مگر ان کر کے کسی قسم کی بھی پر اسرا رقص دھکت  
تقریباً کتنا اس کی ڈلوٹی میں شامل ہے۔

اس کے علاوہ ایک شوئنے سے لبھی چاہا کہ صدر ریکا آپ میں اسی  
دھنٹ کے ایک تہہ نہیں میں بندھے۔ ہو سکتا ہے کہ جو اس سے پوچھ چکے کری۔ یا  
اس پر سخت کریں تو وہ حادث دیکھ کر لے کوئی ہیں دلچسپی کی بھی جائزت ہے اور  
اس کے بعد وہ موقع مناسب سے جو من سب سے سمجھے کرے۔ پسچاہی نہ کوئی حکم نہ  
ہے پر وہ رات سبھر سے بیہاں بیٹھا ہوا تھا۔ یہ وہی کوئی تھی۔ جس کی شان منقص اس  
ٹھنڈی کوئی آثار نہیں تھے۔

پہلے کیچن شکیل نے سوچا کہ کوئی کے اندر داخل ہو کر معلومات کرے۔ لیکن پھر  
تھے کیا سچے کردگی۔ چنانچہ وہ باہر ہی درخت پر بیٹھا۔ تقریباً چار بجے کے  
وہ جب کہ ابھی تار کی پوری طرح عجمیں نہیں تھیں۔ ایک کار رکی۔ کار کی لائیں بھی  
نہ تھیں۔ اس سے یہ وہ دیکھنے کا کار کے اندر دستے انفراد موجود ہیں۔

اپنے آپ کو بابا شی کے نام سے پکار رہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ بابا شی کا لفظ اس نے پہلے بھی کہیں سننا ہوا تھا۔ اس دلت اسے یاد نہیں آ رہا تھا۔ پھر یہ دیکھ کر وہ چور کنہا کر بابا شی کے گرے کا چاقلو جو لمبے صدر کی آنکھ کے قریب بڑھا رہا تھا۔ اس نے پھر اپنے سریوالو جیب سے نکال کر اٹھ میں سے لیا۔ دیوار پر سائیئر کا ہوا تھا چاقلو کی روک صدر کی آنکھ کے اندھرے کے قریب ہو گئی۔

کیپن شکل نے سوچا شاید بابا شی صدر کو خفرنہ کر کے کچھ اگلہ اچھتی ہے اس لئے یہ چاقلو کی طرف دھکی ہی ہے۔ یہ سوچ کر دیا جبی تک اپنے آپ کو بھالے ہوتے تھا۔

لیکن دوسروے لمحے اس نے دیکھا کہ چاقلو کی روک صدر کی آنکھ کے قریب پہنچ گئی ہے تو اس نے رکھ دینا مناسب نہ کیا کہ کہیں ایک لمحے کی بھی دیر ہو جلتے تو صدر رانی آنکھ سے اٹھو دھر بیٹھے۔ چانچ اس نے عریقہ داری اسکی لمحے چاقلو سے بھی چاقلو کو جھکتا رایتا۔ شاید وہ واکرنا چاہتا تھا۔ لیکن کیپن شکل کے روپوں سے بھلی ہوئی گولی اس کے انکھ پر پڑی۔ اور اس کے منہ سے ایک زور دار پیچنے کی چاقلو خود سے پھرست کر درجا ہے۔ صدر جس سے نہ شوکی ملود پر چاقلو کا طار ہوتے دیکھ کر آنکھ بند کرنے تھی۔ پہنچ کی تو اس سر اس نے آنکھیں کھوں کر دیکھا۔ ترا سمانتہ میں ایک روشنداں پر کیپن شکل نظر آ رہا۔

• مادام بابا شی اور اس کا ساتھی دلفن اپنے دھمکی پر نہیں دیتے گوئی ان کے دل میں بھی بیوست ہو گئی ہے۔ مادام بابا شی نے پہنچنے سے سویں لہر کا نکانا چاہا۔ لیکن کیپن شکل نے فائز کر دیا۔ اور گولی مادام بابا شی کے کان کے پاس سے اس طرح گزدی کر اس کے کان کی آدمی سے نیز اور لواٹائی گئی۔

بابا شی کے منہ سے فراہٹ سی نکلی۔ منگی پہنچے ہی اتنا اٹھائے کھڑا تھا۔ اگو

کار کو نہیں کے پہاکہ پر ہا کر رک گئی۔ کار میں سے ایک شخص اتلا۔ وہ چند لمحے بچا کر قریب کر رہا۔ پھر کیپن شکل نے دیکھا کہ وہ پہاکہ کھل رہا ہے۔ پھر پہاکہ پہاڈی طرح کھٹتے کے بعد وہ ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

کار پہاکہ کے اندر پڑی گئی۔ اس شخص نے پہاکہ دوبارہ بند کر دیا۔ لیکن شکل نے سوچا کہ اب صدر کے متعلق مزدوج کچھ نہ کچھ ہو گا۔ اس لیے مناسب بھی ہے کہ کوئی کسے اندر داخل ہو جائے۔ کیونکہ شماں کتب صدر کو اس کی مزدودت پڑ جائے۔ وہ درخت سے اترنا اور پھر کوئی بھی کی پشت کی طرف چلا آیا۔ کوئی کی پشت کی دیوار کے ساتھ ہی اتفاق سے ایک طریل اور گعن درخت مرجع دھا جس کی درد سے دیوار پر چڑھ گیا۔ دیوار پر چمنہ کر کہہ پائیں باش میں ریختا ہوا عمارت کی پشت پر چکا گیا۔ پہلے اس نے سوچا کہ عمارت کے اندر داخل ہو جائے۔ لیکن ہمارا اس نے اپنے خیل بدل دیا۔

اور اب وہ ایک پانی کے پائپ کے ذریعے عمارت کی جھٹ پڑھ گیا۔ اب کافی روشنی پہلی بھی تھی۔ جھٹ پردہ ریختا ہوا سیہوں والے دھد دھاڑے کے قریب پہنچا اور پھر پہلی جھیل سے ہوتا ہوا گلدری میں داخل ہو گیا۔ ایک الی گیئری تھی جس میں ہبہ سے کروں کے روشنداں پڑتے تھے۔ ایک روشنداں سے کیپن شکل کا بنے مطلب کی پہنچ نظر آ گئی۔ اس نے دیکھا کہ اسی شخص کو ایکہ بیزیر تسلیم سے کام باندا ہے۔ کیپن شکل نے اندر لے گایا کہ بھی صدر ہو گا۔ کیونکہ میکٹونے بتا دیتا تھا کہ ختم میک اپ میں ہے اور پھر قتوڑی دیتے ہو اس کا شک لیقین میں بدل گیا۔ جب اس شخص کا میک اپ صاف کیا گیا تو وہ واقعی صدر دھا۔

کیپن شکل بڑی خاموشی سے یہ تمام کام دوائی دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے ملٹی پر ہر نے طلبی تمام گفتگو بھی سنی۔ اور اسے یہ سن کر بے حد حیرت ہو گئی کہ رُنگی

لکن کر دو رجاء کرا۔

ادھر چیختنی کمل جھکی تھی۔ کیپن شکیل پک کر اندر آیا۔ لیکن اس دروازہ مامام باشی اپناریہ السنگالاں بھی تھی۔ اس نے کیپن شکیل پن سارے کرو دیا۔ کیپن شکیل نے تمدن سے ایک طرف بہت کر پہنچا ہوا۔ بیکن گول اس کے باندھ کا گوشت اور جیولی ہوئی جھلکی تھی۔ کیپن شکیل نے شریگیداری، مامام اساسی صفات گول کی زندگی تھی۔

لیکن منچی جو اس لمحے فرش سے اٹھ رہا تھا، پھری سے دڑ کر آئے آگیا۔ گول اس کے سینے میں چس گئی۔ اس کے منہ سے ایک طولی لیکن کربناک جمع تھکی۔ اور وہ دونوں انھوں سے سین پکر کر دوہر ہوتا چلا گا۔ واقعی اس نے فداواری کا حق یخدا یا تھا۔ اور اپنی امکنہ قربان ہو گیا تھا۔

حضردار کیپن شکیل اس کے اثاثا پر بہت بخے کھڑے ہو گئے۔ ادھر مامام باشی جو میرے قریب کھڑی تھی۔ اچانک فرش میں غائب ہو گئی۔ صندوق پک کر ادھر پڑھا۔ لیکن فرش اپنی گھر پہل چکا تھا۔ اس نے بینِ زمودنہ کی یہید گوشش کی۔ بیکن ہے سردار بھروسے کیپن شکیل کا خیل آگیا۔ جس کے بذوے الیں سکھران فرش سے کمر جمع تھکی۔ اس کے پڑھے خون سے تبرہ بچکے تھے اس نے پھر تھی سے اپناء عوال ابڑ پہ مسائیں کی تھیں۔ پہ رکھہ مطالع نہم پید کر کیپن شکیل کارداں اور پامیں طرح کس کریا نہ ہو دیا۔

اب ہیں بہاں سے لکن جانا چاہئے۔ صندوق نے کہا۔

لیکن؟ — کیپن شکیل نے کہا۔

اتخاذ نہیں کئے کے باد جو اس کے پہنچ پر سب یا اضطراب کی پکی کی کیک بھی نہیں تھی۔ اس دو اسی طرح سچاں تھا جیسے حسبِ معمول ہوتا ہے اور وہ دونوں پھر تھی سے دروازہ سے باہر نکلے آگے کا نثارہ ان کی ترقی کے خلاف تھا۔

اس کے ایک اتحاد سے ابھی تک خون بہر را گایکن اس نے حکم کی تعین صدر کی تھی۔

اس آدمی کے نئے کھولو۔ — کیپن شکیل نے گر جتے ہوئے صندوق کی پھر اشارة کیا۔

ادھر میگی نے ایک لمحہ کے ہے مامام باشی کی طرف دیکھا۔ جو اپنے اتحاد پر کھڑی تھی۔ ادھر کے اہمی کان سے ابھی تک خون قطرو قطرو میچے فرش پر مٹک رہا تھا۔

مامام باشی نے اسے صندوق کو گھوٹے کا اشارہ کر دیا۔ میکن نے صندوق کے گرد لگھ کر ہوئے تھے کھول دیئے۔ صندوق پھر تھی سے اٹھیا۔ اس نے کونے میں ٹاہرا روپر اٹھا کر ان دونوں کو روک دیا۔

یہ نیچے آتا ہوں۔ تم ان دونوں کا خالی کرو۔ — کیپن شکیل نے مطمئن ہر کو صندوق سے کہا۔

بے کلک ہو کر رُو۔ بیکن جلدی۔ — صندوق نے جواب دیا۔ کیپن شکیل گیڑی سے دبارہ پڑھوں کی طرف بجا کا۔ وہ اکشن دو دو پڑھیاں چلا گئے ہو چکے پہنچے پر کہے میں پڑھ گیا۔ ادھر پہلے وہ کھوڈنے تھے نیزہ دوہرے کی۔ کوئی میں شاید لذکوں فرہ نہیں تھا۔ کمرے کا دروازہ اندر سے بند تھا۔ اس نے کمرے کو نزد سے کھٹکایا آزادی۔

— صندوق دروازہ کھولو۔

صندوق رہنمیں رک دے کے ہوئے پچھے بہا اور پھر اس نے پک کر چیختن کھول دی۔

لیکن اسی لمحے میں کا داؤ جل گیا۔ اس نے پھر ادھر اپنی تیزی سے چلا گئا۔

چلا گئے اپنی بھی نمی تھی۔ وہ سیدھا صندوق پر آیا۔ اور صندوق کے اتحاد سے روپر اور

وہ پھر تی سے بیاندے کے ستوں کی آڑ میں ہو گئے۔ پوری کوئی کی دیوار کے ساتھ  
ساتھ تقریباً کوئی بیس آرسی لا تقریب میں لائفیٹے کھڑے تھے۔ ان دلوں نے جیلی  
سے ایک درسے کی طرف دیکھا۔ انہیں ہیرت اس بات پر تھی کہ جب وہ اندر  
داخل ہوتے تھے تو کوئی بھائی نا تھی۔ یا چاہک رانفل برداریاں سے نکل آئے۔  
”چھت کی طرف بھاگو“ کیپن شیل نے کہا۔

اور پھر کپن شیل نے ایک کھجور کی صرف روٹنگا دی۔ گلوبیں کی بوجھاڑ آئیں۔  
کپن شیل پیٹ گیا۔ ہیئت وہ دیکھی یہ گئے تھے۔ اپناں صدر نے دیوار کا ٹریگر دایا  
اوہ پھر جیھیں بند ہو گی۔ چونکہ وہ سامنے تھے۔ اس سے جلد تازل گیا۔ کپن  
دسر سے لمحے باقی اکمی پھر تھے زین پر یست گے۔ اسی لمحے صدر نے دوڑ  
لگائی۔ اور جاگ کر دسر سے متون کی آڑ میں ہو گیا۔ گولیاں صڑ طیں۔ بیکن کوئی  
گولی صدر کو تھوڑی۔ پھر وہ باری باری اسی طرف عل دبرل تھے ہے کپن شیل  
قاچکت۔ تو صدقہ آگے بھاگ کر اسکے متون کا پیش جاتا۔ صدر فائز کرت، تو کپن  
شیل آگے پیچ جاتا۔ اسی طرح انہوں نے براہمہ پار کیا۔ اوہ پھر دھماگتے ہوئے  
سیڑھیوں کی طرف بیٹھے۔ اور دسکر لمحے دیڑھیاں پڑھتے ہوئے چھت پر  
پہنچ گئے۔ لیکن یہ دیکھ کر پھر انہیں یہ پڑھے کہ کوئی کچپی طرف بھی رانفل بیدار  
موجد تھے۔

اب دھکیرے جا پکھ تھے۔ انہوں نے سرھوں کا دربطانہ پنڈ کر لیا۔ اور انہیں  
امید تھی۔ پنڈ کو دن کا رفتہ ہے۔ اس لیے فائر ٹنگ کی آڑ سن کر هنڑ کوئی نہ کوئی  
پوسیں کو علاوہ دی دیے گا۔

اوہ پھر لوپیں اور مجرموں میں مقابلہ کے دوں دفع کر لکھتے ہیں۔ پھر دھ  
چھت پر پڑھتے ہوئے چھت کی الگ منڈری کا پیشے۔ اب کوئی کے سامنے والا

حد خالی تھا۔ شاید مل آور بیادے کے اندر پہنچ کر کے تھے۔  
کیون نہ ہم بیادے کی چھت پر کو دکر اسکے سے نکلنے کی کوشش کریں  
کپن شیل نے ساتھ پڑھتے ہوئے صدر سے لوچا۔  
”لیکن بیادے کی چھت سے یہ پس طرح جائیں گے“ صدر نے  
حوال کیا۔

”کوشش کر دیکھتے ہیں۔ آگے اللہ ماک ہے کوئی نہ کوئی راستہ بھلی ہی  
آئے گا۔“ کپن شیل نے کہا۔  
اور صدر نے اس بات پر سوال دیا۔

بیادے کی چھت کو بھی کیاں چھت ترقیتاں کوئی آخوند کے قریب بیچتی  
اس سے کپن شیل اور صدر احتوں کی مدد سے نیچے نکل گئے۔ کپن شیل  
کے باڑ میں بڑی طرح ٹھیں سی انھر ہی تھی۔ اور اب یہ نکل کر وہی سے اس میں  
سے خون دلبارہ رہنے لگا تھا۔

لئے میں سرھوں کے دروازہ کو زور سے دھکا گا۔ وہ بھر گئے لھڑا اور  
وہ وہ اسے نکل بھیج گئے ہیں۔ وہ دھلوں پہنچ کر گئے۔ بکا سادھا کھوا۔ اب  
دروازہ توڑا جا رہا تھا۔

انہیں امید تھی کہ دروازہ جلد ہی اُروٹ جائے گا۔ کیونکہ وہ آٹا مجبور ط  
شہیں تھا۔ اور اگر دروازہ نہ ٹھیٹے سے پیٹے پہنچے وہ نکل دے گے تو بڑی طرح گیرے  
ہیں آجائیں گے۔ وہ تقریباً جاگئے ہوئے بیادے کی چھت کی منڈری تک چاہیئے  
سامنے طے حصہ میں کوئی بھی نہیں تھا۔

اوہ لڑپ کی چھت پر صدر نے کپن شیل کا بازد کپڑا کیا۔ اور پھر وہ  
دلزوں بیادے سے جڑی ہوئی پڑپ کی چھت پر پہنچئے۔ پڑپ کے سامنے کے

رخ گلکر کی بیلیں بچے سے چھت تک پہنچی ہوئی تھیں۔

بیلوں کو سیدھا کرنے کے لیے ان سے رسیاں بندھی ہوئی تھیں۔ صدر نے ایک بیلوں کو پکڑ کر اس کی مضر طبل کا اندازہ کیا۔ رسی بندھی ہوئے کی وجہ سے وہ کافی محدود طبقی۔ وہ اسے کپڑ کر تقریباً ٹھیٹا ہوا نیچے بھرت پہنچ گیا۔

دوسرا سے لے کر تین شکلیں بھی اسی طریقے سے بچے سنبھلےں کامیاب ہو گیا۔ بیلوں نے آدمیے میں دیکھا تو انہیں ایک راٹل بجار بابر سے آتا ہوا نظر آیا۔ شاید وہ رسی سربراہیت من کردار ادا کرنا۔

وہ دو دنوں بیلوں کے ساتھ دیکھ گئے۔ اتنے میں اور پر سے دروازہ لوٹنے کی نور دار آزاد سنائی دی۔ اور راٹل بجار اس آواتار کو کروں ملکیا۔

وہ دو دن تقریباً بھاگتے لان میور کر کے چاہک کے قریب آئے۔ بھاہک بندھا۔ صدر نے پھر تی سے بچا ہمک کی جزوی کمرنگی کھوئی۔ بیکن وہ ابھی باہر نہیں مکلن پائے تھے کہ اور پس دیکھ دیے گے۔ اور دو دنوں نے فائزگ بکھول دی۔ صدر نے چلائیں گے اور دوسرے لمحے وہ کھڑکی سے باہر چاگا۔

کیوں شکلیں نے بھی اس کی ہڈی کی اور ایک بھگی شایر کی آواز بیدار کرتی ہوئی اس کے کام کے پاس گزر گئی۔ وہ بال بیک گیا۔ وہ دوں بیسے ہی رکے اپنی سامنے والے موڑ سے ایک بیلیں جب بڑی تیز رفتاری سے کوئی کی دشمن بڑھتی نظر آئی۔

اس جبیپ سے مسلی تیز سایرین کی آواز آرہی تھی۔ صدر اور کیوں شکلیں نے سوچا کہ اگر ہمیں دیکھ دیا گیا۔ تو جان چھڑانی ملک ہو جائے گی۔ اس لیے اپنی نے ایک دوسرے کو اشارہ کیا اور پھر تی سے گیت کے چوکیدار کے کیوں میں گھس گئے۔ اندھستے فائزگ اب بندھو چکی تھی۔ شاید بیلیں کے سائین کی آواز سُر کر

دوسرا سے لمحے بیلیں کی جبیپ ان کے پاس آگر کر گئی۔

جبیپ سے ایک انسپکٹر اور سپاہی نیچے اترے۔ کیوں شکلیں ریکھتا ہوا جبیپ کے نیچے چھپ گئی۔ کیونکہ وہ جس بلگ چھپا ہوا تھا۔ دیاں سے بیلیں کو صفات نظر آجائیں۔ اس نے سوچا۔ جبیپ کے نیچے نیادہ مخفرط ہوں گا۔

ادھر صدر جبکہ لگا کر جبیپ کی ڈرامیونگ سیٹ پر جا بیٹھا۔ اسے ملم نہیں تھا کیوں شکلیں جبیپ کے نیچے چھپا ہوا ہے۔ جبیپ کا ابھی شاہراحت تھا۔ انہوں نے دو دن کو بھیں دیکھا تھا۔

صدر نے ایک لمحے کے لیے کیوں شکلیں کو ادا مراد ہو دیکھا۔ دوسرا سے لمحے اس نے گیر بدل کر ایک بیٹر پر باقاعدہ کھو دیا۔

کیوں شکلیں جبیپ کے نیچے پڑا ہوا تھا۔ اس نے گیر بدلنے کی آواز سنی۔ اور دوسرا سے لمحے وہ چنک کر جبیپ کے نیچے سے مکلن آیا۔ کیونکہ جبیپ کے نیچے کچھ مکلن پائے تھے کہ اور پس دیکھ دیے گے۔ اور دو دنوں نے فائزگ کھول دی۔ صدر نے چلائیں گے اور دوسرے لمحے وہ کھڑکی سے باہر چاگا۔

کیوں شکلیں نے بھی اس کی ہڈی کی اور ایک بھگی شایر کی آواز بیدار کرتی ہوئی اس کے کام کے پاس گزر گئی۔ وہ بال بیک گیا۔ وہ دوں بیسے ہی رکے اپنی سامنے والے موڑ سے ایک بیلیں جب بڑی تیز رفتاری سے کوئی کی دشمن بڑھتی نظر آئی۔

انسپکٹر اور سپاہی بیٹا افتابی جبیپ کی طرف بھاگے۔ لیکن جب اب ترک پہنچنے لگی تھی۔ اسے ایک جبیکا سالکا اور وہ جو ہو گئی۔ انسپکٹر اور سپاہی اپنے ایک لود پر کافی درست کہ اس کے نیچے بھاگتے رہے۔ لیکن وہ اتنا تیزی سے بھاگتی ہوئی جبیپ کو کھاں پکڑ سکتے تھے۔ پناہ بیٹھک کر کھوئے ہوئے۔

اگر مجھے ایک لمحے کی دیر ہو جاتی تو تم نے آج مجھے مردار یا نبا۔ کیپن شکل نے صدر کو مسکلتے ہوئے کہا۔

”ترکیات جیپ کے پنج گھنٹے کی تھے“ صدر نے حیرت سے پوچھا۔ اور کیا وہ تغیریں کافیں نہیں پھرڑی تھیں۔

”درست آج ششید جیپ ہو جاتے“ صدر نے فقرہ مکمل کر دیا اور دو فلز نیز نہ عنان کو تباہی۔ ”بجھے ہم ہیں“ عنان نے سمجھ دی گئی۔

”آپ کو کیسے علم ہو گیا؟“ بیک نزد پرنے حیرت کے کہا۔

”اس طرح کہ اگر وہ مجھ کا سامان ہے تو اس وقت تمہاری کامیابی موجہ درہوتا“ عنان نے مسکلتے ہوئے دھاخت کی اور بیک زیرِ عین پڑھا۔ اور بھروسہ دو فلز کا لشکر منڈل پہنچ گئے۔

عنان سیدھا ہاٹھ پہنچنے لعسوں کھرے میں آیا۔ بیک نزدِ عین اس کے ساتھ سماقہ تھا۔ عنان نے فون کے ساتھ منٹک میپ ریکارڈ آن کیا۔ تاکہ الگاں دو لانگیں فون آیا جو توہہ کسنے۔ میپ ریکارڈ آن ہوتے ہی اسے صدر کی آواز سنائی۔ اور عنان چرچک پڑھ دینے تھیں پر صدر نے تھیں کے ساتھ قدم اور پیدا نہ کیا۔ عنان نے

عنان نے ایک لمحے میں کام منصوبہ میں حالات کا چائزہ کر لیا۔ دلیار سے کار کا مکروہ ناگزیر تھا۔

چنانچہ اس سے پہلے کار دلیار سے ٹکڑا۔ عنان کا کار دلیار کے ہمراں

چلنا لگا۔ کار کا چکا تھا۔ اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی۔ تو وہ بھی کار کی ساتھ ہی بچک چکا ہوتا۔ کار کی تیزی کی درج سے دو بیسے ہی زین پر گرا۔ بعد تک قفل بازیاں کھاتا ہوا چلا گیا۔ جس وقت اس کا جنم زین سے ملیا۔ اسی لمحے کار ایک زور دار حملہ سے دلیار کے ساتھ چکا گئی۔ دس بھار تھا اسی کھاکرہ پھر تی سے ایک کھڑا ہوا۔

کام سخت میں ٹھنڈا ہو گا تھا۔ بیک نزدیک کار اس کے قریب آ کر دی۔ بیک نزدیک دلیار کے ساتھ چکا تھا۔ بیک نزدیک کار اس کے قریب آ کر دی۔ بیک نزدیک دلیار کے ساتھ چکا تھا۔

”صدھر کیا تھیں یقین ہے کہ اس لڑکی نے ٹانگی پر پہنچا نام بسا شیخی تھا۔“

”عنان“ عنان کے لبھ میں تدرے کے بھس تھا۔

”مجھنی۔ عنان آج بھی بال بال بچ گیا تھا۔ جبکہ جاپانی نے اپنے ساتھ عنان کو بھی مرولنے کی کوئی کسر نہیں پھرڑی تھی۔“

”آپ کی کار سے کوئی نہ لالا جاپانی مجھ کا جلنے میں کہ میبا رہا“ بیک اور کیا وہ تغیریں کافیں نہیں پھرڑتے کی بلکہ اس آواز محسوس کی۔

”درست آج ششید جیپ ہو جاتے“ صدر نے فقرہ مکمل کر دیا اور دو فلز بے اختیار ہنس پڑے۔

”اس طرح کہ اگر وہ مجھ کا سامان ہے تو اس وقت تمہاری کامیابی موجہ درہوتا“ عنان نے مسکلتے ہوئے دھاخت کی اور بیک زیرِ عین پڑھا۔

”آپ کو کیسے علم ہو گیا؟“ بیک نزد پرنے حیرت کے کہا۔

”عنان سیدھا ہاٹھ پہنچنے لعسوں کھرے میں آیا۔ بیک نزدِ عین اس کے ساتھ سماقہ تھا۔ عنان نے فون کے ساتھ منٹک میپ ریکارڈ آن کیا۔ تاکہ الگاں دو لانگیں فون آیا جو توہہ کسنے۔ میپ ریکارڈ آن ہوتے ہی اسے صدر کی آواز سنائی۔ اور عنان چرچک پڑھ دینے تھیں پر صدر نے تھیں کے ساتھ قدم اور پیدا نہ کیا۔ عنان نے

عنان نے ایک لمحے میں کام منصوبہ میں حالات کا چائزہ کر لیا۔ دلیار سے کار کا مکروہ ناگزیر تھا۔

چنانچہ اس سے پہلے کار دلیار سے ٹکڑا۔ عنان کا کار دلیار کے ہمراں

چلنا لگا۔ کار کا چکا تھا۔ اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی۔ تو وہ بھی کار کی ساتھ ہی بچک چکا ہوتا۔ کار کی تیزی کی درج سے دو بیسے ہی زین پر گرا۔ بعد تک قفل بازیاں کھاتا ہوا چلا گیا۔ جس وقت اس کا جنم زین سے ملیا۔ اسی لمحے کار ایک زور دار حملہ سے دلیار کے ساتھ چکا گئی۔ دس بھار تھا اسی کھاکرہ پھر تی سے ایک کھڑا ہوا۔

کام سخت میں ٹھنڈا ہو گا تھا۔ بیک نزدیک کار اس کے قریب آ کر دی۔ بیک نزدیک دلیار کے ساتھ چکا تھا۔ بیک نزدیک کار اس کے قریب آ کر دی۔ بیک نزدیک دلیار کے ساتھ چکا تھا۔

”صدھر کیا تھیں یقین ہے کہ اس لڑکی نے ٹانگی پر پہنچا نام بسا شیخی تھا۔“

”عنان“ عنان کے لبھ میں تدرے کے بھس تھا۔

مرکن نے جلدی سے ٹرانسیور کا بنن آن کر دیا۔  
بتن آن ہوئے ہی سینی کی آداز آن بند ہو گئی۔ اب دن ان زال کی آدازیں  
بھی تھیں۔ علزان خاموش بیٹھا تھا۔ اچانک اس میں سے ایک آداز انہمی۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ ہوا رائٹنگ“  
اد علزان کے ساتھ ساختہ بیکیز زیر و بھی بہچان گیا کہ یہ آزار جو یا کی ہے۔  
”ہیلو! یکم لوپیکن جولیا۔“ علزان نے محشری ہوئی آداز میں جو بیاسے  
حاطب اور کہا۔

”سرینہ فیشکڑی سے بل سہی ہوں۔ ایک اہم روپرست ہے۔“ جو بیا  
لئے کہا۔

اد بھر اس نے ریکارکے متعلق تمام بدھت تفصیل کے ساتھ سننا دی۔  
جو بیاسے مذہ سے مادام باساشی کا لفظ سن کر علزان بھی طرح چونکہ پڑا۔  
”کیا ہے جولیا۔“ کیا اسی نے اپنا نام مادام باساشی کہا تھا۔ علزان  
نے ددبارہ تصدیق کرنے کے لیے لرچا۔

”بیس سینی نے اچی طرح ساتھ“۔ جو بیاسے جواب دیا۔  
”اد کے جو یا تمہاری۔ پہنچ انتہائی اہم ہے۔ مجھے غصی ہے کہ تم نے اپنا کام بزیری  
تھے سے کیا ہے۔ دیسے دن ان ایک بات کا خاص خیال رکھنا کہ تم ہر وقت اپنے گرد  
ہم سے اور شیارہ رہنا۔ اور خود طاری کیا یا مادام باساشی سے لے کی حالت میں بھی تم  
کم نہیں ہوں چاہیے۔“ علزان نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

”اد کے سر ایسا ہی ہو گا۔“ جو بیاسے۔  
اد بھر علزان نے ٹرانسیور کا بنن آن کر دیا۔  
”بیک زیر و معاشر واقعی طفرناک نہ کلا۔“ علزان نے بیک زیر و کی

”میں نے اچی طرح ساتھا دہ اپنے آپ کو مادام باساشی  
کے نام سے پکار رہی تھی۔“ صدر نے پڑا عتماد ہجے میں کہا۔  
”ادہ“ علزان نے کہا۔  
”سرینی پوچھ سکتا ہوں کہ اس نام کی کیا اہمیت ہے۔“ صدر نے ہمت  
کر کے پڑھ جو ہی لیا۔

”صدر، یہ ہاپنی سیکھ مردوں کی ایک چالاک ادعاوارتیں اہمیت ہے۔ اس  
کی پارول اور سازشوں کو ہمیں نظریں ہی پر کھا نہیں جاسکتی۔ بہر حال تم اپنے فلٹ پر بہر  
گے۔ جب تک میں تھیں کوئی اور حکم نہ دوں۔“ علزان نے حکم دیتے ہوئے  
کہا۔

”اد کے سر“۔ صدر نے جواب دیا۔ اور بھر در سری طرف سے لائی  
بے جان ہو گئی۔

علزان نے دیسیور کھکھ دیا۔ بیک زیر و خاکوشی سے بھیاس رہا تھا۔  
علزان نے بیک زیر و کی طرف دیکھا اور کہا۔  
بنٹا ہر اگر وہ حقیقی دہی ہا ساکشی سے تو بھر جاہل ہارے انداز سے کہیں

زیادہ خطرناک ہے۔  
”لیکن ابھی کہ مولے آپ کے تن کی کوششوں کے اور کوئی معاملہ صاف نہ  
ہنس آیا۔“ بیک زیر و نے جواب دیا۔

اسی پر تو مجھے بھی حیرت ہے کہ باساشی اس حکم میں مرد مجھے قتل کرنے کا من  
یکر نہیں آئی در پرہ اس کا نام درگت بھجو اور جو گا۔ علزان نے کہا۔  
اد بھر کی کی سینی کی آداز سن کر چونکہ پڑا۔ یہ سینی میز پر رکھے ہوئے ٹرانسیور سے  
آہی تھی۔

طریقہ دیکھتے ہوئے کہا۔  
جو لیا کر پورٹ سے مجھ تین ہو گیا ہے کہ دائی یہاں ایجنت بائشی  
ہمارے مکن میں کام کر رہا ہے۔

لیکن ایک بات کہو میں نہیں آتی۔ ادصر صدر پورٹ دے رہا ہے کہ کوئی میں  
محبوب کی اپنا نام ادام بائشی بتا رہی تھی۔ ادصر صدر پورٹ سے روپرٹ دے رہی  
ہے کہ رہیکا نامی رہیک اپنا نام ادام بائشی بتا رہی تھی۔ یہ چکر کیا ہے۔ ایک وقت  
میں دادا ادام بائشی کیسے موجود ہو گئیں۔ بیک زید کا جو ہیرت سے ہیر  
پھر تھا، اور علیک بیک زید کے اعزاز پر بن دیا۔

میں سے کوئی ایک ہر ادا نے ہم لوگوں کو دوکر دینے کے لیے کسی ڈی مورت  
کو دادا ادام بائشی کا نام دے کر نیشاہ دیا ہو جس کا کام روپرٹ دیا ہے وہ کسی  
لیکر کہ عمر نایاب خال فوراً ہیں میں آتا ہے کہ جو مورت روپرٹ لیں ہے وہ کسی  
خاص عہد سے یا جیش کی لامک ہر لیں ہے۔ اس لیے وی اصل ادام بائشی کوئی  
ہوگی۔ بیک زید بائشی کے گرد کو دندے میں الجھ گیا۔  
”دام رہیے ابھی اندازہ ہی ہے کہ روپرٹ دینے والی مورت ہی ہوئی۔ ہو سکتا ہے  
اندازہ غلط ہو۔“ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”کیوں ہے ان دونوں بائشیوں کو گزناڑ کر دی جائے۔ اور پھر ان دونوں سے  
اصل حقیقت کا علم ہو جائے گا۔“ بیک زید نے لئے دیتے ہوئے کہا۔  
”ہے تو ٹھیک لیکن وہ ادام بائشی جو صدر وغیرہ کو میں سے دعا و غائب  
ہو چکی ہو گی کیونکہ جیسا پوہنچ دیا ہے جس کی خالی ہو گی۔ کوئی خالی ہو گی۔ اسے دھونڈنے  
کے لیے تیر بھیجے ایک بار بھی اصل تک میں بازاروں میں گھومنا پڑے گا۔“  
”اوہ بائشی نہیں۔“ بیک زید نے سکلتے ہوئے کہا۔

ہاں بائشی نہیں، بھی ہماری نظروں کے سامنے ہے لیکن یہ معصوم نہیں کو اس  
کا اصل منش کیا ہے۔ اور دیرے خالی میں صرف بائشی نمبر دکا منش یا اصل منش ہو گا  
جس کے لیے بائشی اس لکھ میں آتی ہے۔

”میرے قتل کا منش ایک ڈھنگ ہے۔ محض بھیجا جانے کے لیے اور تم نے  
دیکھا کہ وہ اسی ڈھنگ میں کافی مدد کیا سیا۔ ہی ہے۔ اب اگر اتفاق سے جو یا  
اس کی گذشتگز نہیں تو ہم تو بائشی نمبر ایک کے پیچے ہی شکر ہتے اور ادھر سے  
اصل بائشی نمبر و داپنا اصل من پورا کر کے لاپیں ہو جاتی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہی

اُس وقت ہمارے سامنے دادا ادام بائشی ہیں۔ ایک ادام بائشی دہ ہے۔  
جس کے سامنے مورت میرے قتل کا منش ہے۔ دوسرا ادام بائشی دہ ہے۔ جس کی  
پورٹ ہو گیا ہے کی ہے۔ ابھی تو صرف یہ درد ہی۔

آگے آگے دیکھو لکن ادام بائشی خالی ہوتی ہیں۔ دیلے میرا خالی ہے۔ جس  
کو یہ دونوں ٹرانسپورٹ پر روپرٹ دے رہی تھیں۔ وہ بھی ادام بائشی ہی ہو گی۔  
میرے خالی میں اگر روپرٹ یعنی والی مورت ہے تو وہی اصلی ادام بائشی  
ہو گی۔ بیک زید نے کسی فیصلے پر پہنچنے ہوئے کہا۔  
”ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ایک اصلی ادام بائشی ان دونوں

”او کے سر“ بیک زیر نے سر ہاتھ ہوئے کہا۔

ادھر ہمارا نے میلیون کاریسرا اتھا کو صدر کے میلیون نیز گھانے شروع کر دیئے۔ چند لمحے بعد سا طبق قائم ہو گیا۔ دوسرا طرف سے صدر کی آواز سنائی دیا۔ ”بیکو صدر سپیکنگ“۔

”ایکٹو“ ہمارا نے ہماری ہوئی آواز میں کہا۔

”میں سر“ صدر کی عورت باد آواز ہمارا کے کافلوں سے محظی۔

صدر راب سے تیک بپندرہ منٹ بعد تم کیفیت دی ماں پر پوچھ دہتا۔

ہمارا داں آئے گا۔ میکن اپنی اصلی شکل میں تم نے اسے تیک کرنا ہے کہ کون ہمارا کو تھا بیکاری کرتا ہے اور پھر اس سے تھا قب کنہ کے متعلق تمام قصیلات معلوم کر کے جسے رپورٹ دیتا۔ اس نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

”او کے سر“ صدر نے جواب دیا۔

”اس بات کا خالی کہنا کہ ہمارا کے ساتھ جو کچھ بھی گزرے تم نے طفل اندازی ہنیں کرنی۔ تمہاری ٹریوی صرف اس کی نگرانی کرنے والوں کا تھا بیک اور ان کے متعلق تفصیلات کا پتہ چلا ہے“ ہمارا نے اسے ضروری مہیا ت دیتے ہوئے کہا۔

”ایسا ہی ہو گا سر“ صدر نے جواب دیا۔

”او کے سر“ نے کہا اور پھر لیور کر دیا۔

دوسرا سے لمحے وہ ایک بار پھر ڈالیں گے اتھا۔ چند لمحے بعد دوسرے طرف سے سلسہ لگیا۔

”بیکو گون بول رہا ہے“ تیر کی کرخت اور خوب چلاقی ہوئی آواز

ہمارا کے کافلوں سے نکرانی۔

”ایکن تو“ ہمارا نے کہا اور شاید ایکسٹو کی آواز سن کر توزیر بکھلا گیا۔

ہمارا بسی نہ رکب بھی فائب ہو جائی۔ اور ہم ایک دوسرے کا منزد دیکھتے رہ جائے۔

بیک زیر دہران کی اس انتہائی سینیگی کی وجہ سے خود کی محاذ طبعاً تھا کیونکہ ہمارا کی سینیگی تھا اسی تھی کہ معاشر انتہا سے زیادہ اہم اور نظر انکے ہے۔

”یہرے خالی میں ہمارا بسی نہ رہ دی اصل ہماری ہے“ بیک زیر دہ رائے دیتے ہوئے کہا۔

”اتھی جلدی سینیج پر مچانگ مت لگو گیا کرد“ ہمارا نے بیک زیر دہ کو کہا۔

”سوندھ سر“ بیک زیر دہ نے مودبادہ آئیز نیجے میں کہا۔

ہمارا نے کہلی جواب دیا۔ وہ طور کی طرف نظریں کے پھر سوچ رہا تھا۔ اس کے بعد سے پرانی ہماروں کا پر رہا اس سے وقت ہست پکا تھا۔ اب وہ کوئی اور مسماں غرام کا تھا۔ انتہائی بادقا سینیگہ ہمارا۔ بیک زیر دہ ہمارا کے چہرے کو نہر دیکھ رہا تھا اس پر سینیگی کی کتنی میں معلوم ہو رہی تھی۔ اچاک ہمارا اپنے خالوں سے چونکا اور ہمارے بیک زیر دہ کی طرف دیکھ کر بولتا۔

”ٹھاریسا کا کہ کہنی شکل کو جو یا کی مدد کے لیے کیجیئی میں بھی دو۔ اسے ہماریت دو کہ وہ داں پڑا شکل میک اپ میں جائے۔ اور وہ اشہر صورت کے پیغمبر یا سے بطن قائم کر دی کی کوشش نہ کرے۔ اور جو یا کہ کہنی شکل کی موجودگی کی اطلاع دیتا جو یا کی موجودہ شکل دصورت سے کہنی شکل کو منزد آگاہ کر دیتا۔ اسے داں پر معلوم اسے کہ بیکا یا مادام ہمارا بسی اصل میں کیا ہے۔ اور آیا وہ داں ایکی کام کر رہی ہے اس کے پھر اور سا تھی بھی ہیں۔“ ہمارا نے بیک زیر دہ کو تفصیل سے ہمیاں ہوئے کہا۔

خواجہ نوادراس کے منزے سے صحیح فتوہ نہیں بھل راتھا۔

- سنس سنس سنس سر تنویریک  
بوجھلا ہٹت سے بھرپور آزاد سنائی دی۔ اور عران ایک لمحے کیلئے مسکا دیا۔
- ”تزویر تمہارش میں تو ہو“ — عران نے انتہائی سرداڑی میں کہا۔
- سنس سر مجھے معاف کیجئے — مجھے حلوم نہیں تھا  
آپ ہیں“ — تزویر نے بوجھلاتے ہوئے کہا۔

تزویری ابات غرد سے سفر۔ اب سے کوئی ایک گھنٹہ پہلے الکم روڈ کے تبرے چڑھے  
کے تربیب کا کام ایکھڑت ہوا ہے۔ کار دیوار کے ساتھ گھر کی گئی ہے۔ تم بھی رہاں جا ڈالد  
کار کے بیرونی حصہ کے جو جریش آفس سے تمام تفصیلات کا پتہ چلا و۔ اور دوسرا اس  
میں سے جلاشی محلی ہو۔ اس کے مقابلے پڑھلا دکڑہ کو دکڑہ کوں ہے اور کہاں رہتا ہے  
کیا کام کرتا ہے۔ عران نے لے لے حکم دیتے ہوئے کہا۔

- بہتر سر تزویر کی مورثہ آزاد سنائی دی۔
- ”مکتی دری میں روپور لے سکو گے“ — عران نے فٹے ہوئے کہا۔
- ”ایک گھنٹہ دہ دیاب“ — تزویر نے جواب دیا۔
- ”اد کے“ — عران نے کہا اور دیسیو کر دیا۔
- اد پھر ملیک زید سے مخاطب ہوستے ہوئے بولا۔

”ظاہر اب یہ بتتا ہوں تم تینیت اکشش میری کے جزیل منیر کو کہیں شکل کے  
خیز شے میں قیامت کا بکردار کیتیں شکل کو دہانیں بیج داد دہانیں فھانی کر کہنا کہ دہانیں  
دی مال پہنچے۔ اے صدر کی جوانی کرنی ہے۔“ عران نے اٹھنے اورے کہا۔

”اد کے سریں ابھی انتقامات کرتا ہوں“ — بیک زیر دیسے بھی تعلقہماں بھروسے ہوتے  
ہوئے کہا۔ اور ہمہ عالمی لجے لجے دُگ جھرتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

صَفَدْرِ ایکٹر کا حکم منے کے نیک دس منٹ بعد کیتھے ڈی مال پہنچ چکا  
خواجہ اس کے نیچے موڑ سائکل تھا اور اس نے ہلکا سامیک اپ بھی کیا ہوا تھا۔ جس  
کی وجہ سے آسانی سے بچپنا تھا جو اسکا تھا۔ وہ موڑ سائکل فٹ پا تو کے تریکے پر  
کر کیتھے ڈی مال کے ہارہ بستے ہوئے بک مثال پر سے انبار غریب کر اسے پڑھنے میں  
مشغول تھا۔ لیکن اس کی بے چین آنکھیں بار بار انبارات کے صفات سے بہت کر  
کر دیہیں کا مشاہدہ کر رہی تھیں۔ تقریباً سات منٹ بعد میں عران صدیق گھنک کی  
چھوٹی سی کار میں سوار نظر یا عران کی کار ترقی بیان ایک منٹ کے بیٹے کیتھے ڈی مال کے  
سلسلے میں کی۔ عران نے کیتھے کی طرف یون دیکھا۔ جیسے صدیق نے ریا ہو کر کیتھے میں جائے  
گا۔ یا ہیں۔ پھر کار اسے چھپتھی چل گئی۔ جب کار کافی دور آئے تھے میں تو صدر نے انبار پہٹ  
کر جیب میں ڈالا۔ اور موڑ سائکل شارٹ کے علاوہ کے علاوہ کے پچھے چل گیا۔

اوہ رعنائی جو بھی رہا۔ پہنچا تھا۔ اس نے صدر کی موڑ سائکل سچاپا لی۔ وہ بھی  
کافی خاطر دیکھیں کافی تابت کرنے لگا۔ وہ خود بھی موڑ سائکل پر جو رفت۔ وہ موڑ سائکل کیں اور  
ایک کار خاتوشی سے ایک دوسرے کا تاخت کر رہی تھیں۔ عران کی کار شہر کی صروف رکھریں  
پر در دیا۔ رفڑ کے ساتھ گزی جا رہی تھیں۔ عران نے ایک جزیل سٹرور کے ساتھ کار دک  
دک۔ اور رخود بہار نکل کر لا پر راه امداد میں سست فنار کے ساتھ جزیل سٹرور میں داخل

کاڈنٹر گرل نے خاموشی ہی میں حافظت بھی۔ آخران میں سے ایک سرفہرست کے  
 مقابلہ کرتے ہوئے پوچھا۔

”کیا یہ کسی نے کا جمل کا نام ہے؟“ — بظاہر اس نے عمران پڑھنے کا تھا۔  
”بھی اس جبکہ کس روایت کا پروفیشنل اپ سٹک ہو سکتی ہے تو نظر خاتیت کا جمل کیا  
پڑا ہے؟“ — عمران نے مسکوتے ہوئے جواب دیا۔ اور انکی کث کرو رہی تھی۔

”ایسا کوئی کا جمل ہمارے پاس موجود نہیں۔“ — کاڈنٹر گرل نے اس کا  
مطلب سمجھتے ہوئے جلدی سے کہا۔

”اوہ یہ تو سہت بن جاؤ۔ یعنی تو جو تیاں مارکر میرسر پلپا کردے گی۔“ — عمران  
نے تقریباً وہی طالب سمجھتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب؟“ — کیا آپ کی بھی آپ کو جو تیاں بھی مارتی ہے۔ ایک  
لڑکے سے نہ رہا گا۔ اور اس نے پوچھی۔

”بھی اس بھی ہر یہ قائم اور یہ صدم واقع ہوئی ہے۔ اگر اس کی فربائش پوری نہ ہو تو  
اتھی جو تیاں مارتی ہے کوئی انساں یاد آ جاتی ہیں۔“ — عمران نے انتہائی مخلوقمان  
آذدینی کہا۔

”آپ بچھے سے مار کھاتے ہیں۔ ان میں سے ایک قدر سے جباری جسم والی لڑکتے  
پوچھا۔ اس کے لیے یہی حقیقت ہے۔“ — عمران تھا۔

”بھی اس۔“ — وہ تھنی جیاڑیں دھل دکتی ہے۔ باکل آپ کی طرح۔ —  
مران نے بھی معلومیت سے کہا۔

یکن تو کیا اس کے جلد کے آخری نظر سے چاٹ پا ہو گئی۔ اس کی ساری ہندو  
ایک منٹ میں کافور ہو گئی۔

”یوڑٹ اپ نا سن سس۔ اس نے پچھتے ہوئے کہا۔“

بھجو گیا۔ اس سڑی میں تمام کاڈنٹر پر خوبصورت لڑکیاں تھیں۔ عمران بھی ایک کاڈنٹر کے  
سلسلے میں رک گیا۔ یکاڈنٹر ٹرینر کے سامانہ آٹھ کے بیچے خصوصی تھا۔ اس پر بھی خوبصورت  
جبل اور سمارٹ لوزکریں کا ایک ہجوم تھا۔ جو مختلف چیزوں کی خدمتی اور ہر ہی عین عمران  
خاموشی سے لڑکیوں کے بھیچے کھڑا ہو گیا۔ اس کے پھر پھر پھر پھر ہوئی معمولیت آئی۔  
حاقت لے اور بھی زیادہ خوبصورت بنارسی تھی اور بعد اس وقت اس کے معاشر پر ہاں بھی  
سلیقے کا تھا۔ اسی پیغمبر کی طبقہ کیاں اسے کھکھلیوں سے دیکھ کر ایک درست کو کہنا مار رہی تھیں۔  
چونکہ دس سو سے سو گز غیر معمولی سب سکراہیں عمران سب پھر بھجو رہا تھا اپنے  
کاڈنٹر گرل کی نظر اس پر ٹھیک رہا۔ اس کی ملت متوجہ ہو گئی۔

”فرمایے۔“ — آپ کو کیا دار کا رہے۔ — کاڈنٹر گرل نے کاڈنٹر ای  
مکاہیت پڑھنے خوبصورت ہوئیوں پر لائے ہوئے کہا۔

”ایک نظر غایتی۔“ — عمران نے معمولیت اہلہ زمین کہا۔  
اور لڑکیاں اس کا خفڑہ کی کرکٹکھلا کر نہیں پڑیں۔

کاڈنٹر گرل بال و دیکھے باہ کرنے سے کہے پھر تینیں دیکھ کر نہ دس ہو گئی۔ بیکن  
جدیدی اپنے آپ پر قابو پا کر اس نے پوچھا۔

”کیا فرمایا آپ نے؟“  
”میں نے کوئی فارسی تو نہیں لی۔ جو آپ کی بھی نہیں آ رہی۔“ — عمران

نے قدر سے خنک پھیجتے ہوئے کہا۔  
اور کاڈنٹر گرل سمجھنے ہو گئی۔

”معاف کیجئے۔ میں نے سا نہیں تھا۔“ — اس نے ٹھیک سمجھی گئے کہا۔  
”ایک نظر غایتی۔“ — عمران نے دوبارہ کہا۔

اور لڑکیاں ایک بار پر کرکٹکھلا کر نہیں پڑیں۔

”ہاں کل باکل اسی طرح دہمی کہتی ہے“ علان نے کہا۔

اور اس سے پہلے کوئی جواب دیتا۔ علان نے شاپ پر ماٹرگروپی ہلن بڑھتے دیکھا۔ اور یہ بخت مردا۔ اور تیرتیز قسم اخاتا ہوا جبل سوڈ سے باہر مل گیا۔

دیکھاں یہت سے ایک درسے کو دیکھنے لگیں۔

مفرد نے دیکھا کہ علان ابھی جبل سوڈ میں ہی تھا، کہ ایک سترخ رنگ کی کارتابل کے سفٹ پاٹھ سے آگئی۔

اس میں دادا میں پیش تھے جنکلوں سے ہی خندے معلوم ہوتے تھے۔ صدر ران کے خنزراں ارادے ان کے چروں سے ہی پڑھ کھاتا تھا۔ جو نکارے ایکٹھے دخل اندازی کی قطعی مانعت کر دی تھی۔ اس لئے وہ خاموش کھڑا رہا۔

استے میں علان جبل سوڈ سے باہر نکلا نظر آیا۔ درسے لئے مفرد کو کارکرکھڑک سے انفل کی نای کی جھیک نظر آئی۔ اس سے پہلے کہ دچک اور سوچتا ہاول ایک فناک دھماکے سے کرنج اخادر دکڑے لئے دھماکے سے نذردار جیخ علان کی کوئی اور وہ دیہی جبل سوڈ کے سلسلے گزر تڑپنے لگا۔ گلی بیٹھنا۔ اسی کارے سے ملائی گئی تھی ملائی کو گر کر تڑپتے دیکھ کر ایک لمحے کے مفرد کے عالیں باخڑ ہو گئے۔ میکن اسے ایکٹھ کی ہدایات یاد کیں۔ اور وہ ہونٹ بینچ کر موڑ رساںکل پر سوار ہو گیا۔ کار دھاکہ ہوتے ہی ہوا ہو چکی تھی۔ صدر فوراً موڑ رساںکل پر سوار ہو گیا۔ کار دھاکہ ہوتے ہی ہوا ہو چکی تھی۔ اس سے موڑ رساںکل کو لگ لئا کی اور اس کی موڑ رساںکل کار کے پچھے رو روانہ ہو گئی۔

وھاکر۔ علان کی جیخ اور اس کے گستہ ہی اور گرد کے لوگ تیرتی سے اس کی طرف پڑتے۔ جبل سوڈ میں کھڑی ہوئی لاکیاں اور در درسے افراد ہمی پیشان کے عالم میں باہر نکل آئتے۔

”کیا ہوا“ سب بینج رہے تھے۔

علان ایک بار پہنچ گیا تھا۔ گری اس کے شانے سے بلکہ میں اس ہوتی ہوئی لڑ رکھنے کی کششی میں بیٹھی تھی۔

اس میں تدرست کی ہر باری کے علاوہ علان کی پیڑتی کا بھی داخل تھا۔ علان سوڑر سے باہر نکلتے ہی سانس دالی کار میں سے انفل کی جھک دیکھ کچکھا تھا۔ اس لئے وہ جذبے نے بیجے گرا تھا۔ وہ اب بھی فرش پر پڑا تڑپ رہا تھا۔ گری کی رگڑے اس کے کوٹ پہنچا اور مدد گیا تھا۔

”گری کیاں گئی“ ایک شخص نے بینچے ہوئے کہا۔

ادھر علان تڑپا چور کا لمحہ میٹتا۔ اس نے جس پر اعتماد ہوتے ہوئے کہا۔

”کہیں نہ پہن تو گی جو گلے“ علان نے کہا۔

”نئے گیا ہے۔ گری مرن اس کے کوٹ کا استعمال تھا۔ ہوئی لڑی گئی ہے۔“ ایک شخص نے کہا۔

اور علان یہ میں کر جدیدی سے اٹھ کر رہا ہوا۔

”ہائے میں مارا گیا۔ میرا نیا سوٹ بر بار کر دیا تھا ملوں نے اب تو میری ہوئی جان سے مادر دے گئی۔ کاش گولی بیجے گل جاتی۔“ علان کی آنکھوں میں پت پتہ آنکھ ملختے تھے۔ اور لوگ جرت سے مزماڑے اسی تجوہ برداشت کو دیکھ رہے تھے اُب تھے اپنے پیچے جانے سے زیادہ نکلا پہنچ کرٹ کی تھی۔ اور علان رونے کے ساتھ ساتھ انہیں پھٹا پھٹا کر چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ اپنے اپنے روشنی کی داد و صول کر رہا ہو۔

اس کے گردوں کا جرم اکٹھا ہوتا گیا۔ جبل سوڈ والوں نے شاید پیس کو فتن کر دیا تھا۔ اس لیے جنہیں ملکوں بعد پیس والوں پہنچ گئی۔ پیس کو دیکھ کر جوم مختصر ہو گیا۔ علان ابھی نکل رہا تھا۔ اور وہی بھاری بھر کم رڑا کی میں پہنچ عالی پر شدید پھراؤ تھا۔ اب علان کو رہتا دیکھ کر پانچھہ بیوں بیچی تھی۔ اور اسے کھڑی بڑی بھر دی سے پچھا۔ یہی

تھی۔ بیسے روئے ہوئے بچے کو بہلا جاتا ہے۔ شاید اس لڑکی میں متاکے جذبہ کی ذرا فتنی تھی۔ پولیس انکپریو سیدھا عران کے باس پہنچ گیا۔ پولیس کو دیکھ کر عران کی آنکھوں سے بے پناہ خوف یکمہ بچھنے لگا۔ اسے دیکھ کر ایسا محض ہو رہا تھا۔ بیسے پولیس نے اس کے پیے موت کے فرشتے ثابت ہونے والے ہوں۔

عران کو خوف زدہ دیکھ کر انکپریو کا سیدھا درجہ ڈال ہو گیا۔ اس نے بڑے تنگ لمحے میں عران سے پہنچا۔

”کیا بات ہے صستر؟“

”مگر — کوئی بات نہیں۔ خدا کی قسم کوئی بات نہیں۔“

خوف کی وجہ سے عران کے منہ سے آزاد نہیں بکل رہی تھی۔ اور انکپریو عران کو اس قدر خفڑا رہ دیکھ کر خذل جن حیرت میں پڑ گیا۔ اتنے میں مجھ میں سے کسی نے انکپریو کو تفصیل سے بتالیا۔

اچانک عران کی نظری سامنے بیٹھی سائیٹہ والی بڑی گھنک کی ایک کفر کی پڑپتی۔ اسے محض ہوا۔ دہان سے دودھ مار اپنل کی نال کی جملک نظر آئی۔ اور دہان سے جیلے وہ ایک بچہ مار کر دوبارہ فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ اس کی صحیح کی بازگشت ختم ہو۔ ایک اور کربنیاں بچہ بندہ ہوئی۔ اور انکپریو اپنے احتفار اپنے طور پر عران کی صحیح سن کر جھکھ تھا۔ گول اس کے سر کو پیاس پاش کر گئی تھی۔ مجھ میں ایک دھرم پر ھلکا ترقی پڑ گئی۔ عران بھی ترقی کے ساتھ۔ اور اپنی کارکارا در روزانہ کوعل کراس میں تھس گیا۔ اب بڑے نہیں کھاتا کارکر نارنگ ہونے لگی۔ مجرم شاید اپنی ناکافی کی پیاس پر بالکل اپنی کی سرحد دل کو پھر پچھتے۔ بیسے گویاں عران کی کار میں سولے کو روٹھے قلنک کے اور پچھوڑ کر سکیں اور کار تیری سے درڑتی ہوئی سامنے والا چوک کلاس کر گئی۔

”ایک نیم تاریک سا گھر تھا۔ انہیں اور مجھی سی رفتہ کے انتزاع نہ کرے کے محل کو پڑا سارہ بنا دیا تھا۔ اس کمرے کے ایک کرنے میں ایک لمبی جوڑی نیز پر دھپٹے پھوٹے نیپر دیکھا تو نہ مالت پڑھتے تھے۔ اور میرے کچھ گہرے انہیں میں ایک نوجوان مدت کافی پر میڈ فن چڑھائے فاؤنڈشی سے بینی تھی۔ درنوں نیپر دیکھا تو آئتھے۔ اور پچھا پڑا سارہ قسم کی گنگوڑا اس مدت کے کافیوں میں پہنچ رہی تھی۔“

”تیکلو — ہیلر — نادام باماشی سپیکنگ اور۔“  
”نادام باماشی دس اینڈ اور۔“  
”لیں نادام اور۔“

”باماشی عران کا کافی پتہ چلا اند۔“

”نومیٹم میں بھر لو کر کشش کر رہی ہوں۔“

”میں نہیں جانتی۔ مجھے ہر قیمت پر جلد اعلیٰ اس کی لاش پا جائے دوڑر۔“

”میں بہت جلد آپ کو نوشہروی سناؤں گی اور۔“

”او کے اور ارائیش آں۔“

میرے کے پچھے بھی ہری مدت کے بیوی پر پڑا سارہ مسکا بہت پھل لگی۔ اس نے اتفاق بھاڑا کر ایک آئے کامیں دادیا۔ اب دبارہ آواتری آئی شرمند ہو گئی۔

آذاری انہیں دعویٰ توں کی تھیں جن کی گفتگو اس سے پہلے سنی تھی۔ لیکن اب پہلے جو پورٹ میں رہی تھی اب وہ پورٹ دے رہی تھی جن کی گفتگو کا موضوع برخفاہ۔

”مادام بار اساشی سپلینک اور۔“

”لیں مادام ابھی تک مجھ پر کچھ نہ شک نہیں کیا اور۔“

”اتفاق سے میں نے جس لڑکی کا روپ دھارا دہ سب سے سنیسا اور باعتماد تھی اور۔“

”تم اس کی لاش کا کیا کیا اور۔“

”مادام میں نے اس کی لاش کا قیمہ کر کے گئی تھیں بہادری تھی۔“

”مُن کب مکمل ہوا ہے۔“

”مکل سے سیکھت ڈیپرمنٹ میں تبدیل ہو جاؤں گی اور دہیں ہمارا مش مکمل ہو جائے گا۔“

”تو اس کا مطلب ہے جد ہی تم خوشخبری ساری ہو۔“

”میں مجھے امید ہے پرتوں آپ کو خوشخبری سناوں گی مادام۔“

”اوکے اور رائیڈ آں۔“

”اور چراڈانیز آنی یہ نہ گئی۔“

گفتگو سننے والی عربت نے دلوں آلات کے بین اف کر دیئے۔ ہندوں کلیں سے آتا کر میری پر سکھ دیا۔ پھر اس نے میری کی سائیپر نگاہوں میں دبای۔ جنسکے بعد کمپے کا دروازہ کھلا دیا۔ ایک دیوبیک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے قدرے جھک کر کہا۔

”لیں مادام بار اساشی میرے لائق کرنی خدمت۔“

”ہمیں کسی پر میظہ جاؤ۔ عربت نے جسے مادام بار اساشی کے نام سے پکار لگی تھا۔ تم تینیں لیجے میں کہا اور وہ دیوبیک نوجوان بھسے مودبا نہ لازمیں میز کے سامنے پڑی ہوئی کر کی پر میظہ گی۔“

”ہمیشہ ان کے متلک کیا پورٹ ہے۔“

”مادام مہر ان تیری طرح الجھوچ کا ہے۔ اسے امی تک ہمارے مشن کا ہی پتہ نہیں پہل سا دہ بہی سمجھ رہا ہے کہ مادام بار اساشی اس کے قتل کا مشن لے کر آئی آئی ہے۔ ویسے اس پر دزمیڈ میٹھے کئے جا پچھے ہیں۔ ایک بار ہمارے ایک آدمی نے اپنی جان پر ٹھیک کر رہا تھا۔“

اس نے وہ کار دپوں کے ساتھ تھکرا دی جس میں مہر ان موجود تھا۔ میکن مہر ان تھکراز سے دلخی پہنچ کار سے کھل گیا۔ اس طرح وہ جان بجا نے میں کامیاب ہو گیا۔

دوسری بار اس پر اس دلت گول چلائی جب وہ جنرل سٹوئر سے مکل ساتھا۔ لیکن گولی اس کے کوت کا استرچاری تھی جوں کفر گئی۔ پھر ایک بڑی گلک کی کھڑکی سے اس پر گولی چلائی گئی۔ میکن اس کی بجائے ایک پرسی افسوس کی زدھی آئی۔

”ہمارے مشن کا کیا بنا۔“

”اس سلسلے میں تیرنی سے کام ہو رہا ہے۔ امید ہے کہ آج ہم کے دنیا کی تمام کامیابیوں کا تفصیلی نقشہ حاصل کر لیا جائے گا۔“

”کس طرح۔“ مادام بار اساشی نے پوچھا۔

”ہمیں اس جگہ کا علم ہو گیا ہے۔ جہاں نقشہ موجود ہے۔“

”آج رات دہاں ریڈ کر کے اس نئتے کا فروٹ گرت حاصل کر لیا جائے گا۔“

"انہیں شکر نہیں پڑنا چاہیے کہ اس لفڑی کا فوٹو بیا گیا ہے۔ درود وہ دنایی نظام میں فراہمیادی تبدیلیاں کریں گے۔ اور اس طرح ہمارے مدن کا مقصد فرت ہو جائے گا۔"

"آپ پرے چکر نہیں ادا مام۔ — انہیں کبھی بھی علم نہیں ہو سکے گا۔

"علان کے کافیں میں اس مشن کی بھکت تک بھی بھی نہیں پڑی چاہیے۔" — "ادام آپ تعلیٰ پرے چکر نہیں۔ علان تیری طرح الجھکا ہے۔ اس کے تصور میں بھی نہیں ہو گا کہ ہمارا اہل ملن کیا ہے۔

انتے میں نیز پرے چوئے ٹیلیہوں کی گھنٹی زدر زدر سے بجئے گی۔ ادام نے رسیدور خارکاوف سے گھاپا۔

"ادام میں زیر و دنی بول رہا ہو۔ دوسرا طرف سے مردانہ آزاد امیری۔

"میں کیا بات ہے۔" — "ادام نے جرت سے پوچھا۔" — "میں آج بجزل بنجھر کے کمرے میں چلے دینے گیا۔ تو نے اسے دہان اس کی آنکھوں کی رنگت کی وجہ سے پہچان لیا۔" — کوئی لفڑی کی بھی منی۔

پھر الفاظ سننے میں کامیاب ہوا ہوں۔ مجھے اندر آتا کیہ کردہ خاموش ہو گئے تھے۔

"وہ الفاظ کیا تھے۔ وہ تباہ۔ مجھے اس سے مل جپی نہیں کردہ خاموش ہو گئے تھے یا بول رہے تھے۔" —

ادام باسائی نے انتہائی تنی بیجی میں کہا۔

"لیں ادام دہ الفاظ سمجھ رہا تھا۔ اور منٹ اور دیکھا تھا۔ جی میرے کافیں میں پہنچے۔"

"اوہ تمہیں اچھی طرح یاد ہے کہ بیجا الفاظ تھے۔" — ادام کے بیج میں

لشنبہ گدی خیال ہتھی۔

"کمرے کے باہر بکھنے کے بعد بھی تم نے لفڑی کی کوشش کی۔"

"لیں ادام لیکن اس وقت پر لفڑی نے مجھے بارا کا ایک کام پر بھیج دیا۔ اس لیے میں اور کچھ رسم کر۔"

"اد کے نیک ہے۔ تھاہی روپرٹ بہت اہم ہے۔ مجھے خوشی ہوئی۔" ادام باسائی کی تعریف نے اسے بیکارانہ سرتخی تھی۔

"اد کے" — ادام نے مسکاتے ہوئے رسیدور کریمہ پر رکھا اور اس پر کیف متوج ہو گی۔ جو اس دوستان خاموش اور موقب بیٹھا تھا۔

اپنے اس روپرٹ سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارا اس نمبر ساری علان کی تصریح اُگی ہے۔

معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ ادام لیکن ایک بات میں آج تک نہیں بھر کر اس کھلکھل میں علان کی پوری لیٹیں کیا ہے۔ آپ اس سے اتنی خفرزدہ کیوں ہیں۔" — ہیو کا بیجو قدر سے خوشگوار تھا۔

"ہیو کیا تم ہر شر میں نہیں ہو۔ جو قسم میرے ساتھ اس قسم کی لفڑی کی جرات ہوئی۔" — ادام کے بیجے میں شدید ضر چک رہا تھا۔

"موری ادام غلطی ہو گئی۔ معافی دے دیجئے۔ دراصل میں اس علان کے متعلق سننے سے تنگ اگیا ہوں۔ اس نے اس جھنپھلا ہٹ میں یہ گستاخی کر لی۔ مجھے صاف کر دیجئے۔" — ہیو کا بیجو انتہائی عاجزاء اور قدر سے خوف زد تھا۔

"نہیں تم ادام باسائی کے حضور میں راگت خن کرنے کے ملزم ہو۔ اور تمہیں حلوم ہے تو اس گستاخی کی کیا سزا ہے۔" — ادام باسائی کی آوان زیادہ کرفت ہو گئی۔

"م۔ — م۔ — م۔" — معلوم ہے۔ ادام اس گستاخی کی سزاوت ہے لیکن

اور سینے جدی سے چاڑھوں کر اس کی نُک اپنے بائیں ہاتھ کی جھوٹی انگلی میں گھیر دی۔ دوسروں لمحے ایک ہی گھنٹے سے تاخن اکٹھ کر دوڑ جا گرا۔ لیکن پہنچ کے چھپے پر تکلیف کے آثار تنمیاں نہ ہوئے۔ اس کی انگلی سے خون بہرنا تھا۔ ”انگلی کی مردمہ پی کسے واپس آؤ۔“ مادام نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا اور دوڑتی ہرے کھبے سے اپنے جگہ۔

مادام نے مینکی دراز کھوں کر اس میں سے ایک ٹرانسیور نکالا۔ اور اس کا بیٹن آن کر دیا۔ چند لمحے بعد راتلاٹہ نہ ہو گیا۔

”بھیلو مادام بساشی سیکنڈ اور“۔ مادام بساشی نے راتلاٹہ پرستے ہی کہا۔

”ایں مادام بساشی سینگ دس انڈا اور“۔ مادام کے طرف سے بھکاؤ مزاحیت اُبھری۔

”مادام بساشی شش میں کتنی کامیابی ہوئی ہے۔ اور“۔ مادام میں آج سیکرٹ ڈیپارٹمنٹ میں منتقل ہو چکی ہوں۔ ابھی ابھی میں ڈیلیں سے ذمہ بور کر آئی ہوں۔ میں نے آج دہل کا تفصیلی جائزے لے یا ہے۔ امید ہے کہ جو اس میں

خیلی بھکھ پہنچ جائے گا اور“۔

”مادام بساشی تھیں دہل زریں کیا جا پکا ہے۔ اسے تم فڑا کو درڑکی کاروپ دھا را اور“۔ مادام بساشی کی حیرت سے بھر جوہر کی

آواز سانائی دی۔

”میں ہو کچھ کہہ سی ہوں۔ صحیح کہہ سی ہوں۔ مجھے ابھی روپرٹ ملی ہے۔ میں تمہیں آگاہ کر دی ہوں۔ اور“۔

رم کیجئے۔ بیٹو کا رنگ فتح ہو گیا۔ اس کے منزے سے صبح الفاظ نہیں بکل سے تھے۔

”کھڑے اور جاؤ ہیں“۔ مادام نے انتہائی کرفت آزادیں کہا۔

بیٹو پھر تھی کے ساتھ کر کی ساٹھ کھڑا ہوا۔ میں خوف کی وجہ سے اس کی مانگیں کاپ سی خیس۔

”پہلی غلطی ہے۔ نم معاہت“۔ میں بے حد غفرنہ تھا۔

”بُشِ اپ مادام نے اسے جھوٹ کئے ہوئے کہا۔“

”بیٹو تمہاری یگتائی ناتقابل معافی ہے۔ لیکن ایک توچ نکر یہ تمہاری پہلی غلطی ہے۔ دوسرا تماری پہلی خطا کو منظور کرنے ہوئے میں تمہیں نرم سزا دتی ہوں لیکن آئندہ اگر اس قسم کی گستاخی کا تصویر بھی کیا۔“۔ مادام نے فقرہ ہاتھ مکمل چھوڑ دیا۔

بیٹو کے چھپے پر مادام کے الفاظ سن کر تدریسے مدنی آگئی۔

”بیٹو سامنے الماری سے ایک بڑا پاقون نکالو۔“۔ مادام کا الجہاں طرح کرفت تھا۔

بیٹو نے جا وہ مکمل نہیں سی انتہائی پچھتی دکھائی۔ اسے علم تھا کہ اگر زد انجھی مستقیم ہو گئی۔ تو ہر سکنے ہے کہ سزا دہارہ موت کی شکل میں تبدیلی ہو جائے۔

”چاقو کھوں کر اپنی بائی کی جھوٹی انگلی کا تاخن اکٹھا تو ان مادام نے اسے سزا داتے ہوئے کہا۔

”نم نم“۔ مادام بیٹو کا چھپے دہبارہ بے رونق ہو گیا۔

کیوں کہ اسے الجھی طرح علم تھا کہ چاقو کی نُک سے تاخن اکٹھا تھے میں لگنے تکلیف ہو گئی۔

”بیٹو“۔ مادام نے کرفت بیجے میں کہا۔

”مادام آپ کی اطلاع کا منکر ہے میں ابھی اس کا انتظام کرتی ہوں اور“  
”ٹھیک ہے جتنی جلد ہو سکے۔ اپنے بجاڑ کا انتظام کرو۔ اور اس کے ساتھ  
ساتھ میں کی عجیب فرمی طرف پہنچ جائیں۔ اور اینہاں“— مادام باشی  
نے لالہمیر کا بن، ان کو تھرستہ ٹھانیہ کرو دو بارہ میر کی دعا میں رکھ دیا۔ اسی  
لحظے دروانے پر دستک بیوئی۔

”یہ کہ ان مادام باشی نے سرد آذان میں کہا۔“  
دروانہ کھل کر ادھر پہنچ دخل ہوا۔ اس کی عجیب انگلی پر پیش بندھی ہوئی تھی۔  
وہ اندر داخل مکر مرد بانہ طور پر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔  
”بیٹھ جاؤ۔“— مادام باشی کی آذان اسی طرح سرد تھی۔  
بیٹھو خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

تم پر سپور سے تھے کہ مران کی اس ملک میں کیا پوری ہیں ہے اور میں اسے کیوں  
انتی زیادہ اہمیت دے سرہی ہوں تو سنو۔

”میں اپنی طرح علم ہے کہ جس ملک میں کوئی مشن لے کر جاتا ہوں۔ پہلے وہی کے  
حالت کا جائزہ لیتی ہوں۔ تاکہ میں جو مکنہ رکاوٹیں پیش آسکتی ہیں، ان کو درد  
کرنے کا بندوبست کر سکو۔ مران کی اس ملک میں بظاہر کوئی آنیش پوری شیش نہیں  
یہیں اس کے باوجود کسی بھی نیز کلکی ایجنسٹ کے یہ وہ سب سے بڑی رکاوٹ  
ثابت ہوتا ہے۔ میں سیاہ رکاوٹ کی ایجنسٹ کے کا دوہری بھی پتہ نہیں پہنچ کر کہ بغاہر ایک المقت  
نفل آنے والا یہ تو جان اس ملک میں کیا آنیش پوری شیش رکتا ہے۔ بہر حال ہمارے  
مش کے لیے سب سے بڑی رکاوٹ یہی ملک تھا۔ جانچنے ہمہ اسے ظمہ کرنے کی  
بھی کوشش کی۔ یہیں میں اس سے بڑی رکاوٹ کو کام کرنے کے لیے تھا۔“— مادام  
باشی نے تفصیل سے اپنی کہ مران سے متعلق بتایا۔

”میک ہے۔ مادام میں سمجھ گیا ریکن امید ہے کہ مران ایک دن ہمارے  
ہاتھوں ہی ملا جائے گا۔ اور اگر ملا جائی تو گیا۔ تب بھی ہم اپنے مش میں کامیاب ہوئیں  
گے۔“ بیٹھنے غریبانہ لپجھ میں جواب دیا۔  
”میک ہے اسی رات تو کوشش کر کے دلختہ حاصل کرد۔  
”اب تم جا سکتے ہوئے۔“ باشی نے اس کے غریبانہ لپجھ کو نظر انداز کرتے  
ہوئے کہا۔  
”اوکے مادام بیٹھنے اٹھتے ہوئے گے۔ اور پھر وہ خاموشی سے کمکرے  
بیٹھ گیا۔



**کیپشن شکیل پروانہ رک روپ میں بیکٹہ: پیار مٹت میں موجود تھا۔**  
ترج ہی بیکٹہ ڈیپارٹمنٹ میں پہنچا گیا تھا۔ اس نے تیس پروانہ رک روپ کی میک اپ کی تھا۔  
اسے پہنچے ہی ملک سے ہٹانالیا گیا تھا۔ اس نے اسے کسی نہیں پیک ہٹھی کیا ہیں  
کی خصوصی ڈلوٹی بیکٹہ ڈیپارٹمنٹ میں تھی۔ دیے اس کی پوست کچھ اس نویت  
کی تھی وہ بے روک روک سارے ڈیپارٹمنٹ میں آجھا سکنا تھا۔  
اس نے درسرے ڈیپارٹمنٹ میں جو بیساکی کام کرنے کے لیے تھا۔  
ڈیپارٹمنٹ میں اس نے خاصی قوتو پر بیساکی پر نظر رکھی۔ اس کی نشانہ بھی اسے پہلے

نظر انداز کر گی تھا۔

اس نے سوچا جدایک بار اس کو بھی دیکھ لوں۔ اس نے توکری کو انداز کر فرش پہاڑ کر دیا۔ توکری میں سے بارہ کافی دوں کے پرانے اٹھا اٹھا کر دیکھنے شروع کر دیئے۔ اچانک اس کی نظر ایک عذرے تھرے کا غند پر پچھلی کاغذ کی حالت الیتی تھی۔ جیسے کسی نے بے خیال سے اسے مردوڑ کر کوئی میں پھینک دیا ہو۔

اس نے کاغذ کھول کر دیکھا تو اس کی آنکھیں چک اٹھیں۔ اسے ایک اشارة مل گیا تھا۔ اس نے چل دی جلدی اتنی کاغذ بھی دیکھ لالے تھے لیکن وہ سب فتحل تھے۔ اس نے پہنچے صھیت کر دیا تو توکری میں ڈالے اور جو توکری دلپس اسی بجھ پر کھ دی۔ چیل سے اس نے اسے اٹھایا تھا۔ دروازہ کاغذ اس نے جیب میں ڈال دیا۔ پھر دروازے کے پیچھے کھل دی۔ ابھی اس نے دھنڈنے کے ہینڈل میں ڈھنڈ کھابی تھا۔ کہاں سے باہر قدموں کی آٹا رسانی دی۔ وہ مشکل گیا۔ قدموں کی آٹا زد دروازے کے سلسلے اکر دیکھی۔ کمپنی تھکیں بھیج گیا کہ دریکا طلب اپنی الگی ہے ملے واقعی دری روپ پر تھی۔ پھر اسے ہلے میں چانچی گھماتے کی آڑا آئی۔ اس نے ایک نظر کرے پڑ دی۔ فرنی طور پر پھٹپنے کی کوئی بگد نہیں تھی۔ وہ دھنڈنے کے چل دن دیوار سے چھٹ کر کھڑا ہو گیا کہ کہے کی لائٹ روپ تھے ہی۔ اس نے سمجھا وی تھی۔ شروع ہوتے آہست کھلا دید۔ پھر ایک عورت کا سایہ اندر دھاٹنے پڑا۔ کمپنی تھکیں آتیں پہنچی۔ بعد احتیاط کے ساتھ دروازے سے باہر چل گیا۔

اسی لمحے چٹ کی آڑا آئی۔ اور کہہ دوش ہو گیا۔ وہ ریکو کی نغمہ میں گئے سے بال بال پیچ گیا تھا۔ دروازے سے باہر بھلکتے ہی گلدری کی دلوار سے گل کر کھڑا گیا شکر ہے کہ گلدری انسان تھی۔ دروازہ خواہ مٹکوں ہوا جاتا۔ دروازہ بند ہو گیا کمپنی تھکیں تھکیں نے الین ان کی طوبی سانس لی۔ اور پھر احتیاط سے قدم اٹھا۔

سے کرادی گئی تھی۔ ریکو نغمہ ہونے کے بعد وہ اپنے رہائشی کمرے کی طرف چلا گیا۔ دہانہ تھا۔ میں وہ کافی دیر تک سوچتا رہا۔ کہ اسے کون سالا کوئی عمل مرتب کرنا چاہیے جس سے محروم کا مقصود آٹھا رہا ہو۔ اس نے فصلہ کیا کہ وہ ریکا کے کمرے کی غصہ تلاشی۔ شاید کسی چیز سے اس کو مقصود کا علم ہو جائے۔ اسے علم خاکہ اس وقت رسیکا کھانا کھلنے کے لیے میں میں گئی ہو گئی۔ اس

یہ تلاشی یعنی کایہ بہترین موقع تھا۔ وہ اٹھا۔ اور اپنے کمرے سے نکل کر تیزی سے میں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے ایک نظر میں دعاویز کے دعاویز کے ہمراہ ہوئے تو کون بھک پر نظر ڈال۔ ریکا کا توکن غائب تھا۔ وہ کمپنی کے سہیکا اس وقت میں میں موجود ہو گی۔ سیکنڈ دہانہ کی میں میں یا تنام کیا گیا تھا کہ جو محروم کی میں میں جلتے۔ وہ توکن بھک سے اپنا ٹھوسیں توکن نکال کر اندر کا دندرگل کو دے دے تیک ہی اسے کھا دیا کیا جاتا تھا۔ دہانہ سے سیدھا ریکا کے کمرے کی طرف بڑھا۔ اس نے اور اڑا گھر گئی میں نظر ڈال۔ گیلی انسان پڑی ہی تھی اس نے کھوئے سے ایک چھوٹی سی تارہ کاٹی۔ اور وہ سر سے لمحائی تھکی مدد سے کمرہ کھوئے میں کامیاب ہو گیا۔ دروازہ کوں کرنا دروازہ دھنڈا۔ اور اندر دا فلی ہو گرلیں نے دروازہ بند کے پیچھے لکھا دی۔ سولے ایک ٹالٹیمیر کے اسے الی کوئی چیز نہیں۔ جس سے اس پر محروم کا مقصود واضح ہوتا۔ اس نے سوچا کہ شاید کوئی چیز نہیں تو

سرے گئی ہو۔ اس یہے اس نے ایک بار پھر فضیل تلاشی لیتی شروع کر دی۔ اس کے کمرے کا کوئی نہ کوئی تھا۔ یکن ملی کوئی چیز اسے نہیں جس سے اس کا مقصود پورا ہو جاتا۔ اسے جدی بھی تھی۔ کیونکہ کافی وقت پورا چیز تھا۔ ریکا میں سے طلبیں آئنے لگی تھی۔ اس نے آفیزی ہار نظر ڈالی۔ تو اسے دروازے کے پاس ریکی توکری پڑی۔ ہری نظر آئی۔ لبس میں ایک چیز رہ گئی تھی جسے وہ نہیں کر

کرتے سے دوہنزاگی۔ اس نے قبیل الامکان انگریز کی تھی کہ قدموں کی آوازنا بھرے۔ اور وہ اپنی گلشن میں کامیاب ہی رہا۔ کافی درکمل آئے کلبودھہ تیزی سے چلنے لگا۔ اور پھر خود کی دبی بعد وہ اپنے کمرے میں پہن گیا۔ اس نے کمرے کا درد اڑا کرندے سے بن کیا۔ اور جیسا کہ فذ کمال کر کر سی پر مجھیں گیا۔ اس نے اب پوری طرح غورتے کاغذ کو دیکھنا شروع کیا۔

کاغذ میب دغیرہ الفاظ اور لامون سے سمجھ رہا تھا۔ کپٹن نیکلیں مجھ لیکر بیکا کچھ سرپتے ہوئے بے خیالی میں کاغذ پر بے معنی اور با معنی الفاظ لکھتی گئی تھی۔ کیونکہ چند لوگوں میں یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ جب بھی کچھ سرپتے لگتے ہیں تو اپنے سامنے سکے ہوئے کاغذ پر لاشوری طور پر کچھ زخمی اخال کیا اور اس پر اپنے عکر دیتے ہیں۔ شاید ہی عادت رہ کیا میں بھی تھی۔ کاغذ پر بے شمار لائیں پڑیں اور ہی تھیں۔ کہیں کہیں ریلوارڈ بھی بنتے گئے تھے۔ جو بناتے والی کی سمجھانے خصوصی کو ادا کر سکتے تھے۔ جس پیکر کو دیکھ کر کپٹن نیکلیں چونکا تھا۔ وہ یعنی انداز تھے۔ جو پاس پاس لگتے تھے۔ یعنی فیکٹری تباہی ٹھانہ تھی۔

ان الفاظ سے مجرموں کے مقصد کا پیدا اشارہ میں تھا کہ وہ فیکٹری کو ٹھانہ میت سے تباہ کرنا چاہتے ہیں۔

کپٹن نیکلنے اور غدر سے کاغذ پر لکھے ہوئے مختلف الفاظ اور لامسوں پہنچنے سے شروع کر دیا۔ اب جگہ اسے کرنے میں ایک تاریخی مکمل نظر آئی۔ جو اسے والی کل کی تھی۔ اس کے کرگدگی وار و کینچا ہر لامبا۔ اور اسی پر ہوتی کی تصویر یعنی دو ہڈیاں اور ایک کمر پڑی بنائی گئی تھی۔ وہ اس کے متعلق سچتا رہا۔ اچانک اس کے دماغ میں روشنی کا ایک جھما کا ساہرا۔ اب سب کچھ اس کی مجھ میں آگیا تھا۔ مجرموں کا پلان مکمل تھا تباہی کے لیے کل کی تاریخی مقرر کی گئی تھی۔ یعنی

اب جو کچھ کرنا تھا۔ آج ہی کرنا تھا۔

اس سفراپہ بیگ سے ایک چھوٹا سالا ستر نکالا۔ مخصوص ساخت کا لٹھیر تھا جس کا احاطہ عمل بہت دیکھ تھا۔ اس پر اس نے ایکسٹر کال کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہو گیا۔ اس نے کاغذ اور اس کے الفاظ کے متعلق تھا مفصل ایکٹو کے گوشش گزار کر دی۔ ایکٹو نے اس کی ذہانت کی داد دی اور اسے بتایا کہ وہ آج ہی عران کو فیکٹری بیچ دے گا۔ عران اس سے رابطہ قائم کرے گا۔ اور پھر علان کی سرگردگی میں انہیں مجرموں کا منہ فیل کرنا اور اسے کرنا تھا۔

کپٹن نیکلنے سے طعنہ، نوکری انسٹرمیٹ نہ بکھر دیا۔ لایکے جیب میں رکھا۔ اور پھر کھانا کھانے کے لیے کرتے سے نکل کر میں کی طرف پڑھ گیا۔



ریکیا اور دعازہ بند کسے سیدھی باتھ دیکھی طرف بڑھ گئی۔ باخود دم کا دروازہ پنڈھو گی۔ چند لمحے بعد پانی کی آلاتی آئے لگیں۔ سبکا بہاری تھی۔ بہنے کے بعد وہ باٹھکنے لگا۔ پہنچنے باہر کلی ساس سے اس نے جسم لکھایا۔ اس نے چہرے پر پانی نہیں لگنے دیا تھا۔ تاکہ میک اپ فلاب نہ ہو۔ کہ اس نے کچھ سے پہنچنے والاری سے ایک بیگ نکالا۔ اور پھر بیگ میں مختلف چیزوں اٹھا کر سکتے گئی۔ پھر بیگ بند کر کے اس نے ایک گہری نظر کے پر ڈالی۔ اور دعازہ کھول کر کرے سے باہر آگئی۔ کمرے کا دروازہ

بند کر کے دیگری میں باہم ہاتھ پر تیر تقدیم اٹھائی ہوئی چلنے لگی۔ چند لمحے بعد ایک اور کمرے کے دروازے پر دھک دینے لگی۔ دھک دینے کے فرائید دروازے بکلا۔ اور ادراک ایک سینہ کیلی کا چہرہ دروازے میں نظر آیا۔  
ربیکار کو دیکھ کر اس کے چہرے پر سکھا بست آگئی اس نے دروازہ کھول دیا۔  
آئیے تشریف لائیے مس ربیکا۔ کمرے میں موجود ریڈیکن نے  
مسکوا بہت سے اس کا استقبال کیا۔ ربیکار کو اندر آنے کا انتہا دینے کے لیے ایک  
درفت ہٹ گئی۔

ربیکار ہمیں سکھاتی ہوئی اندر داخل ہو گئی۔

لڑکی نے اس کے اندر داخل ہونے کے بعد دروازہ بند کر دیا۔  
سبکا اس اشارہ میں صوفیہ پر مدھجی تھی۔ بیگ اس نے پاس رکھ لایا تھا۔ لڑکی  
بھی اس کے سامنے واسے صوفیہ پر نیکی۔

کیجیے کیمیت کی۔ لڑکی نے منکھان ہونے نہوں سے بچا۔  
اسے حقیقتاً ربیکار کے آئے پر خوشی ہوئی تھی کیونکہ جہاں پہنچا کیاں ہوتے اپنے کام  
سے کام کر کیاں ہیں، بہت کم کیاں ایک دروس کرنے کے لیے جعلی ہیں۔ اس نے  
لڑکی کو ربیکار کی آمد پر حیرت ہمیشی تھی۔ اور خوشی تھی۔  
”مس صوفیہ اب سے میں کریں چاہا۔ اپنے کمرے میں پڑی پڑی بودھوں ہی تھی۔  
سوچا چڑھ صوفیہ سے مل کر اہمیت کی کروں۔ کیونکہ اپ کرتے ہے جو تمیں اگرفا ہوئی  
ہیں۔ زمان کا ذہنی توانان بن جاتا ہے۔“ ربیکار نے سنتے ہوئے کہا۔  
اور صوفیہ اس کے اس عجلے پر اپنے اپنے شش پیٹی۔

اس کے بعد دونوں میں باقی کاطری سسلہ ہلکلا۔  
صوفیہ نے ربیکار کو لپٹنے متعلق تقریباً سب کہتا ہے۔ کیونکہ عربوں کی عادت ہوتی

بچہ کجب بھی وہ میھیں۔ انہیں اپنے اہدا پسے خانکن کے متصل تامین کرنے میں بڑا  
لطافت آتی ہے۔

ربیکار نے بھی اسے اپنے متصل قصوراً بہت بتلا یا میکن۔ وزیادہ صوفیہ  
سے کریکر کی کراس کے حلات کرو۔ عادات کے متصل بچتی رہیں۔  
جب اس نے سوچا کہ اب سب کچھ پتہ چل گیا ہے، اس نے اپنے ایک اٹھا یا اسے  
کھو لیا۔ اس سعدوں سر سے ہی لمحے اس کے اٹھیں سائنسکر۔ روایت چک رہا تھا۔ روایت چک  
کر صوفیہ کی آنکھیں حیرت سے چھٹی کی بھی رہ گئیں۔

”یہ یہ گل کیا ہے۔ صوفیہ کو اپنی یہت

پر تابکاراً مغلک ہو گیا کیونکہ اس کے تصور میں بھی نہیں تھا۔ کہ ربیکار کے پاس  
ریالور ہمیچی پور سکھا ہے۔

”تمہاری مرد“ ربیکار نے سرد لیہمیں جواب دیا۔

”گل گل کیا مطلب میرا صور“ صوفیہ کے لیے

میں اب خوف ہمیشہ شامل تھا۔

”تمہارا صور“ ہوں تباہا تصور صرف اتنا ہے کہ تم جسمت میں تیرے  
جتنی ہو اور تمہارے میرے کہت تھے میں جانا ہیں۔ اور سب سے بڑھوڑی کہمی  
میرے ساتھ ہی بیکھڑت گوپا گھشت میں کام کرنی ہو۔ ربیکار نے جواب دیا۔  
اس کی آوازیں میں جیسی غراہبیت تھی۔

”ایک لیکن آہ صوفیہ کچھ کہنا جائے۔“  
یکیں اتفاقاً اس کے مذہ میں ہی رہ گئے۔ روایت کی گولی تھیک اس کی پیشانی  
میں گھس گئی تھی۔

ربیکار نے روایت ایک طرف کو کر اسے کپڑا کر اٹھایا اور دوسرے لمحے وہ اسے

امحکر جاگئی ہریٰ باحمد و میں گھس گئی۔ اور اس نے پھر سی سے اس کے کپڑے تار  
کر کیک طرت پہنچا کی دیتے۔ اور اس کا فرزہ جسم ٹب میں ڈال دیا۔ چہرہ دھڑکن کر کے  
سے اپنائیگ امتحان کر لے آئی۔ میگ بیک میں میک اپ کا سامان تھا تھوڑی دیر بعد وہ میک اپ  
سے فارغ گئی۔ اب وہ ربیکا کی بجائے صوفیہ کار دوب دھار بیکی تھی۔ صوفیہ جو اس کے  
مانے مرد پڑی تھی۔ پھر اس نے صوفیہ کی لاش کا بھی دھی خرچ کیا جو اس سے  
پہلے بیکا کا رجھی تھی۔ یعنی اس کے جنم کا بڑے شکاری چاقا در تھوڑی سے قیرک کے  
گڑی میں بہادیا۔ اور فینڈ لمحوں بعد وہاں سے صوفیہ کی لاش کا نام و نشان بھی غائب  
کر دیا۔

ماڈام باساشی نے اپنے جسم سے پیکا والے کپڑے اتارے۔ انہیں بھی دیں  
باحمدہم میں جلا دیا۔ اور ان کی ماں کھبی گڑی میں بہادی۔

پھر وہ صوفیہ کے کپڑے پہن کر اس کے بڑی پڑے الطینان سے لپٹ لپٹی  
اہل اس نے جوشی سر انجام دینا تھا۔ اس کی آخری تفصیلات رولز کرنے کی  
چند لمحے بعد اس الطینان سے سورہ بھی تھی۔ میکے اس نے ایک ہوپ کا قتل  
ہٹھیں کیا۔ بلکہ ایک سمولی بھکی کو مار دیا ہے۔

عمران ان آنکھ کے حد صورت تھا۔ بساشی کے چکر نے اسے چکار کر کھکھایا  
تھا۔ ناصل بساشی کا پرستی میں رہا تھا۔ اور نہ ہی اس کے اصل منش کا۔  
لیکن بساشی بہر حال اس کے ہک میں صورت کا رہی۔  
اس وقت وہ چلنے پہنچنے کے لیے ٹپ ٹاپ میں آیا تھا۔ تاکہ طینان سے میکر  
اس کے متعلق پھر سوچ سکے۔  
اس نے اہل بیٹیں ایک دوڑ کرنے والی نیز اس مقصد کے لیے مناسب بھی۔  
سیوکہ اس کو نے میں رہ کی تھی۔ بیٹیں اکاڑ کا میزیں کی جوئی تھیں۔  
عمران نے وہی سے چلنے پہنچنے کو کہا۔ اور خود اس کے پوچھ کر گھبی  
جھیلوں میں خوفزدی ہو گیا۔ لیکن اچاک اسے ان جھیلوں سے ڈھین آئا۔ پس اس  
کے کان میں بساشی کا لفڑا پہنچا تھا۔ اور یہی لفڑا اسے چونکا دینے کے لئے مخفی  
گھنٹگواں کی پشت والی نیز پرچاپاں میں ہو رہی تھی۔ لیکن عمران اس زبان سے سر جمع  
والق نہ تھا۔ جیسے وہ اس کی مادری — زبان ہر۔ عمران نے پچھے مژوں بھنپھن کیا  
تھا۔ بلکہ ماسنے ستون میں لگے ہوئے زیبائشی آئینے میں اسی پچھاں میرزہ مجھے  
ہوئے افراط کا ہمس خوبی نظر آ رہا تھا۔ نیز پر دو اندی تھے۔ ایک تو دوسری میل جب کامک  
تھا۔ اور دوسرا پہلا دبلا اس لیکن خطرناک چھپرے والاتھا۔ دو اون آہستہ آہستہ نکھو

کر رہے تھے۔

عمران نے اخباراتھا کر سامنے کریا۔ اور پھر انی بڑی توجہ اس لفظ کو پر مرکوز کر دی۔ اس کے کافر میں کبھی کبھی چند الفاظ اپنے جاتے۔ تین۔ ہی الفاظ اس کے پڑھے کی نگت بدستور کے یہ کافی تھے۔ وزارت دفاع کی عمارت دفاعی نظام کے لئے کافروں گرات اور باساشی کے الفاظ اس کے لئے کافی تھے۔

استئنے میں دریز نے چائے اس کے سامنے رکھ دی۔ اس نے چلنے بنائی۔ اور آہستہ آہستہ پہنچنے لگا۔ پھر اسے پتہ چل گیا کہ باساشی کے آدمی اسی رات دفاعی نظام کے نقشہ کا ذریعہ گرات حاصل کر لیے کے پھر میں ہیں۔ یہ ایک انتہائی خطرناک اور سریں کیسی تھا۔ عمران نے سوچا کہ یہ سوتھا ہے کہ یہ باساشی کا اصل مشین ہو۔ عمران کو اپنے بیچان پہنچنے کا فکر رکھا نہیں۔ کیونکہ وہ آج کل ہر وقت میک اپ میں رہتا تھا۔ تھوڑی دریہ ہونگٹو بڑھ گئی۔ اور وہ دلوں خاموش ہو کر شراب کی چیکیاں میں لے گئے۔ عمران بھی چلتے پی چکا تھا۔ اس نے دریز کو بلکہ بول ادا کیا۔ اور پھر خیر دیکھے وہ سیدھا چلتا ہوا اس کے بارہنگلی گیا۔ اس نے بہر بیکارے میں گئے ہوئے پہک کاں بورھ سے میک زیر کو فرنی کیا۔ وہ صرسے میں لالبٹ قائم ہو گیا۔

"ہیلو عمران سپینگ" — عمران نے قدسے سینیدہ آذان میں کہا۔

"یس سر" — طاہر بول رہا ہوں۔

"درستی طرف سے میک زیر دکی ادا را آئی۔"

"طاہر میں اسی وقت ٹپٹاپ سے بول رہا ہوں۔ مادام باساشی کے ایک اور مشن کا پتہ چلا سے۔ اس کی تفصیل میں تین دنیں پھر بتاؤں گا۔ ابھی تم ایسا کرد کہ تو فریا اور صدیقی کو بہاں ٹپٹاپ سے مٹھیں دیں۔ انہوں نے دو کار میں کاتھا قب کر لئے۔ ان کے پاس ماڑکریل موڑ سائیکلیں ہی ہوئی چاہیں۔ میں انہیں ٹپٹاپ

کے باہر دایمیں سائیڈ پرپل جاؤں گا۔ انہیں جلد اجل بھیجو۔ پانچ منٹ تک دھیاں

موجود ہوں۔" — میں ابھی انہیں ہدایات دتا ہوں۔ بیک زیر دی

"بہتر سر" — نے مودود بات جواب دیا۔

"اوکے" — عمران نے ریورنکھ دیا۔ اور پھر بتوحہ سے باہر نکل آیا۔

ابھی تک وہ دلوں آدمی باہر نہیں نکلے تھے۔

عمران ٹپٹاپ کے میں گیت سے نکل کر راتیں سائیڈ والی طرف پر شپنچے چکھے

تھریا چھوٹھ منٹ بعد اسے دوسرے موڑ سائیکلیں آئی نظر آئیں۔ عمران رُک گیا۔ یہ

دلوں تحریر اور صدقی تھے۔

دلوں بھی عمران کے قریب اٹکر گئے۔ کیونکہ عمران کے موجودہ میک اپ پہ

کو روپہ پہنچاتے تھے۔

"کیا چکھڑا ہے چھڑا" — تویر نے قدر سے نافٹکار لہیے میں پوچھا۔

جیسے اسے ڈیلین ناگوار گزدی ہو۔

"چکھڑی چکھڑے پارے" — عمران نے مکارے پر گئے کہا۔

"مکاں میں وہ آدمی" — تویر نے بے دل سے پوچھا۔

"میری جیب میں" — عمران نے سنبھل گئے کہا۔

"شتاپ" — تین بھروسے مٹاں کرنے کا کوئی حق نہیں۔

تویر یا جگل کل سنجیدہ سنبھل کی مشق کر رہا تھا۔ اس نے سوچا۔ عمران کو تینیں

منڈگاؤں کا اور مہر بیٹی ہوں گی۔

اسے یہ تم کیا کہہ رہے ہو کہ میرا تمہارے ساتھ ملک کا شہر نہیں۔

عمران نے جیرت نظار کرتے ہوئے کہا۔

وقت تھا۔ اور پٹاپ ہوں شہر سے کافی دروازقہ ہوا تھا۔ اس نے باہر بڑک پرانہ صورت تھا۔ ویسے گیکاں معموناً یہاں مسافروں کو لے آئے اور جانے کے لیے چھڑکا یا کسی تھیں۔ اس نے یہ دلوں آدمیوں کو میکیاں جلد ہی مل گئیں۔ اور دلوں نے ان کی طرف توجہ ہی نہ کی۔

عمران کا اس وقت مذاق کرنے کا مقصود ہی یہ تھا کہ ان کے باہر بکھتے تک دلوں کو باہر بڑکے رکھے۔ کیونکہ عمران کے دوابہ اندر جانے سے ہو سکتا تھا کہ وہ دلوں کھکھ جاتے۔

”یہاں ہیں وہ دلوں جن کا تم نے تعاب کرنا ہے“ — عمران نے ان کی طرف اشارہ کرستے ہوئے تنویر اور صدیقی سے کہا۔ اور وہ دلوں لڑائی بھول کر ان کی طرف متوجہ ہوئے گے۔

وہ دلوں چڑکا علیورہ ملجنہ میکسیدیں ہیں بیٹھے تھے۔ اس نے تنویر اور صدیقی عدیوہ عینہ وہ ان کے پیچے پہنچ گئے۔

عمران نے اسی خشے کے پیش نظر دادا میول کو بڑایا تھا۔ ان کے جانے کے بعد عمران ٹاپس پت پاپ میں چلا گیا۔ اس کی کارپارکنگ سٹینڈ میں کفری تھیں! اس نے کام اٹھاٹ کی۔ اور پھر تیز رفتاری سے داش مزیل کو ہرت جل دیا۔

تو نیوار نے زیادہ چل گیا۔ تو کیا میں تمہارا سالاگت ہوں۔ — اس کے قیوں خدا کا ہو گئے تھے۔ ”میں جو یا سے مفتریب شادی کرنے والا ہوں۔ اب تم سوچ لو کہ کہاں تھا۔ مذاق کا درست ہے یا نہیں۔“ — عمران نے سہنے ہوئے کہا۔ اور صدیقی بھی ہنس پڑا۔

”ش اپ۔“ — تنویر عشق سے دھاڑا۔

”تو کیا تم نے سہنے پر بھی میکس لکھا ہوا ہے۔“ — صدیقی نے بو تنویر کی عادت کو اچھی طرح جانتا تھا۔ بڑا نہ ماستے ہوئے اس نے پوچھا۔ اس سے پہلے کہ تنویر کوئی حباب دیتا۔ عمران بول پڑا۔

”صدیقی میکس پتہ نہیں تنویر یا حب ایکل ملکاہست میکس آفیسر لگے ہوئے ہیں۔“ — مسکاہست میکس آفیسر خوب غرب۔ — صدیقی نے قہقہہ مانتے بیٹھے ہوا۔ اور تنویر کا پارکنگ سوس ڈرگی سے بھی اپنے تھی گیا۔

وہ موڑ سائیکل سے اتر کر لے اسٹینڈ کرنے لگا۔ صدیقی بھی اس کا مالا رہ بھگ گیا۔ اب وہ بھی سینہ ہو گیا۔

”اسے اسے موڑ سائیکل سے کیوں اتسے ہو۔ کیا کہ کرت دھانے کا مالا رہے۔ میکن میری جیب میں تو بھائی ایک پیر بھی نہیں جو تھیں انعام دیوں گا۔“ — ان نے تقریباً درستیتے ولے اندزا نہیں کیا۔

تنویر عمران کا فرقہ سن کر رک گیا۔

پھر سے پھر سوچ کر کہ دوابہ ووڑ سائیکل پر پڑھ گیا۔ اور اسے لگ کر مار کر سکنے لگا۔ اسے میں میں گیٹ سے وہ دلوں مطلوب آدمی باہر نکل آئے جو کہ شام کا

اس دلیل پر آدمی کے تعاقب کی پوست نے پرہاساشی نے اپنا ارادہ توہینیں بدل دیا۔

لیکن بہر حال رات قود میں گزارنی تھی۔ عجائبے جگہ کے قریب عمارت سے تقریباً دو سو گنڈوں کیکے رنگ کی پیٹی سی کاروں کی اور اس میں سے چار ماٹے نکل کر عمارت کی طرف بڑھے۔

چاروں کا تائیخ عمارت کی پشت کی طرف تھا۔ وہ اور ادھر دیکھتے ہوئے بڑے عمارت اندرونی بیل رہے تھے۔ عمارت کے باہر مردڑی کے پیٹا ہوئے رہے تھے عمارن سچی را تھا۔ ابھی نئے نئے مل جگہ کا کیسے علم ہوا۔ جب کہ یہ ٹاپ بیکٹ چیز پر اور عمارن پر کوئی راس جگہ کا علم نہیں تھا۔ جہاں پر فرشہ مکاہرا ہوا ہے، میںے عمارن نے کبھی اس سس جگہ کو جانتے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔

غمزروں کا تائیخ اسی درخت کی طرف تھا جس کے اوپر ملکان موجود تھا۔ وہ چاروں کا سس درخت کے نیچے اکٹر کے گئے۔

پھر ان میں سے ایک تزوہاں رک گیا۔ باقی تین اسگے بٹھے گئے۔ عمارت کی پشت والی دلیل سے تقریباً میں گزار دھار جایاں سی انگی ہوئی تھیں۔

وہ بیگنے ہوئے ان جہاڑیوں کیک جائیں۔

ان سب نے چونکہ سیاہ بابس بنے ہوئے تھے۔ اور پھر رات ہمیں انہیں تھی اس نے ان پر کسی کی لفڑی کی قدر سے مغلی بھی تھی۔

جہاڑیوں کے پاس جا کر وہ رک گئے۔ پھر انہوں نے جیب سے جوئے چھوئے نکلیں تھیں اور انکا لیے جس جگہ دھمپے ہوئے تھے۔ وہاں دو دہر لائیں کیڑل ایک دوسرے کے آگے پیچے گشت کرتی رہتی تھی۔ پھر بیسے ہی وہ پاہی گشت کرتے وہاں پہنچے۔ اپاکہ سیاہ پٹوں کی نکلیاں سیئیں ہوئیں وہ دو قل

عمران اس وقت وزارتِ وفاخ کی عظیم الشان عمارت کے باہر موجود تھا۔ جو کلکمہ مرموں کے رینڈ کرنے کے وقت کامم ہیں تھیں۔ اس نے یہ دہ داشت منزل سے جلدی ادھر لے گیا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ محیر موں کو رنگے اعتماد گرفتار کیا جائے۔

بیک زیر دکھی اس سے اپنے ساتھ لے دیا تھا۔ وہ دبلا پٹلا جیا پیٹھی جسی کے تعاقب میں صلیقی کیا تھا۔ وہ صلیقی کو زدیج رسمے جائے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ لیکن تزویر لے ٹھری کامیابی سے اس دبلوں میں جاپن کا تھا۔ عمارت کی سوچ کیلئے شہزاد کا لاف کی کوئی مبتکر میں آگئا تھا۔ اور تزویر اس وقت اس کوئی کی گمراہی پر نامرد تھا۔ عمران نے چونکہ آج نیکڑی میں کچیں شکل کی مدد کر جانا تھا۔ جو کہ دہ کام بھی خاصا ہم تھا۔ اس نے عمارن نے اپنی بجائے صفر کو بھیج دیا۔ اس وقت عمارن دوزارتِ وفاخ کی عمارت کی پشت پر ایک درخت کے اوپر موجود تھا۔

اور بیک زیر دسائیں کے رنگ پر ایک زر تعمیر عمارت میں دلوں ناٹھیں سکوب سے بجا بر عمارت کا جائزے لے رہے تھے۔ ناٹھی سکوب ایسی دُور میں تھی۔ جس میں رات کے وقت بھی دوسری ہر چیز کوئی نظر آتی تھی۔ رات کے دو بجے تک دہاں کوئی بھی نہیں آیا تھا۔ عمران نے سوچا ہیں

سپاہی بخڑکوں آزاد نہ کارے ذمہ ہو گئے۔ ان کے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی تینیں  
گئیں جیسے گرپریں۔ لیکن بیچے چوک گھاس تھی اس سے زیادہ آزاد  
ہیں انتہی۔ ان دو کے گرتے ہی دوسرا یا پاؤش پک کر تھے اور ان دونوں  
سپاہیوں کو اٹھا کر ان جھاڑیوں میں سے آئے چند لوگون بدر داد سپاہی اور  
آئے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو رواں نہ پا کر جوان بھتے ان دو کا ہمی  
دھی حشر ہوا۔ جپہڑوں کا ہوا تھا۔ پھر وہ دونوں گھسیت کر ان جھاڑیوں میں سے آئے۔  
اب میلان خالی تھا۔

پھر وہ تینوں ریگتے ہوئے دیوار کے قریب جائیجی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ری  
کی درستے اور پہنچ گئے۔ دیوار پر ٹک کافی پڑی تھی۔ اس سے یہ دیوار پر بیٹھ گئے  
ملان دوہیں سے ان کی تمام حرکات کا جائزہ لے رہا تھا۔  
اس نے سوچا کہ اب اسے فردیکی ان کے پچھے جانا چاہیے۔ لیکن درخت کے  
بیچ کوٹھ ہوئے سیاہ پاؤش کو ختم کرنا ضروری تھا۔ وہ جبی اختیاط سے درخت کے  
بیچ کوٹھ اترنے لگا۔

لیکن بیچ کھڑا ہوا اسیہا پاؤش بھی شاید سعید پونا دفعہ ہوا تھا۔ ملأن کے  
بے انتہا اختیاط کے باوجود بھی اسے ظفرے کا احساس ہر گیا۔ لیکن شاید وہ نہیں  
بھیج سکتا تھا کہ خلف کم طرف سے والدہ ہوئے ہے۔ وہ عکسی نظریں سے اور صراحت  
دیکھ رہا تھا۔ اس نے اپنے انتہی بیچتے ہوئے ریالیو کو سیحہ کر لیا۔ پھر  
اجاگک اسے احساس ہوا کہ کوئی شخص درخت کے اور پر موجود ہے۔

لیکن اتنے میں ملأن کافی نیچے ترکھا تھا۔ اور جس لمحے اس سیاہ پاؤش نے فراخا  
کرنا دیر پڑکھا۔ اسی لمحے ملأن نے دیں سے اس پر چلا گئے لگادی اور اسے یہاں پہنچا  
زین پہنچا۔ ایک ہلکا سادھا کام ہوا۔ ملأن بھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ دوسرے لمحے سیاہ پاؤش

نے بھا اشٹے میں بچھتی دکھانی چاہی۔ لیکن جوان کی تھیلی کی زور دا فرب اس کی گرفتاری پر  
چھپی۔ اور وہ دوبارہ زینی پرس ہو گیا۔  
چند لمحے تک وہ اچھ پریش تھا۔ پھر ساکت ہو گیا۔  
ملان نے چھک کر اس کی نیشنی و نکھنی وہ بے ہوش تھا۔  
ملان ایک طریق سانس لیتا ہوا سیدھا ہو گیا۔ عراس نے بھرتی سے جیبے  
اکب بچھوٹا سلاخیہ کھا۔ اس میں ٹھانٹیہ نیڑت تھا۔ چند لمحے بعد رابط قائم ہو گئا تھا  
”ہیلو۔۔۔ ایلو۔۔۔ بیک زیر دمیں ملأن بول سما ہوں اور۔۔۔  
ملان کی آواز میں تیزی نمایا تھی۔

” یہں علان صاحب کیا ہے اور۔۔۔ دسری طرف سے بیک  
درید کی آٹھاٹائی۔  
” چار سے کھلی شروع ہو چکا ہے۔ ایک ایکٹر میرے قدموں میں ٹھا ہوا ہوئی۔  
اپنی ایکٹک کر رہا ہے۔ تم فراغیرے پاس ہیجو۔ اور۔۔۔ ملأن اس ناک  
وقت میں بھی مذاق سے ہانڈا آیا۔

” یہن پنچاہوں۔۔۔ بیک زیر دمے خفرا جا ب دیا۔  
اوہ ملأن نے ٹھانٹیہ نیڑت کے لائیٹ جیب میں ڈال دیا۔ اب وہ جمنی سے  
بیک زیر دکا انتظار کر رہا تھا۔ محروم دنارت نیاش کی خاتمت میں داخل ہو رکھتے تھے۔  
یہی اسے اسی نہیں تھی کہ جو تم اس نقش تک پہنچ جائیں۔ کیونکہ اس نقش پر ہی بیک  
کے تمام دفاع کا وار دعا تھا۔ اس سے یہ ناکن تھا۔ کہ اس نقش کی خاتمت کوئی  
ضھوٹی انتظام کیا گیا ہو۔ یقیناً اس کے لیے انتہائی خوبی انتظامات کئے گئے  
ہوں گے۔ اس نظر کی سامنے رکھتے ہوئے اس نر سلطان سے نہ کی  
خاتمت کے بارے میں کوئی لگنگوڑہ کی تھی۔ وہ مرد ہیاں آیا بھی اس سے نہ تھا۔

کو ہو سکتا ہے کہ جنم نقصہ اٹانے میں کامیاب ہو جائیں تو یہ نقصہ ان سے فرماں تھا۔ اب وہ امیاط سے مل۔ ہتھا کاری دوستک وہ چلا گیا۔ بھروسے بائیں ساتھ کیا جاتے۔ اور کسی بھر کو گزنا کر کے اس کے ذریعے بساشی تک پہنچا جائے۔ پر ایک دروازہ کھلانظر آیا۔ اس کے داخل میں ایک خیال رہا۔ اس لئے جیب سے پبل اس وقت اُسے ایک سایہ تیزتر قدم اخھاڑا ہوا اپنی طرف آنحضرت آیا۔

تماری کمالی اور دروازہ کے پاس فرش کے ادھر گرد دیکھنے لگا۔ اسے بہت سے مولان اس کی پال سے ہم بیچان گیا کہ بیک نید ہرگز کام پر چھڑکی کر جم جوں نے دروازے میں لگا، وہ خانقہ المکوند اس کے پاس پہنچ گیا۔

ظاہر تم اسے اٹھا کر کاریں ڈال آؤ۔ ابھی جا سکتے ہیں بوش میں بھی اسکے نظام کا پہلے سے ہی علم تھا۔ وہ دروازے کے اندر گھس گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمر میں جم جوں کے پہنچنے کے بعد تم بیان پڑھ دو۔ تھا۔ جس میں ایک سائیڈ پر ایک میز اور کرسی کی ہوئی تھی۔

اگر جنم بھر سے پہنچنے کی اسی تو سچائی کو کنشش کرنا تھا کام ہو گا۔ — مولان کرو خالی تھا۔

اس نے پہلی تاریخ سے کمرے کا بازو میں شروع کر دیا۔

مولان بھرپوری سے وزارتِ دعا کی عمارت کی طرف پڑھ گیا۔ اس نے دلدار کے جلدی سے کمرے کے دائیں کرنے میں فرش ہنگاہ نظر آیا۔ وہ بھر گیا کہ پاس پہنچ کر عصب لگایا۔ اور درسرے لمحے وہ دلدار پر تھا۔ اندرون ھلکا تھا جو فیکس ہے تھر خانے میں جانے کا راستہ ہے وہاں سے سیر ھیاں اترتا جلا کیا۔ آگے پھر کھل دلدار کے پر پڑ رہا۔ پھر اس نے پنج چھانگ گلگادی۔ ایک ہکادھا کمر ایک کروھما۔ کمرے کا دروازہ کھل ہوا تھا۔

وہ دروازہ میں کھس گیا۔ اب وہ ایک بہت بہت جسے ہاں میں پہنچ گیا۔ جہاں چاہیں بھج دھکے کا کوئی رد عمل نہ ہوا تو وہ آہستہ آہستہ آگے رینٹے گا۔ دیسے طوف سینل کی پڑی بڑی الماریاں رکھی سوچی تھی۔

اسے جیرت جو سی تھی کہ اس ابھی عمارت کی خانقہ کے لئے اتنی لاپڑا ہی سے یاں کا کاشتہ رہے تھا۔ اہل کی سائیڈ میں ایک چھوٹا سا دروازہ تھا۔ جو بند تھا۔ کام کیوں لیا جا رہے۔ اس نے سوچا جس صدر مکلت سے پرواہ است اس کی میں کی مچھیں نے فرماں حکومت کر دیا کہ جنم اسی دروازے کے درسری طوف موجود شکایت کر دیں گا۔ وہ ریختا گیا۔ یہ ایک دل ان تھا۔ پھر وہ اصلی عمارت کے قریب پہنچ گیا۔ یعنی انہیں وہ نظر کھا گیا ہو گا۔ وہ بیزی سے اس دروازے کی طرف تباہ کیا۔ جنم بھریں بھی نظر نہیں رکھ رہے تھے۔ عمارت کی سائیڈ پر ایک کشادہ مگر طویل راہ لیا۔ دروازہ میں ہمیں سی ایک بھری تھی اس نے بھری سے آنکھ رکاں تو واقعی انہیں بھی تھی۔

وہ اس میں طافل ہو گیا۔ وہ اب بھی ریگ را تھا۔ طبیعت کے دم میان میں ایک سایہ ایک سیفت پر چکا ہوا تھا۔ اس نے پہلی تاریخ جلا کر کمی تھی۔ جس ایک دروازہ اسے کھلنا نظر آیا۔ وہ اٹھا۔ اور بھر اس میں گھس گیا۔ یہ ایک ہلوی بارہ کی ریشنی میں وہ سیفت کو ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ جم جوں کو

یہیں تریپ کر لے۔ لیکن چھپ جو سوچ کر دک گیا۔

اس لمحے ملکا ساکھنا ہوا۔ اور سیفِ محل گیا۔

نقاب پوش نے سیف میں ناچڑالا۔ اب اس کے ہاتھیں ایک المباہر کیا ہوا کافہ تھا۔

اس نے تھری سے کافنکی تہیں کھول کر اسے فرش پر بچا دیا۔ تھ کھنٹے یہ کافد کافی لماچہ رکایا۔ کمرے کی سائیڈ کی دیواریں میں اور بھی سین موجود تھے۔

سیف کھوتے والے نقاب پوش نے نقش فرش پر بچانے کے بعد غلیس سے رکھا ہوا کمیرہ اتارا۔ اور پھر اس کا رخ نقش کی طرف کر کے بنن دیا۔ یہ ایک منفرد ساخت کا کمیرہ تھا۔ جو بیرونی طبقے کے اندر ہی میں سیع فوٹ کھینچ لیتا تھا۔ نقاب پوش نے صرف ایک فوٹ کھینچنے پا لیا تھا۔ اس نے دو نقش فرش سے اخراج دبلا تھہ کیا اور اسے دربارہ سیف میں رکھ کر سیف کا سواز بنتھے۔ ایک کھلکھلہ سیف دربارہ بند ہو گیا۔ یعنی اس نے اس کو اس ہرگز کھلنا تھا کہ تلاٹھٹے نہ پایا تھا۔

میران دروازے سے ہٹ کر ایک طرف کھرا ہو گیا۔

کوئی کوئے ملتما کار بمقاب پوش طلبی آئیں گے۔ وہی ہوا۔ درسر سے لے دروازہ کھلنا۔ اور تینوں نقاب پوش احتیاط سے قدم اٹھاتے ہوئے دروازہ سے کلے سب سے آخر میں وہ نقاب پوش نکلا۔ جس نے فوٹ کھینچتے ہوئے میران نے اسے یون پہچان لیا۔ کیونکہ وہ باقی نقاب پوشوں سے زیادہ جیم اور قوی ہیں۔ میران نے سوچا کہ اسے یہیں کپڑا لیا جائے۔ کیونکہ پورستا ہے۔ عماست کے باہر لکھنے پر عالم خراب ہو جائے اور کمیرہ ما تھے۔ نکل جائے۔

اس نے روایور جیب میں ڈالا۔ اور پھر ایک نقاب پوش پالٹ ٹھا۔ اس نے تھیا العقد و راحتی طے اس پر اتھر ڈالا۔

اس کا ایک ماخواں کے منہ پڑا۔ اور دوسراں کی گردان کے گلے ڈپٹ گیا۔ میران کا دراصل عصید تھا کہ آگے جانیوالے نقاب پوشوں کو کچھے نقاب پوش کے کچھے جانے کا پڑنے چاہے۔

لیکن نقاب پوش اس کے اندازے سے زیادہ پر تین لکھا۔ ایک لمحے کیلئے تو وہ اس اچاکھ مدرسے گھبرا لیکن درسرے لمحے اس نے ایک جھکا دیا۔ اور میران کا اتھر اس کے منہ سے بیٹ گیا۔ نقاب پوش کے منہ سے چیز نہیں آگئی۔

جانے والے نقاب پوش یکدم پلٹ پڑے۔ میران نے ایک نذردار مکمل اس کی پیٹ پر مارنا چاہا۔ لیکن نقاب پوش نے ایک جیرت انگریز فدا مارا۔ اور میران الٹ کر اس کے آگے فرش پر چاہا۔

میران کے پیٹ میں حادہ بنا تھا۔ لیکن وہ فرش پر گر کر یون اچھا بیسے اس کے جسم میں سپر بگ گئے ہیں۔ اچھا نک نقاب پوش نے ناچہ ہرا رہا۔ اور پھر اس کے اتھر سے دو کمیرہ نکل کر آگے چاہا۔

میران استئین اس سے پلت پکا تھا۔

لیکن ایک نقاب پوش نے تھری سے کمیرہ اٹھایا۔ اور دوسرے میران کی طرف پکا۔

بھروسہ دوسری ایک درسر سے پلتے ہوئے دلوار کے ساتھ رکھی ہوئی ایک الماری سے شکست۔ ایک دھماکہ ہوا۔ اور دوسرا مرکزی نقاب پوش کے ساتھ ساتھ میران کے پیٹ بھی جیرت انگریز تھا۔ کیونکہ اسکے ہال روشن ہو گیا۔ اور لوپری سمانت تین گھنٹیوں کی آوانسے گئی تھی۔ یعنی اس الماری پر بھی صفائی لفاظ نہام فٹ تھا۔

بکیرہ مکر جاگو۔

عمران کے نیچے آئے ہوئے نقاب پوش نے  
چھ کر کہا۔

ادھپر دلنوں نقاب پوش بھاگ پڑے۔

عمران نے ان کے چھپے بیگنا چاہا۔ لیکن نقاب پوش اس سے پٹ لیا عمران  
کو خستہ کیا۔ ادھپر دسرے لمحے اس نے اس کی گرد دل پر زرد طار مکا ملا۔  
نقاب پوش کی گرفت ڈھیلی پڑی۔

عمران اچھل کر اس کی گرفت سے آزاد ہوا۔ ادھپر تیزی سے ان نقاب پوشوں  
کی طرف بھاگنا ہوا اس سے بھل گیا۔

فرش پر پڑے ہوئے نقاب پوش کی گرد فٹ پھینی تھی۔

عمران سیڑھیاں چڑھتے ہوا ادھ پڑے کمرے میں آیا۔ ادھپر وہ ان حاذہنہ باتیں  
ٹھیک ہائے کہا۔ پوری حالت کی چھٹیاں گنجائی سائی دلی۔

ملودی چکنی ہو گئی تھی۔ وہ جاماتِ اسلام کے سے ہجرتِ المهدی میں پہنچ  
گیا۔ نقاب پوش اس وقت وہی پہنچ چکتے تھے۔ عمران پر گریبوں کی بھیجاڑ  
ہونے لگی۔

یریقیناً محافظتے۔ جوان نقاب پوشوں اپنے کیاں برسار ہے تھے ایک خاہاپش  
وہیں لان میں گلیا۔

لیکن دوسرا دلویار کے پاس پہنچ چکا تھا۔ پھر اس پر ہمیگی گویوں کی باڑ پڑی۔ اور  
وہ ہوا میں اچھل کر دلویار کے قریب گر گیا۔

لیکن دسرے لمحے اس کا ہاتھ اٹھا ادھپر و تقریباً اٹھا ہوا دلویار کے پانچا گوا  
ساتھ لان سرخ لائٹوں سے روشن تھا۔ ادھر عمران جیسے ہی بلند ہے میں پہنچا۔ اس  
کے گرد میشین گون کا ہال بنھدے یا۔ وہ بکیرہ رک کیا۔ یہ محافظتے۔

”کون ہوتم۔“ ایک عماقٹ نے جو شاید ان کا آفیسر تھا کوک کر پڑھا۔

”اشدین کا ہج۔“ عمران نے بکھرتے ہوئے جواب دیا۔

”ثٹ اپ۔“ اسی آفیسر نے جھوڑ کر جواب دیا۔

”اسے تم بھروسون کو کچپ د مجھ سے تم نے کیا لیا ہے۔“ عمران نے چھتے ہوئے کہا۔

”بھروس مت کرو۔ ہمیں دھوکہ دے رہے ہو تو قبضہ ہو۔“ خبر ط

اگر وکٹ کی تو گولیوں سے ہم چلنی کر دیں گا۔“ آفیسر نے کوئی کہتے ہوئے کہا۔

عمران بھی گیا کہ وہ تجھی طرح چیز بچا ہے۔ ویسے اسے اطمینان تھا۔ کہ کوئی بھر

کھڑے ہوئے بیک نیز دنے اٹھایا ہو گا۔ لیکن اب اس صیب سے کیا چھپ کا لانہ

”اس کی کاشتی لو۔“ اسی آفیسر نے ایک ساہی کوکہا۔

اور اس نے آگے بڑھ کر عمران کی جب سے روپور اور دیگر سامان کمال یا

ہمیں ہی وہ انتہی قبضہ تھا جس کی لان فلسفیت تھا۔

”اس کے لائق بانہ دد۔“ اس نے دسرا حکم دیا۔

”اسے اسے غصب نہ کا میرے اس بانہ رہے ہو۔ میں کہیں بجا کا لانہیں

چارہ۔“ عمران نے چھتے ہوئے کہا۔

لیکن دو ساہیوں نے اس کے اتفاق پر کہ کسے انہیں اپنی بیٹت سے باڑھ

دیا۔ اب عمران مکمل ہدر پر قابو ہی آچکا تھا۔

”تیرے خیال میں اسے ابھی گولی مار دی جائے اور ٹوکیا جائے کہ مدرسی مار گیا ہے۔

کیونکہ اگر یہ دنہ رہا تو زیادہ سے زیادہ چارہ بانگی سال قید ہو جائے گا۔ میں وطن کے

دشمن افراد کو زندہ رکھنے کے لیے تباہ نہیں۔“ ایک اور آفیسر نے رائے دی۔

”اسے کیوں میراستیاں مارتے ہو۔ مرنسے کے لیے میں ہمیں رہ گیا ہوں۔“

عمران نے شور چاٹتے ہوئے کہا۔

ویسے یہ تھا خیال صحیح ہے۔ ایسے قلن کے دشمنوں کے ساتھ یہی سلوک ہوا۔ اس نے پاہیوں سے کڑکتے ہوئے کہا۔  
تھا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ تم جانتے ہو میں کون ہوں۔ چاہیے۔

”ابھی تو معاملہ چارے کنڑوں میں ہے۔“ اسی آفسر نے کہا درپر عران نے فٹے سے کڑکتے ہوئے کہا اس کے لہجے میں بے پناہ کاٹتی۔  
اس نے ایک سپاہی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”میں جانتا ہوں کہ تم ملک کے مجرم ہو۔“ آفسر نے جواب دیا۔  
”شٹ اپ میں تھاری شکایت صدی علقت سے کروں گا۔“ عران  
کاغذ سے بنا حال تھا۔

”چوڑی زیادہ باقی نہ بناو۔ صدر علقت سے اب قیامت کے دل بات کرنا۔“  
آنیس کا واقعی دماغ خراب ہو چکا تھا۔

عران شخص میں بل کہا بات تھا۔ وہ تربی طرح پھنس پکھا تھا۔ اس کے چاروں ہاتھ  
مشین گھنیں تھیں۔ اور اس کا پلاں ایک پال آفسر سے پہنچا تھا۔ اس کے دہم دگمان  
میں بھی ہمیں تھا کہ معاشر یہ ہجورت بھی افتخار کر سکتا ہے۔

”تم انہیں فون تو کرو۔ پھر میں بے شک مجھے گولی مار دیں۔“ عران  
آئیز بھیں کہا۔ چرانہ حوالے۔

اور سپاہی عران کو مشین گن کی نالیں سے ٹھوکا دیتے ہوئے ستون کی  
طرف لے چلے۔

عران نے سوچا کہیں ہے پاگل واقعی یہ سب کچھ کر بگزیں۔ اس کے ہمراہ پر  
یکم گھری سنجیدگی چاگکی۔ وہ رک گیا۔

آفسر میں تھیں حکم دیتا ہوں کہ میرے ہاتھ کھول دعاوی فردا نہ اڑ پلٹا  
کے سیکھی سر سلطان سے میرا ڈاٹ کر لاؤ۔ عران کے لہجے میں اپنا  
سے نوارہ سنجیدگی اور مقارتھا۔

آفسر اس کے لہجے سے ایک لمحے کے لیے مشکھا لیکن پھر صحت ڈا۔

”مگر اس مت کرو۔ میں تھیں ایک لمحے کی بہت تھیں دے سکتا۔ چنانستون

کے ذمیں مجھوں کو کچھ دلایا جاتا۔“

استئنے میں مخالفت اسے میں گزیں سے دعیتے ہوئے ستون کے پاس لے گئے

میں کہتا ہوں آقیرت میں ایک بار فرن تو کرو۔ تم ایک جیساں غلطی کر رہے ہو۔  
ایسی جیساں غلطی جس کی تلیر شاید دنیا میں نہ رہے۔

عمران نے ایک باچپر سے سمجھانے کی کوشش کی، لیکن آقیر کا شاید واقعی  
دعا غرب ہو چکا تھا۔

“باز ہو لے۔” — اس نے عمران کی پرداہ نہ کرتے ہوئے سپاہیوں  
کو ڈائٹ کر کھا۔

عمران نے سوچا کہ اب فردی کچھ کرتا چاہیے لیکن اس کے انہیں سے غصبوی  
کسما تھوڑے تھے ہوئے تھے ساد پر ایک نہیں تھیں چالیں میتھیں گھنیں دہ کر کھاتا تھا۔ یہ  
الیسی سچوشن تھی کہ اس کی بیٹھی میڈ کو پڑھی جی چوتاب دے گئی۔ اور درسرے لمحے وہ  
رسیوں سے ستوں سے بندھا کر رہا تھا۔ آقیر اور سپاہیوں کی طرف اس کی پشت تھی۔  
مرت اس سے مرت ایک لمحے کے خالصے پر تھی۔

ابھی آقیر نے شارہ کرنا تھا، اور اس کے جمیں میں نہیں کہ سیکھوں گریاں گزر  
جلن تھیں۔ اس نے سوچا کیا واقعی۔ اس کی موت اپنے جنم وطنوں کے ہاتھوں بھی  
ہوئی تھی۔ اور آقیر نے سچوپ سے روپاں والانہ اونچا کیا۔ سپاہیوں نے متنیں کی  
سیچی کریں۔ ان کی اگھیاں شرمنگھوں پر بن گئیں، آقیر کے انھوں میں چمکتیں بیسیں  
اس نے روپاں نیچے کرنا تھا۔ اور عمران پر گھویں کی بارہ ہو جانی تھی۔

سٹیڈی — دن — ڈی — تھری — نائز — اور فضا پے در  
پے دھماکوں سے گونج اکھی۔

کوئی حکم کو کہا جائے  
ختم شد

## بساساشی کے مسلسلے کا دوسرا اود دلختری حصہ

کیا عمران بے بی بی کی مرت مارا گیا؟ کیا عمران کی مرت اپنے ہی  
ہم ٹھوڑے کا ہاتھوں کمکی ہوئی تھی؟ ۱۰ اصل بساساشی کوئی تھی؟ اس کا  
مشن کیا تھا؟ نیکھلی میں موجود ہے رام بساساشی کا شہنشاہ تھا۔  
کیا وہ اپنے مشن میں کا یاب بہرگئی؟  
اگرچہ سپن لد مارنے والان سے ہر پر ایک یادگار کھانا۔ جس کا پ  
بد بارہہ حصہ مجھ سر جانشی میں  
کیا وہ اپنے مشن میں کا یاب بہرگئی؟  
اگرچہ سپن لد مارنے والان سے ہر پر ایک یادگار کھانا۔ جس کا پ

تفصیل

مصطفیٰ  
کلیم  
ام۔ اے



یوسف برادر پلشنز بکیز پاک گیٹ ملتان

عمران سے زمیں خود شر کی آوریش پر انتہائی پراسرار اور تحریر خیز بول

# شودر مان

(صفحہ) مظہر لکیم احمد اے

شودر مان شیطان کے پچالوں کی مرکزی عمارت جسے شیطانی قوتوں نے ناقتل تنیر بنایا تھا۔

شودر مان کافرستان کے پہاڑی جنگل میں صدیوں سے قائم ایک عمارت جہاں مکمل شیطانی قوتوں کا راجح تھا۔ کاجلا شیطانی دنیا کا ایک ایسا شیطانی نسبت خود شر کی آوریش میں شر کی وقق کی نمائندگی کرتا تھا۔

ہماہمان کاجلا کا سب سے بڑا جملہ شیطان کا خصوصی پیروکار اور شور مان کا گھر لے لے جو انتہائی خونکش شیطانی قوتوں کا حامل تھا۔

کاجلا جس کے پیروکاروں نے عمران کو پاکیشیاء اغوا کر کے اپنے قبضے میں کر لیا۔ کیا عمران شیطان کا پیروکار بن گیا — یا — ؟

وہ لمحہ جب خیر اور روشنی کی قوتوں نے عمران کو ہی شور مان کی بھجنی اور ہماہمان کی بلاکت کا مش من سونپ دیا۔ پھر کیا ہوا؟

وہ لمحہ جب عمران اپنے ساتھ جونف بونانا اور نائیگر کو نے کر شور مان کی جانی اور کاجلا کی سکوبی کے لئے کافرستان کے قومی پہاڑی جنگل میں داخل ہو گیا۔ وہ

علاقہ جہاں انتہائی خونکش شیطانی قوتوں کا مکمل راجح تھا۔

\* وہ لمحہ جب عمران اپنے ساتھیوں سمیت شیطانی قوتوں کے خونکش گنجے میں جکڑے جانے کے بعد بے بیس ہو گئے۔ کیا عمران واقعی شیطانی قوتوں سے لکھت کھا گیا — یا — ؟

\* کیا عمران شور مان کو تباہ کرنے اور ہماہمان کو بلاک کرنے میں کامیاب ہو سکا۔ یا خود ان کا فشکار ہو گیا — ؟

انتہائی حریت اگلیز انجام

\* کیا عمران شیطانی قوتوں کے انتہائی خونکش جہاں کو توڑنے میں کامیاب ہو سکا۔

خیر و شر کے درمیان ہونے والی ایک لکھ اکی اوریش

جس کا ہر لمحہ قیامت کا الحد ثابت ہوا

پر اسرار، حریت اگلیز، منفڑ اور بچپ و افاقت سے بھر پور

ایک ایسا انوکھا ناول جو جاسوتی ادب میں یادگارِ حیثیت کا عامل ہے

چھٹائیں ہو گیا ہے چھٹا

کچھ ہی اپنے قریبی بکٹ میل یا  
برہ راست ہم سے طلب کریں

## یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

مران سیاریز

مادام



منظہر کلکٹوں ایم اے

بلیک بے ہوش سیاہ پوش کو اٹھا کر اپنی کار میں ڈال آیا اور پھر اس کے بعد واردات کر عمارت کی دیوار کے پاس کار چھپ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ مجرم یقیناً بھاگتے ہوئے یہیں سے گزریں گے۔ کافی دیر تک وہ وہاں دم ساد ہے پڑا رہا۔

umarat میں مکمل خاموشی تھی۔ جو بلیک زیر و کوچھ غیر فطری محسوس ہو رہی تھی۔ جیسے طوفان آنے سے پہلے ایک بھی انک اور پراسرار خاموشی چھا جاتی تھی، اس کے اعصاب پر نہ جانے کیوں ایک عجیب سی بے چینی چھا گئی۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ ابھی کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے۔ وہ خاموشی سے وہاں پڑا حالات کے وقوع پذیر ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ اچانک اسے جھٹکا سالاگا۔ کیونکہ بھی انک خاموشی کا طسم تیز گھنٹیوں کی آواز سے درہم برہم ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی عمات پر لگی ہوئی سب سرج لائیں چل اٹھیں۔

چند لمحے بعد لاگاتار بجھنے والی سیٹیوں کی آواز نے ماحول کچھ اور پراسرار بنادیا تھا۔ پھر اچانک اندر سے مشین گنوں کی فائر نگ ک آوازیں آئی شروع ہو گئیں اور ساتھ ہی تیز قسم کی چینیں، بلیک زیر و سمجھ گیا کہ محافظوں اور مجرموں میں ٹھن گئی ہے، لیکن عمران کہاں ہے اور کس

پھوٹیں میں ہے۔ اس کا وہ اندازہ نہ لگا کا۔ دیسے لے مکمل یقین تھا عربان ہر قسم کی پہنچ کرنے کا صلیبیت کی صلاحیت رکھتے ہے۔ ابھی دہران کے متعلق سوچ بھی رہا تھا کہ اپنا کم کوئی اڑائی ہوئی جیز دیوار کے پرول طفتر سے اس کے قرب آگئی۔

بلیک زیر نے پہل کراچی یا تو ایک جھوٹا سا کیروں خا تھا۔ یقیناً اسے اندر سے بھیجا گی ہو گا۔ وہ سوچنے لگا کہ اس کام بھروسے کیا تعلق ہو سکتا ہے اور پھر اس کے دامن میں جیسے رہشی کا جم جا کا سا بہو۔ اور وہ سب کچھ کچھ گیا۔ یقیناً بھروسے نے نقشہ اٹانے کی بجائے اس کا فوڑہ لات لیا۔ باہر سمجھا اور پھر عاظموں سے معنی جانے کے بعد انہوں نے کیمرو اس سے بہار چیک دیا۔ ان کا ساتھی جواہرہ گیا تھا۔ وہ بیکرہ کے کفرار ہو جائے بلکن یہ تو انہیں معلوم ہی نہیں تھا کہ باہر کی پھوٹیشن میں مجھی تبدیلی اپنی ہے اور کچھہ ان کے ساتھی کی بجائے بلیک زیر کے اتفاق ہے گا۔ اصل پھر اس کے اتفاق تک جیسی تھی بلکن عربان اپنے سکھارت سے باہر ہٹنے کا لکھا تھا۔ وہ کافی دیر چکٹ انتظار کرتا رہا۔ بلکن تو عربان عمارت سے باہر آیا اور نہیں بھروسے کا کوئی ساتھی۔ عمارت میں خاموشی تھی۔ سرچ لاٹھیں بدستور جل رہی تھیں۔ بلکن فیکن فیکن پھر پھر پھر پھر۔

بلیک زیر و اس اتنے کچھی تبدیلی تھیں بھروسے عاظموں کے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں۔ بلکن

سوال تھا عربان کا کہ اس پر کیا تھی؟ وہ اپنے بلکن باہر کیوں نہیں آیا۔ اس نے انہیں پرچھی رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ بلکن کوئی حوالہ نہیں۔ اس اپنے عربان کے متعلق تشویش ہوتے گئی کہ کمی ملکیں ہیں۔ بعین گیا ہو۔ چند لوگوں کی تکش کے بعد بلیک زیر نے بھی اندر واخی جائے کا فضل کر لیا۔ جاگر عربان کا پتہ چلا کے۔ اس نے عمارت پر جلتے والی دلوں سرچ لاٹھیں کی کا فرور جائزہ لیا۔ اس نے جوس کی کار دلوں سرچ لاٹھیں کھوم کر جب داپس جاتی تھیں تو دلوں کے دائرے کے درمیان ایک کوچاٹ گئیں۔ جو عربان پر شین گئی تھی کھڑے تھے اور جیسی اس آفسر کی پہلی نظری ہوئی اس کے جسم میں کھس گئی جو اخونیں رو دالیے آئڑر دے رہا تھا۔ بلیک زیر

پھوٹیشن میں ہے۔ اس کا وہ اندازہ نہ لگا کا۔ دیسے لے مکمل یقین تھا عربان ہر قسم کی پہنچ کرنے کا صلیبیت رکھتے ہے۔ ابھی دہران کے متعلق سوچ بھی رہا تھا کہ اپنا کم کوئی اڑائی ہوئی جیز دیوار کے پرول طفتر سے اس کے قرب آگئی۔

بلیک زیر نے پہل کراچی یا تو ایک جھوٹا سا کیروں خا تھا۔ یقیناً اسے اندر سے بھیجا گی ہو گا۔ وہ سوچنے لگا کہ اس کام بھروسے کیا تعلق ہو سکتا ہے اور پھر اس کے دامن میں جیسے رہشی کا جم جا کا سا بہو۔ اور وہ سب کچھ کچھ گیا۔ یقیناً بھروسے نے نقشہ اٹانے کی بجائے اس کا فوڑہ لات لیا۔ باہر سمجھا اور پھر عاظموں سے معنی جانے کے بعد انہوں نے کیمرو اس سے بہار چیک دیا۔ ان کا ساتھی جواہرہ گیا تھا۔ وہ بیکرہ کے کفرار ہو جائے بلکن یہ تو انہیں معلوم ہی نہیں تھا کہ باہر کی پھوٹیشن میں مجھی تبدیلی اپنی ہے اور کچھہ ان کے ساتھی کی بجائے بلیک زیر کے اتفاق ہے گا۔ اصل پھر اس کے اتفاق تک جیسی تھی بلکن عربان اپنے سکھارت سے باہر ہٹنے کا لکھا تھا۔ وہ کافی دیر چکٹ انتظار کرتا رہا۔ بلکن تو عربان عمارت سے باہر آیا اور نہیں بھروسے کا کوئی ساتھی۔ عمارت میں خاموشی تھی۔ سرچ لاٹھیں بدستور جل رہی تھیں۔ بلکن فیکن فیکن پھر پھر پھر۔

کی باڑ ماری اور بیک زیر واس کے ساتھ آئلا۔

اس طرح وہ دونوں لان میں آگئے۔ اچانک عمران نے مشین گن کا رخ میز صورتی پر لایٹ کی طرف کر دیا وہ سرچ لائیٹ کے پر خپے اٹا گئے۔ اور لان کے ایک شخصی حصے میں اندر ہیچا چا گیا۔ اور وہ دونوں جگہیں تقریباً بجا گئے ہوتے لان عجید کرنے لگے۔ پھر وہ میسے ہی دیوار کے پاس پہنچے وہ سرچ لائیٹ کا شیش کر رہا تھا۔ عمران نے ایک بار پھر نشانہ سرچ لائیٹ کا لایا۔ اس باتی وہ سرچ لائیٹ کی وجہ پر گئی۔ پھر دونوں نے عجب لگایا اور دیوار سے ہوتے ہوئے وہ سری طرف جا گئے اس سے پہنچے کہ وہ اُٹھنے ان کے چاروں طرف ہیلو اور رانشوں کا حصار بند ہے گیا پولیس تھی۔ جو بھی ابھی دہل پہنچے تو اس نے عادت کے گرد گیر کا دال دیا تھا۔ عمران اور بیک زیر دے میسے ہی باہراً گئے انہیں کو رکر لیا گیا۔

”ہینڈن پ، مشین گن چینک د“۔ ایک پولیس آفیسر نے انہیں حکم دیتے ہوئے کہا۔ اور ان دونوں نے وقت کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے مشین گن میں چینک کراچہ اور پاٹھالیہ۔ بیک زیر دا بھی نقاب میں تھا۔ عمران کا پھر کھلا ہوا تھا۔ ان کے چڑوں پر ٹارچوں کی روشنیاں ڈالی گئیں۔

”تمہارا اچارج آفیسر کون ہے؟“ بیک زیر نے اس پولیس آفیسر سے جس نے انہیں مشین گن پہنچنے کا حکم دیا تھا۔ مخاطب ہوتے ہوئے سخت ہو گئی پوچھا۔

”میں ہوں۔ کیا بات ہے“۔ اسی آفیسر نے سرداپ بھی میں جواب دیا۔ ”میری بائیں جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک یونگ کھال لوٹ مہیں پتہ چلے گا کہ میں کون ہوں“۔ بیک زیر نے آفیسر کو حاکماً نہ انہل زمیں کہا۔ پولیس آفیسر نے بیک زیر کی باشی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک یونگ کھال لیا۔

کی اس اچانک فائزہ سے پکریں پیش یکدم تبدیل ہو گئی۔ سپاہیوں میں ایک لمحے کے لیے ملکگرد پر گئی وہ سب بولکھا ہوتے میں تیزی سے منتشر ہو گئے۔ بیک زیر نے عجب لگائی اور پھر برقی رفارڈ سے اچھا ہوا عمران کی پشت پر آ کھرا ہوا۔ ساہی منتشر ہو کر مردی سے تھی کہ بیک زیر نے بھپٹہ کر مردہ سپاہی کے کاغذے گری ہوئی مشین گن اٹھائی۔ اور پھر اس نے چاروں طرف گوم گوم کرانہ عزادہند گولیاں برسانہ شروع کر دیں۔ اس کی اور عمران کی پوزیشن اس وقت انتہائی نازک تھی۔ وہ سکھے برآمدے میں تھے کہیں سے جی گولی انہیں چاٹ سکتی تھی۔ لیکن بیک زیر کی انہزادہن جلالی ہوئی گولیوں کی بوجھاڑ سے سپاہیوں میں ایک بار ملکی ہو گئی۔ بیک زیر نے ایک اٹھا میں مشین گن تھام لی۔ اور وہ سرے ساتھ سے گھٹ کی جیب سے پھر سے چاقو نکال لیا۔ دستے پر فلسا دباؤ دیتے ہی چاقو کا انتہائی تیز پھل بھٹے سے باہر نکل آیا۔ اس نے ایک بار پھر مشین گن کا باڑ ماری اور پھر عمران کی رسیمان کاٹنے میں اتنی پھریں اتنا تیزی مکھانی کر عمران بھی سیران رہ گیا۔ اب عمران آزاد تھا۔ عمران نے آنادہ ہوتے ہی بیک کر ایک ادمشین گن اٹھائی۔ اور ان دونوں نے ستون کی آڑ سے کر گولیاں جلانی شروع کر دیں۔

”مسکھے خیال میں اب بہاں سے بخنے کی کوشش کرنے چاہیے“۔ عمران نے بیک زیر دے کہا۔

”مجی ہاں“۔ بیک زیر نے منتشر سا جواب دیا۔ تو پھر ایک ہی صورت ہے تم باڑا مارو اور میں بھاگ کر آگے جاتا ہوں۔ پھر میں باڑا ماروں گا اور تم میری پریودی کرنا۔ بیک زیر نے اثبات میں سرطادیا اور اس کی مشین گن اور بھی زیادہ تیزی سے گھٹھنے لگی۔ عمران نے جھپٹ لگایا اور اچھل کر پلاٹ میں آگرا۔ پھر اس نے مشین گن



حُصُدر بھی کیپن شکیل کی مدد کے لیے فکر ہی میں پہنچا تھا۔ صدر بھی ایک آپریٹر کے روپ میں وہاں پہنچ گیا تھا۔ کیپن شکیل کی اطلاعات کے مطابق آج رات ہم سوون نے اپنا نائل اپکریشن اسٹام وینا تھا۔ کیپن شکیل نے میریکا کی ملکانی کرنے کا فیصلہ کیا۔ کوئی نکار اس وقت وہ ہی ایک ایسا مہرہ تھا جو نظرودن کے سامنے تھا۔ شام کے وقت اس کی میں دیبا شنٹ میں ڈیلویٹھی۔ لیکن ڈیلویٹ مزدوج ہونے کے کافی نہیں بعد سچک جب وہ دیبا شنٹ تو کیپن شکیل کو شکست گزرا۔ اور وہ اس کے رائشی گروکی طرف گیا۔ لیکن یہ دیکھ کر اس کی چیزت کی انتہائی رہی۔ جب میریکا کا گورہ اس نے خالی دیکھا۔ اس کا مطلب تھا چلنا اُزگی۔

اور پھر اس نے جیسے ہی ٹارپ کی رشتنی اس پر ڈالی وہ پوکھلا گیا۔ پوکھلا سہی میں اسکے باختہ ٹارپ نیچے گرپھی اور اس نے اٹیاں ملکر کمیب زور دار سلیوٹ بلیک زیر د کر کے

بیک زیر داد عراں نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اٹھا چینچے گردیے۔ اپنے آندر کو اس طرح سیلوٹ مارتا دیکھ کر تمام پوسس والے بھی بوکھارہ بھی میں اٹھیں ہو گئے۔ ادا کسی ہمراکے شدید حرمت کی دعا سے گھوکھے کر دے گئے تھے۔

”سر— سر آپ“ پولیس آفسر کے مذہب سے بھرت، لوگوں کا اعلان ہے۔ خوف سے الفاظ ہنین ہلک رہے تھے۔  
 ”اُن ہم چند لوگوں کا تابع کرتے ہوئے کافر گئے تھے کہ عالمیوں نے ہمیں بھر جھک کر ہم پر گوریاں پلا دیں۔“ بیک زیر دنے حالات کی تدریس و ضامت کرتے ہوئے پولیس آفسر سے کہا اور پھر بیک زیر دبڑے کر اس جگہ تک کی طرف طرت گیا جہاں اس کے سامنے تھا۔ تھیکہ ابھی حکم دہیں موجود تھا۔ اس نے کبھی اٹھایا اور اسے ملک کے حلے کر دیا۔

عمران نے خاتمیت کے کام بھیک زیر دے کے انتہا سے لے یا۔ پھر وہ پوئیں آفسیر کی سرکردگی میں عمارت کے کپڑا اور ٹینسیں داخل ہو گئے۔  
umaran ne khatmiat ke kam bheek zir de ke anteha se le ya. phr wo poyis aفسir ki serkardagi mein umarat ke kapra aur tensiں داخل ہو گئے۔

عمارت کے حافظوں نے پوئیں کو کچھ کرنا اور بھیک بند کر دی تھی اور چند روزی لمحوں بعد عمارت اعلیٰ سرکاری ااضروں سے پڑے ہو گئی۔ نسلیت دنایع کے سکریٹری خفقت مل وزارت داخلہ کے سکریٹری سر سلطان، میر حماں اور اس کے علاوہ بھی متعدد اعلیٰ آفسیر ہیں ملڑی کے اعلیٰ رہبک آفسیری سخی شال تھے۔  
ser-o-haman ne de baan umarun ko moharrid paiker menh bhekaaz yea. akhlaq ul'an sab se nazafat ho soker tamam halat bilal ra hata.

ادھر جیسے ہی اٹھ کر شکل کی طرف بڑھا صوفیہ کو نکل گزرا۔ اور پھر جب اس نے کن اکیدوں سے اسے کیپن شکل سے سرگوشی کرتے دیکھا تو وہ لکھنگی۔ اس نے تیری سے بلاد نہیں احتفا کیا اور دوسرے لئے بلا قذیقے تکل کر ریلوالوس کے انھیں خدا۔ اس نے صدر طالی دراز مکمل کر ریلوالوس میں ڈال دیا اور دراز نہیں کر دی۔ اس سارے کام میں اسے دیا دے سے دیا دے چند سینکڑ لگے۔ اور وہ دبارہ اپنے کام میں یوں مشغول ہو گئی۔ جیسے اس نے سراخا کر جی نہ دیکھا ہو۔ صدر اور کیپن شکل صوفیہ کی طرف بڑھے۔

”میثم آپ براہ کرم اپنے بلا قذیقے رویوالنکال کر میرے علے کر دیجئے۔“ کیپن شکل نے قریب اُنگ صوفیہ کے چکانے لیجی میں کہا۔  
”کیا مطلب؟“ صوفیہ نے سراخا کر حیرت سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

کیپن شکل داں چونکہ بطور اچارج کے کام کر رہا تھا۔ اس لئے دہان اس کے باس اس قسم کے اختیارات موجود تھے کہ کسی بھی لمحے کی کوچک کر سکتا تھا۔ کیپن شکل نے قریب اُنگ کا اشارہ کیا اور داٹھ کر قریب اُنگی۔ کیپن شکل کے حکم پر اس نے صوفی کی تلاشی لی۔ لیکن اس کے پاس کوئی چیز نہ لکھی۔ صدر اپنے اندازے پر بشرمند ہو گیا۔ کیپن شکل نے صوفیہ سے محفی اُنگی۔ ویسے اس کے ہمراہ برائیں تھیں وہ کچھ کیپن کو سمجھ نہیں پایا تھا کام ہوتا رہا۔ صدر بھی سوچ ہیں گما تھا۔ ویسے وہ چیز تھا کہ صوفیہ کے پاس رویوالوں نہیں تھلا۔ حالانکہ اس نے اس کی موجودگی صاف طور پر محسوس کی تھی۔ اور اس کا اندازہ غلط نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ سچ رہا تھا کہ پھر اسی دیر میں رویوالوں کہاں گم ہو گیا تھوڑی دیر بعد کیک گھنٹے کی رویٹ ہو گئی۔ سب درکار مکمل کر کا من ردم میں چلتے دھیرہ پہنچ کے کیے ٹلے گئے صوفیہ ابھی تک کام میں

کیپن شکل کی کمبوں نہیں آ رہا تھا کہ آخر بیکا کہاں غائب ہو گئی۔ وہ کچھ سوچتا ہے دالپس میں ڈیپارٹمنٹ میں آگئی میں ڈیپارٹمنٹ میں اس وقت صدر اور جریلی بھی موجود تھے۔ جو لیا آج سیلی مار میں ڈیپارٹمنٹ میں آئی تھی۔ صدر کے ساتھ ہوڑکی کام کر رہی تھی۔ اس کا نام صوفیہ تھا۔

صدر نے محسوس کیا کہ صوفیہ اپنے کام گواہ خیرہ قسم کی رکھی تھی۔ وہ جب سے ڈیپوں پر آئی تھی۔ مستقل کام میں ہی منہج کی تھی۔ اس نے ایک مرتبہ ہمی کام کے مطابق منہج سے اور کوئی پات نہیں کی تھی۔ صدر کام کرنے کے مطابق چونکہ نظرودن سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی تھیں جس بتلارہی تھی کہ خطہ اس کے آس پاس کہیں قریب ہی موجود ہے۔ کیون اب تک وہ خود کو محسوس نہیں کر سکتا تھا۔ کیپن شکل کے بھت پر بیکا کو کافی تلاش کی گئی۔ لیکن بیکا مرے سے ہی غائب تھی۔ کیپن شکل دوبارہ اپنے کام میں منہج ہو گیا۔ صدر سر جھکاتے میں کیڈ انگ نوٹ کر رہا تھا کہ اچاک اس کی نظر امٹی۔ اور اس کے دامن میں ایک شکل کی ہے گزگزی۔ کیون کہ اس نے صاف طور پر محسوس کیا کہ صوفیہ کے بلا قذیقے رویوالوں موجود تھا۔ اس نے سوچا ایک عام سی اپریٹر کو رویوالوں کی کیا مزدت سے۔ لیکن دال میں پچ کا لاد ہے۔

صوفیہ پر کام میں شفول تھی۔ صدر نے سڑاٹا کر کیپن شکل کی طرف دیکھا جس سڑاٹا اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے کیپن شکل کو ایک مخصوص اشانہ دیا۔ اور کیپن شکل اشانہ سمجھ کر ایک طرف پڑھ گیا۔ صدر بھی میٹن سے اُنکر ارادہ ہی پڑھ گیا۔

”کیپن مجھے صوفیہ پر ناٹک ہے اس کے بلا قذیقے رویوالوں موجود ہے۔“ صدر نے سرگوشی میں کیپن شکل سے کہا۔  
”میرے خیال میں اس کی فریت تلاشی لے جائے تراپھا سے۔“ کیپن شکل نے جواب دیا۔

مصر دست تھی صدر محبوہ اُنھیں۔ صوفیہ کام میں اس طرح منہج تھی۔ آدم سے گھنٹے نہیں صوفیہ سارے ہال میں اکیلی بیٹھی کام کر تی رہی۔ صدر کا لیقین کچھ پہنچ ہو جا رہا تھا۔ اس نے دو ایک کھڑکی سے چٹا ہوا۔ صوفیہ کی نفس و حکمت کی گمراہی کر رہا تھا۔ آدم سے گھنٹے بعد صوفیہ کرسی سے اٹھی۔ اس نے ایک توپیخن انگڑائی۔ اور پھر آہستہ آہستہ قدم اشغال ہوئی ہال سے باہر نکل گئی۔ صدر مالکہ سوسو گواہ کا اس کے اندازے پر بہا غلط ہو رہے تھے صوفیہ ہال سے نکل کر کامِ درم میں آئیں تھی۔ اس کے چہرے پر بیٹھا الہیان تھا۔

بیٹھ کے بعد جب سارے لوگ ہال میں داخل ہوئے۔ صوفیہ بھی انہیں شہین کے سامنے آئیں۔ اتنے میں صوفیہ کو ریکارڈ روم سے بلا آگلیا۔ صوفیہ اٹھ کر ریکارڈ روم میں چھپی گئی۔ ریکارڈ روم اس تمام بیماری کا سب سے اہم اور خصیص شیرخا یہاں ان تمام فارمولوں کی کاپیاں موجود ہوتی تھیں۔ جو کھل ہو چکے تھے جن پر درک ہو رہا تھا۔ اس شبے میں صرف با اختصار اور پلے وکرچا جائے تھے جو کہ جو بالا۔ صدر دادی کی پیشہ کو یہی اس شبے میں جانے کی اجازت نہیں تھی۔ دیے گئی اس شبے کی حفاظت کے لیے ہبڑی انتظام کئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ ایک اور بات بھی ملحوظ خاطر کی گئی تھی۔ کہ کسی بھی دوسرے کو مستقل طور پر اس شبے میں تیبات نہیں کیا جاتے۔ بس افساری پرانے اور اعتماد درکر زمیں سے کسی کسی بھی وقت اپنے اعلان دیئے اس شبے میں بلایا جاتا۔ صوفیہ جو کافی پرانی اور با اعتماد درکر تھی۔ اس نے اس وقت اپنے اعلان نے صورت کی اور اعتماد درکر زمیں سے کچھ پہنچا۔ صوفیہ کے اٹھ جانے کے بعد صدر بھی شہین سے اٹھ گیا۔ ہال میں شہیں کمال کر دیا تھا۔ صوفیہ کے اٹھ جانے کے گم ہونے کی انہیں بے حد شکری تھی کوئی شخص مشترپ نظر نہیں آ رہا تھا۔ دیے رہیکے گم ہونے کی انہیں بے حد شکری تھی وہ تینوں سوچ رہے تھے کہ ریکارڈ اخراج ہماں جا سکتی ہے۔ بھکڑی کے مخالفین مبارکہ کی تلاش میں مصر دست تھے۔ لیکن اس کا کہیں نام و نشان بھی نہیں مل رہا تھا۔

**عمران** اور بیک زیر آفیریوں سے جان پھر اکرم والیں پانچ کا کھلپن بڑھے کیمہ ابھی تک عمران کے ہاتھ میں نکل رہا تھا۔ بیک زیر و نے آگے بڑھ کر کار کا دعاوازہ کھولا اور بھر دے ایک دلچسپی سے ٹک گیا۔  
مکیا ہوا۔ — عمران نے اسے رکھتے دیکھ کر کہا۔

”چھپی اُرگی عمران صاحب“ — بیک زیر و نے حریت سے بڑھاتے ہوئے کہا  
کیوں کر کار غالی تھی۔ وہ بے ہوش سیاہ پوش غائب تھا۔  
”چل اتجار سے چھپی کر اب یہ دلیں بھاگنگا“ — عمران نے کان پر احتراق کر کر  
نگاہ الپا نا شدید کر دیا۔

”کیا مطلب“ — بیک زیر و عمران کی اس بے وقت کی رانگی کو کوئی معنی نہ  
پہنچا کا۔

”بھی مطلب مطلب کا تو بھے بھی پڑتے نہیں۔ بس اچاہک ذہن میں کھلی سی ہونے  
لگتی ہے۔ دیے گئی بھی چھپی کا کام اڑنا ہی ہے۔ اگر اُرگیا تو اس میں جرکتی ہی  
عمران نے خیلیک سے جواب دیا۔

بیک زیر و سے کچھ جواب ہیں کہا۔ وہ فاموٹسی سے کھڑا رہ گیا۔  
”چلاب سیوچ بھی سہی یا یہیں کھڑے رہ کر چالیں دن تک توگ منانے کا

"کار بائیں سائنس پر لگا دھڑکہ۔" اور اس کے ساتھ ہی عمران اور بیک نیرو

و دنوں کی پشتیوں سے روپا لوگ کی نیالیں مگ کیئیں۔ روپا دنوں اس تھوں میں روپا رہتے۔ عمران نے ایک طبیں ساپنے کے کار کا تیج بائیں سائنس کی طرف کر دیا۔ دیےے بڑھ دارج کے نمبر اس اڈل اس کے ذہن میں محفوظ ہو چکے تھے۔ اب کار ایک اور سڑک پر دوڑ رہی تھی فیلے پھوٹھ چھپیں ہو گئی۔ ایک روکنے کے دنوں ایک سلوڈوں کو راگے کار رکھا تھا۔ بیک زیر دینے

عمران کی وجہ سے خاموش تھا۔ نقاب تو وہ کار میں بیٹھتے وقت ہی آتا رکھا تھا۔

"کہاں جانا ہے بآشی؟" ؟ عمران نے مطمئن انداز میں سوال کی۔ اور لڑکی یوں جو کئی جیسے اس کے سر پر ہم پٹ پڑا ہو عمران بیک میں اس کی یہ حالت دیکھ کر سکا دیا۔

"اگلی کار لانگ پر کام دک نہ۔" لڑکی نے جو اس اشی کے لفڑا پر چکی تھی اپنی ہاتھ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"میکن اس کے لیے تمیں ٹرینک کا نسلیں کے پاس جا کر کار لانگ پر تریخ بتی کا انتقام کرنا ہوگا؟"

"ٹھٹ آپ۔" بآشی نے گلستہ ہوئے کہا اتنے میں کار لانگ آپھنی۔ اب اسے کیا کہیں کر دیتی دیاں تھے جی بل دیجی تھی۔ عمران نے کار دک دی۔ اپنے بآشی نے ماخ کو جھکایا۔ اور دوسرا لمحے عمران کے سر پر تیامت بوٹ پڑی روپا لاؤ کا دستہ پوری قوت سے اس کے سر پر پڑا تھا۔ اس لمحے اس کی آنکھوں کے سامنے مختلف رنگوں کے تارے ناچنے لگے۔ اور پھر اس نے اٹھی لانگ سے ماخ کا کار کر کر پیدا۔ بیک زیر و عمران کی اس اچانک حالت سے چونکا اور پھر اس سے پہلے کہہ پھوٹھ سمجھتا۔ بآشی نے ہمپی سے دروازہ کھوللا۔ اور ہم ساخت پا تھوڑے پیدل چند دوارے لوگوں میں مل گئی۔ سب کچھ ایک میکنڈ میں ہو گیا۔ دوسرا لمحے بیک زیر دینے

اماڈہ ہے۔" عمران کے لیے ہمیں تدریسے تھی۔ بیک زیر دینے بیٹھنے میں بھرتی دکھائی۔ عمران نے لاپر دہبی سے کیمہ کچھی سیٹ پر ٹوال دیا۔ اور وہ دنوں آگے والی ٹیکن پر بیٹھنے تھے کار میں خاموشی طاری تھی۔ دنوں اپنے اپنے خیالوں میں سفر تھی شہر

بیک زیر دینے تھے کار لانگ کی سرفہرستی پر بیک زیر دک گئی۔ زندگی ہوتے ہی عمران نے گاٹی گیئر میں ڈال دی۔ لیکن اس سے پہلے کہ سبزی طاری۔

عمران کی کار کا بچھا دروازہ کھلنا اور بیک خصوصیت نوجوان روز کی ماہیں سفرخ رنگ کا پرس

یے بڑے طباں کے بھی سیٹ پر ٹیکی گئی۔ اور دروازہ بند کر لیا۔ عمران اور بیک زیر دینے دروازہ کھنکی کی آزاد سن کھڑک اور دیکھا اور جسم دو دنوں اس روز کو یہ کھیت زدہ رہ گئے۔

"اپ کو کیا ہیئت ہے ختم۔" عمران کی آزاد سے بھی چیخت نہیں تھی۔

لیکن پھر روز کے آواز سنتے کی بجائے اسے کار چلانے کی طرف ریعنی دینا

پڑا کہنے کہ سبزی ہو چکی تھی۔ اور بھی کار دوں نے لگانہ باروں دینے شروع کر دیئے تھے عمران نے کار چلا دی جب وہ کار لانگ پار کر رہے تھے کہ ایک بزرگ دک کی ڈاچ ان کی کار

کے بالکل تریپ سے گزدی۔ اسی لمحے روکی نے بھی سیٹ پر ٹاہو کیمہ اٹھا کر بڑی زبان کی پھلی سیٹ پر چھینک دیا۔ بیرونی آگے سکھتی چلی گئی۔ عمران تو کار لانگ پار کرنے کی تکھیں تھا۔ لیکن بیک زیر دینے روز کی یہ حرکت نوٹ کر لی۔ اور دوسرا لمحہ اس کے ذہن میں چھنا کا ساہبو۔

"پہلو بیات ہے۔" اس نے سوچا اور اس سارا عالم اس کی سمجھیں آکی تھا۔

"اس ستر ڈاچ کا تعاقب کریں عمران صاحب کیمہ اس میں ہے۔"

بیک زیر نے عمران کا شاذ جنمودیت ہوئے کہا۔

لیکن اسی لمحے اس لڑکی کی سخت آواز ساتی دی۔

عمران کی پرداہ ذکر کرتے ہوئے دوڑاہ کوں کر چلا ہجگ لگادی۔ اور وہ بھی صبری میں ٹال ہو گیا  
لتے میں سڑت کی بجا تے بذریقی ہو چکی تھی۔ اور عمران کو پچھے رکی جوئی ٹریک کے سلسلے بیٹے  
ماںے ارنز نے عمران کے ڈوبتے ہوئے قدمیں کوسہارا دیا۔ اور اس نے سر جو ٹکڑ دیا  
اب دہ تدرے پر ہٹاں میں تھا۔ اس نے سر کو ایک لور جھکارا یا اور پھر در سرے لمحکے  
پر سے دباؤ ہٹا کر ایسی لید پر پھیکا پوٹا دیا تو ڈال دیا۔ کار زن کی آٹا لکھائی ہوئی ٹکڑاں  
پا کر گئی۔ کچھ دوڑ جا کر عمران کو کار پاک کرنے کی جگہ نظر آئی اور اس نے کار دیاں روک  
دی۔ ویسے اسے قدرے سے علیاں تھا۔ کام بیک تیری و خود بآسانی کو ٹوپو ڈنکا کے گاہ  
چند لمحے تک دیاں کار دیسکے اپنے خواں بھجت کرتا رہا۔ جبا چھت گئی تھی، دھان سر پر  
ایک گورا ہجر آیا تھا۔ پھر عمران نے کار دو بلے ٹالا۔ اول بلے کا اول بلے کا رکش والش منزل کو  
ٹرن تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ بآسانی واقعی دلیرِ ذہین اور نذرِ عورت ہے۔ کس ظہیرتہ  
اد ساوی سے اس نے عمران کی کار سے کیرو پارکیا اور پھر خود بھی اتر کر علی گئی۔ اد بلوور  
قنا نے ایک عدگو ہجر بھی دے گئی۔ چند منٹ بعد وہ والش منزل پہنچ گیا۔ اس نے جلتے  
ہی نعلیٰ کو لکھتے کیا اور اسے اس سر ڈاج کے نمبر اس ڈائل بتا کر فرقی تلاشن کرنے  
کا حکم دیا اور خود ایک آرام دہ کر سہی پر لیت کر طولیں سانس لینے لگا۔

بڑے گئی۔ اب الہاری کی پیٹ پر ایک دروازہ تھا۔ جو کٹھ جو تھا۔ وہ تیری سے اس دروازے  
اس داخل ہو گیا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی الہاری دباباہ اینج بھر پا پسی اگئی۔ اب  
اون شخص تصور بھی میں کر سکتا تھا کہ اس الہاری کی پیٹ پر کوئی دروازہ ہو سکتے ہے۔  
فوجیان دروازے کے اندر داخل ہو ا تو ایک خاصی طولیں لیکر میں میٹنے لگا۔ پھر کوئی  
بچا کر وہ بائیکی طرف مڑ گیا۔ اب اس کے سلسلے ایک دروازہ تھا۔ اس نے دروازے  
پر تین بار مخصوص انداز میں دھک دی۔  
”کم ان“۔۔۔ ایک فرلانی ہوئی آٹرزاٹی۔ لیکن آذار صاف کسی عورت کی حلموں

ہوتی تھی۔ نوجان نے دروازے پر بکھے سے دبایا تھا۔ دروازہ کھلتا گیا۔ کرو بکل تاک ایک کسی پر بھی کہشن دبا دیا۔ چند سو بند دروازے پر دلکھ ہوئی۔ تھا۔ نوجان نے پہنچ لئے قدم لھائے اور پھر مکبادلہ نہیں میں تحریر کارکھڑا ہو گیا۔ اپنے کم کم ان ”—adam باشی نے حکما نے بجھے میں کہا۔ یہ کہنے کے کئی آزادی اور پھر میں بھی نوجان کھڑا گنا۔ وہ بکر دش بھوگی۔ دروازہ کھلا اور بیٹا اور اس کے ادھر گزیرا ساحدر دش تھا۔ باقی کھکھلے میں پسترد ولی بھی خوشی تھی۔ روشنی پر ”—اس نے مودہ بارہ طور پر سرینکھاتے ہوئے نوجان نے سراٹا یا جھر سرکارہ نہیں میں بھلا۔

”adam باشی کی صرفت میں ایک حقیر غلام تاک دن بھی صرف ہے۔“ ”ایس مادام — دیسے من کی کامیابی کی مبارک ہو۔“ بیٹوں کا ہبہ خوشی اور ”تاک دن بھی من کا کیا ہے۔“ adam باشی کی گرجتی سوئی آزاد سماں وہ ایسے گنار ہو رہا تھا۔ ”کامیابی adam، یہ کیمرو حاضر ہے۔“ تاک دن بھی نے کیمرو فرش پر درہ ایں سے گنار ہو رہا تھا۔ ”ٹھیک لی بیٹوں“ adam نے تھصرا جلوپ دیا۔ اور سہیون فلم دالیں لے کر چکا۔ ہوئے کہا۔

”نمیز فر کا کیا ہے۔“ adam باشی نے بچا۔ اس کے باہر جاتے ہی adam نے میز کی درازتے ٹھانسی ٹھکانہ اور پھر ایک منصوص ”نمیز فر کا کیا ہے۔“ adam باشی نے بچا۔

”پر ڈرام کے طبق صدر کلائیگ پر نیز فر ہمان کی کار سے انکر کر جھیلیں مل جائیں۔“ بیلو ہلیو adam باشی اسپیلیگ اور ”—دہ بار بار بھی نقرہ دہراتی رہی۔“ اگی اور پھر ایک بیٹی کے کریوٹ نیز خری پر پہنچے گی۔ اپنے تعاقب سے ہوشیار منت بعد دوسرا طرف سے آزاد آئی۔ ”گ۔“ دیسے بھی نہیں ایس کی خانلٹ کے لیے ماورے سے ”—تاک دن بھی ”— ”ایس مادام باشی دس ایڈا اور ”— تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہوں۔“ adam باشی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ ”اچھا اب ترجیح کئے جو“ adam آئے سے میری ذیلی نیضیہ شے میں لگ گئی ہے۔ بل سے میں کام شروع کرے۔ اور تاک دن بھی نے مودہ بارہ نہیں میں سرکھکایا اور پھر والیں بھکر دروازے سے باہر چلا گی۔ اس کے باہر جاتے ہی دروازہ بند ہوا اور پھر ایک اور کھکھڑا ہوا۔ اور ”کسی کو تم پر شک تو نہیں ہوا۔“ پورا کموں دشمنی سے بچ لگا گا۔

adam باشی کو سے کوئی نہیں میک ہیں۔ دیسے درمیں پارل کے افراد میری نظر فرش پر دہ کیمرو ٹھا ٹھا۔ دہ دیر میں سے اٹھی اور اس نے فرش سے دہ کیمرو ٹھا ٹھا۔ ”مش کے بعد باہر بکھے کا کیا پر ڈرام ہے؟“

”میرے خیال میں مادام شری کے بعد میں جو لیا کار دپ دھارلوں۔ اس طرح ہا  
نکلے میں آسانی رہے گی؟“

”خیل تو تمیک ہے مگر جو جیسا کوئی طرح ختم کرو گی؟“

”دیجی پر انداز ترقی بیکا دلا؟“

”تمیک بے گھر اتنا ترا کرنا۔“

”آپ بے نکار ہیں مادام۔“

”اوکے اور دیا پنڈ آں۔“ کہہ کر مادام بآسانی نے ٹانسیہ بند کیا۔ اس  
وقت کمرے کے اندر لگا ہوا ملپٹ جلنے لگنے لگا۔ مادام بآسانی نے میز پر لگا ہما ایک  
دیا دیا۔ بلب جلا بجا بیند ہو گی۔ اس کا مطلب تھا کہ اب مادام قادر نہ ہے۔ دو دن کو کولا جا  
ہے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور سیٹ جو اس باختہ اندر دخل ہوا۔ اس کے چہرے پر  
اڑہ بھی تھیں۔ آنکھیں جھیت اور غلت سے بھٹ دی تھیں۔

”م۔ م۔ م مادام۔“ اس سے فتوہ پر انہیں ہمرا رہا۔

”کیا بات ہے سیٹ۔“ مادام کے لیے میں جیت اور پہلی بار نیایاں تھی۔

”مادام کیمیرہ خالا ہے۔ اس میں فلم موجود نہیں۔“ سیٹ نے آخر کمہ  
کی۔ کیا کہا۔ مادام اتنے زور سے دھاڑی کر کرہ گونجنا لگا۔ سیٹ سر جھکا۔  
وہ مادام کی سانکھیں خفے سے سڑخ ہو رہی تھیں۔ اس نے سیٹ سے میز پر لگا ہوا ایک  
بُن دیا دیا۔ جنہے بعد تاک دن بھی کمرے میں داخل ہوا۔

”تاک دن بھی کیمرے میں فلم موجود نہیں۔“ اب مادام اپنے اپنے قابو  
لھنے۔ تاک دن بھی اس کریوں اچھا جیسے اس کے پر دل ملابم بھٹ گاہر۔

”ک۔ ک۔ کیا۔“ اس نے یوں ہکلا کر پوچھا۔ جیسے وہ مادام کی بات  
مطلب نہیں بکھر سکا ہو۔

”کیسے سے فلم پہنچ بی بھاول لی گئی ہے۔“ مادام نے بڑے تنے لجھے میں کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے مادام نہیں سکس باقاعدہ تعاقب میں دا ہے۔“

”نہیں سکس کو بلدا۔“ مادام نے حکم دیا اور تاک دن بھی سر جھکائے ہا برجکل گیا۔

مادام کمرے میں بیٹھنے لگی تھوڑی دیر بعد تاک دن بھی کے ساتھ ایک اور تھامی نوجوان اندر

راخن ہوا۔ اس نے جھک کر مادام کو سلام کیا۔ مادام جذب لمحے بغور نہیں سکس کو دیکھتی تھی۔ اسی اس

کی آنکھوں میں ہے پناہ چک تھی۔ نہیں سکس کی ناگلیں خفت سے کاٹنے لگیں۔

”نہیں سکس تم کب سے عربان کے سچے سچے گے ہو۔“ مادام نے سچے میں تیزی خلیاں تھیں

”مادام بھی جو شاپ آپریٹر اگر کچھ تھی۔ اور میں عربان کی کاریں تھیں۔ جو شاپ میں اتنے

کے بعد میں نہ بڑھ سکتے کہتے کیا۔ انہوں نے بھے دیہیں رک کر موران دھیر کے تعاقب کا

حکم دیا۔ عربان اوساں کا سماں تھی اسی وقت عمارت کے اندر رہے۔ پر اس نے عمارت کو گھیرے

تھیں لے رکھا تھا۔ اور تاک پڑے بڑے بڑے آئھروں وال مسجد تھے۔ پھر عربان اوساں کا سماں تھی

مارت سے باہر لگا۔ عربان کے احتیمیں کیمروں مسجد تھا۔ وہ درون کار کے پاس آئے اور

پھر انہوں نے کیمروں کا کچھ پیٹ پر ڈال دیا اور خود درون آگے بیٹھ دے۔ میں نے

نہیں کرایک بار پھر کھلت کیا تو انہوں نے بھیجے جانے کا حکم دیا اور میں ہیڈ کوارٹر اپس جلا آیا۔

نہیں سکس نے بیان دیا۔

”کی عربان نے عمارت سے ملنے کیمروں کھول دیا۔“ مادام نے سوال کیا۔

”نهیں مادام۔ بالکل نہیں۔“ نہیں سکس نے خوفزدہ لہجے میں جواب دیا۔

”تھیں تھیں ہیں۔“ مادام کے لیے میں فراہٹ آگئی۔

”لیں مادام۔“ نہیں سکس نے کاپنے کرنے لگیں کہا۔

”تو پھر کیمروں خالی کیوں ہے۔“ مادام خفے میں بھی۔

”خالی۔“ نہیں سکس کی آزادی سوت سے بھٹ گئی۔

"اُن کیوں خالہ ہے۔ فلم پلے ہی بھال لی گئی تھی؟"

"مم—مم میں کیا کہہ سکتا ہوں مادام۔ نیز سکس نے انتہائی پریشانی میں جواب دیا۔

"ہوں تے مادام نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

چند لمحے تک وہ سوچتی اور مٹھی ریپر پولی۔ "تاک دن چیز۔"

"یہ مادام۔" تاک دن چیز نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"تم نے عمران کی کہاں کہہ دیتے ہوئے تھے؟"

"یہ مادام۔ زیر دون سکس۔ کے ان ایم۔"

"پھر۔"

"مادام۔ نیز سینون اس کا دکوتلاش کرنے کے لیے گیا ہوا ہے۔"

"تعابت کا انعام پلے ہی کیوں نہیں کیا گی۔" مادام مڑا۔

"مادام اس طرح عمران تعابت سے باخبر ہو کر ڈائی دے جاؤ۔"

"ہوں۔" مادام ایک دفعہ پھر سوچنے لگی۔

"اچا ہیٹھیم دکو ڈور قم دوفوں جاؤ۔ نیز فدا نیز الیون یا نیز سینون کسی کل جی پر پورت آئے تو فدا لکھت کرنا۔" مادام نے دلکم دیتے ہوئے کہا۔

"اور کے مادام۔" دوفوں نے سمجھا کہ کہا اور کسکے سے ہار بھل گئے۔ بیٹوں الجی سک سر جو چک کر گھما گنا۔

"دشن ناکام ہو گیا ہیٹھ۔" مادام نے کہی پہنچتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا کہہ سکتا ہوں مادام۔"

"اور سب کچھ عمران کی وجہ سے ہو رہا ہے۔" مادام بڑا ڈائی۔

"میں نے مذخواست کی تھی مادام کو مجھے عمران کو قتل کرنے کا حکم دیا جائے۔"

"گر۔۔۔۔۔"

"تم کیا کر سکتے ہو سیڑھ جب کر خود امام باسائی اب گوںک مرزا کو قتل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔"

"آپ حکم تو دیجئے۔ مادام ہیٹھ سے سارا جاپان لڑتا ہے۔" ہیٹھ کے بیچے بیٹوں فروہ تھا۔

"یکن تم عمران کی کہاں کہہ دیتے گے؟"

"نیز سینون بہت بیڑا اور بہتر شیار ہے۔ وہ حزرہ عمران کو ڈھونڈنے کا لے گا۔" "اچا اگر عمران مل جائے تو قبیل ایا راست ہے کہ عمران کو قتل کر دو۔ اب میں مزید ناکامی پر داشت نہیں کر سکتی۔"

"خیک بیٹا مادام۔ آپ نے بیری دیر سینہ خلاہش پوری کر دی۔ آپ صفتربیب مرزا کو مردہ دیکھیں گی۔" ہیٹھ کا جہسہ جوش صرفت سے مفرغہ ہو رہا تھا۔

"او کے، تم جا سکتے ہو۔" ! مادام نے اپدھا ای سے کہا اور ہیٹھ مردھکانے کا سکھ سے ہاڑھا گیا۔ مادام ہیٹھ کے جانے کے بعد کافی دیر سر کچھ سے ہو چکی رہی۔ اس کے چہرے پر گھری کوچ کے آثار نہیاں تھے۔

لئے آرائخا دہ سنت، جبکہ کامگار ہو رہی تھی جس تصور کے لیے اس نے اپنے بچے بیٹھے۔  
 اور اتنے آدمیوں کی بجائی دہ ملٹے موجود تھا۔ مگر وہ مجسر تھی۔ اے علم خاکہ اگر  
 اس نے ذرا سی بھی غلطی کی تو اسے فرما گولی مار دی جائے گی اس لیے وہ کام ہری افہم  
 سے کرنا پڑا ہتھی تھی جس میز پر وہ بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے سائیں میں درازی تھیں ان دن اندر  
 میں خالی فائیں موجود تھیں۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک خالی آگی۔ اس کی آنکھیں چک  
 اٹھیں، اب وہ ذہن میں پر گلام مرغ کو بچھی تھی۔ چند لمحے بعد اسے سرفق اٹھا گک لیا۔ سرروہ  
 نے اس سے ایک خالی فائی کے سنبھلے دو خالی فائیں اٹھا کر میز پر رکھ دیں۔ ایک خالی اس نے  
 ٹھالی میں ڈال دی اور پچھر ہیں اٹھا کر دوسرا خالی پر لیوں بھک گئی۔ بیٹھ میں اپنے  
 کردہ بیٹھ دھات کی بڑی بڑی اماریوں میں بٹھے قرشے سے رکھی ہوئی تھیں۔ برخائل پر  
 نبڑو جو دھات حس فائی کی مزدودت شےجیں کام کرنے والے سائنسدانوں کو پڑتی شےجے کہ سرروہ  
 فون پر صوفیہ سے کہہ دیا اور وہ مطلوب فائی اٹھا کر میز کے پاس پہنچے والی ٹالی خانہ تھوڑے پر کو  
 دکھر دیتی۔ یہ ٹالی آٹو میکل تھی اور بڑے جلٹی رہتی تھی۔ یہ اس کی بیڑے سے برقی ہوئی سرروہ کی میز  
 مک جاتی اور پھر اگے پڑھ جاتی۔ قابل اس ٹالی پر بیٹھی ہوئی سرروہ مکھی پہنچ جاتی۔ اور وہ اس پر  
 درخت کر کے آگے مطلوبہ سائمندان کمک پہنچا دیتا۔ سرروہ شفاف شیشے کے کین میں بیٹھا جاتا۔  
 یہ ایک اور میز مک کا سخت گیر افسان تھا۔ وہ ذرا سی بھی لاپرواہ یا کوتاہی برداشت کرنے کا عادی  
 بنی تھا۔ شروع میں صوفیہ کو فائی میں وہونڈنے لے چکر میٹھ مٹھ مگ کے تو سرروہ نے بڑی بڑی  
 طرح اسے چھاڑ دیا۔ مطلوبہ فائی کے ملاude صوفیہ کو کمک نہیں تھا۔ کر کہ کسی بھی فائی کو  
 باخدا شاکے اور وہ کسی بھی فائی کو باخدا کرنا دیکھ کر سکتی تھی۔ اس کی نظر بار بار اماری میں رکھی  
 ہوئی ڈھنڈے والی فائی بچھاڑ پڑتی۔

فائی ریختے ہی اس کی انکھوں میں چک آجائی۔ لیکن وہ اسے اٹھنے نہیں لگا کہ کتنی تھی۔  
 کیونکہ سرروہ سامنے مہیا ہوا تھا۔ اور اس کی پراسرار ہاتھوں سے بچنا اس کیتے ہا ممکن

"اس کو میش ننگ کے لیے لے جاؤ۔ اور کرنل سعدی کو کہا جبے فرما دہرات  
لے۔" سربراہ نے اپنی حکم دیتے ہوئے کہا۔

ان دوں نے بھی گنوں کی نالیاں صورتی کی کرسٹے کھا دیں۔

"اطو۔" انہیں سے ایک سفہ پاٹ بھی میں کہا۔ صوفیہ باول ناخاستاٹھکر  
ہری۔ بگرا ب دہنی طریقے سے صدر پیشان ہو چکی تھی۔ مقدور حاصل کرنے کے بعد اپ  
دہ ناکامی کی طرف بادری کرنی۔ بخانے میش ننگ کسی تو۔ و گنوں کے داڑ کے تحت  
چون ہوئی خیری شجھے سے محل کو ایک کسٹر میں پہنی۔ والی ایک بارہ تھانگوں جان کھڑا اپنی  
چکلدار آنکھوں سے اسے گھوڑہ تھا۔ حماڑا سے والی پہنچا کر داپس لوٹ گئے۔

"اس کوئی پر بیٹھ جاؤ۔" اس نے کمرے کے مدخلے رکھی ہوئی ایک کرمی کی  
ٹفتہ اشادہ کیا۔ صوفیہ بے دل سے اس کوئی پر بیٹھ گئی۔ پھر دہانِ موجود ایک اور لکھن  
نے کوئی پر بگ ہوئے چڑھے کے تمروں سے لے اچھی طرح کس دا۔ کئے کے بعد اس نے  
بڑا سا کٹنپ بیں بہت سی تاریں فٹھیں۔ اس کے سر پر کوک کر لے کی ہوئوں سے  
کس دیا۔ کٹنپ کے ساتھ گی ہوئی تاریں اس نے سامنے نیز پر رکھی ہوئی ایک مشین میں  
ڈھن کر دیں۔ اوپر پر چھپے ہٹ گیا۔ دہ بارہ تھانگوں جن کام کرنل سعدی خاتم  
پڑھا اور اس نے مشین کا ایک بیٹھ دبا دیا۔ سامنے دیوار پر ایک بڑی سی سکرین گھی ہوئی تھی۔  
ہن دبنتے ہی ہجھن دوش ہو گئی۔ اس پر بگ بگی میری سی کونڈ نے گیگی۔ صوفیہ نے

اپنے ذہن پر ایک ناتایبی پرداشت سا پر بھوکھوس کیا۔ چھپے ایک ناحصلہ سی سربراہت بیسے  
کوئی چیز اس کے ذہن کو کیدی رہی ہوا۔ اس نے سخت تھی جیتنی محروس کی۔ مگر وہ تمدن کی  
دہ جسے ہے ہی تھی۔ وہ اپنی بگر سے زراسی میں حکمت ہیں کر سکتی تھی۔ کرنل سعدی نے ایک  
اور بیٹھ دبادیا۔ بیٹھ دبنتے ہی اسے بھوکھوس ہوا۔ جیسے اس کے ذہن میں روشنی کے  
جمکے ہو رہے ہوں۔

خورشی دیر پہا سے مرقی مل گیا۔ اور اصل قائل دیوانہ الجہاں گھوڑہ ہے گل۔ غالی قائل اس  
نے دوبارہ دراز میں رکھ دی۔ اس نے اطیبان کا ایک طیل سانچی کا مدد اپنے میں میا باب  
ہو چکی تھی۔ ابھی دہ اطیبان سے کسیجا پر میکھی تھا کہ اچاک سربراہ نے اسے اپنے کیپیں میں  
ٹلب کیا۔ سربراہ کا الجہاں تھا۔ وہ خفت زدہ ہو گئی۔ کوئی ہم سربراہ کی لذتو اس پر  
نہیں پڑ چکی۔ لیکن مرقی بیاڑ کرقی کے مصلحتی دہ اٹھی۔ اور تین قدم اضافی ہری سربراہ کے  
کمپین میں پہنچ گئی۔

"بیٹھو۔" سربراہ نے اسے ٹھہر د کیتھے ہوئے کہا۔ صوفیہ بیٹھ گئی۔  
تم نے رویالور کہاں سے یا تھا۔ اچانک سربراہ نے سوال کر دیا۔ اور وہ چک  
کھنے، بگ دوسرسے لے کے دہ بیٹھ گئی۔

"کیسا رویالور میں بھی ہیں سر۔"  
جھنم نے مسٹر صدر کی دلار میں لکھ دعا۔ جب اخہل نے تھاری تھاکشیل تھی۔  
"یہی نے تو کوئی رویالور ان کی دراز میں نہیں رکھا سر۔" اس نے حتی الہیں اپنے  
آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"محبوت مت پر بول رکی درست تم عاشق ہو۔ ہم پرسرے بھی حقیقت اگلا ہیتے ہیں۔"  
سربراہ کے لیے ہیں مواری کی کافی تھی۔  
گھر سرچ بھے بالکل صم نہیں۔ میا پچا کہہ رہی ہوں سر۔" صوفیہ نے گھر  
کر کیا۔

"ہوں۔" سربراہ کی نظریں اس کے دماغ میں گھٹتی جا رہی تھیں۔  
"تھاری میش مٹک ہو گئی۔" س صوفیہ میں معمول سا رسک ہیں کا بھی  
عادی نہیں۔" کہہ کر اس نے گھٹتی بھائی۔ فرما دہ بین گن بہ دار صوفیہ کے دوں  
درفت کھڑے ہو گئے۔

”حدی سر“ اس نے حتیٰ ہوں اپنی آواز کو سپاٹ بنتے ہوئے کہا۔

”کرنی سعدی کیا زندگا“ سر جزل غمان کی رخت آواز اس کے ہاذن سے مکملانی۔

”او کے سر“ اس نے ٹھپک کر جواب دیتا۔

”کیا ہاڑت او کے ہے“ جزل غمان کے لیے ہمیں ہیرت کی بھلی سے بھکھی۔

”بیس سر“ سعدی نے آہت آواز میں جواب دیا۔

”اچا حصہ صوفی کو پالن بھی دو“ جزل غمان نے حکم دیا۔ اور انہیں بے جان ہو گئی۔

کرنی سعدی نے مردہ اختری سے رسیروڈ اپس کنیل پر رکھ دیا۔ اس کی پیشانی سے پسند بنتے گا تھا۔

اس نے جب سے روعل نکال کر پہنچنے لے چکا۔

”سر“ محنت نے کچھ کہنا چاہا۔

”محن اور میں کیا کر سکتا تھا۔ عین چیک اپ کے وقت مشین کی خلیل ہماری نامی شارکی جاتی۔ اور نامی کی سزا میں جانتے ہو مررت صرف مت“ کرنی سعدی نے کہا۔

”چیک ہے سر“ محنت نے ہمیں مردہ آواز میں جواب دیا۔

”مردی کر کوٹوو“ کرنی سعدی نے کہا۔ خود کو ہر ٹھیک ہو گیا۔ محنت سخاگے پر اکھی صوفی کے سر سے کنٹوپ کھول دیا۔ اور پھر اس کے تھے بھی کھوئے گا۔ صوفی بخار غوشہ تھی۔ بکراں کا روایں روایں خوشی سے پاچ دل تھا۔ قدرت نے اس کی مد دیکے کی تھی۔ کردہ سچ دیچ کر حیران رہ جاتی۔ اتنے میں در طازہ کھل دلنوں ماحظاً اندر آگئے جو صوفی کو کرائے تھے اور پھر صوفی ان کے ساتھ کرے سے باہر نکل گئی۔ اور کرنی سعدی سر کچڑے سے بیٹھا تھا۔

”تھہاراہام“ اچانک کرنی سعدی کی سپاٹ آواز اس کے ہاذن سے مکملانی

اُسکریں پر کوندنے والی روشنیاں تیر ہو گئیں۔ وہ غامر شر بھی۔ مگر اسکریں پر مختلف روشنیوں کے وازرے سے بنتے گے۔ کرنی سعدی کا اسٹشٹ ایک طرف خاوش کھڑا تھا۔ اب

وہ اد بیٹ پیاراہ بڑھ گیا تھا۔ صوفی نے بہت پرداشت کیا۔ بگرا سے ایسا عکس اور رام تھا۔

بیٹے اگر اس نے اپنا نام بتایا تو اس کا درخواجہ بھٹ جائے گا۔ اچانک اسکریں پر موجود روشنیاں ماند پڑنے لگیں۔ اور صوفی کو یوں مکوسس ہوا۔ جیسے دادا نشم ہوتا جادا ہے۔

اد بھر چڑھ لے بعد اس کا ذہن بالکل فری ہو چکا تھا۔ اسکریں اب سپاٹ ہو چکی تھی۔

”دی کیا ہو اعنی“ کرنی سعدی نے پریشان نظر دی۔ سے اسٹشٹ کی طرف رکھتے ہوئے کہا۔

”سر سیکد خیال میں مشین میں کوئی خذاب دلت ہو گئی ہے“ اسٹشٹ کے پہرے پر ہمیں ہوا تھا۔ ارٹے گئیں۔

خیل غمان تے تو فری رپورٹ طلب کی سے۔ اور مشن ٹھیک ہونے میں کم دن

گھج جائیں گے۔ کرنی سعدی کے لیے ہمیں بے پنا پریشان تھی۔

”ہم پر کیا کہا تھا سے پہنچ تو اسکی بھی نہیں ہوا تھا۔“

”شین چیک کر دے“ کرنی سعدی نے حکم دیا۔ اور دیقیزی میں مشین کی طرف پڑھ گیا۔ کرنی سعدی نے میں آنکی کر دیا۔ اسکریں تاریک ہو گئی۔ محنت کافی دیکھ میں

کوچک کرتا۔ با۔ گر اس کی بھی میں کچھ بھیں آیا۔ جانے میں میں کیا خذاب ہو گئی تھی۔

اچانک کسٹریں رکھے شیفنوں کی گھنی نہ دستے بجھے گئی۔ کرنی سعدی کے چہرے پر سوٹی مژدار ہو گئی۔ میں بھی اب اپنے کھرا ہوا تھا۔ وہ بھی بڑی پریشانی سے شیفنوں کی

طرف رکھتا۔

کرنی سعدی نے آگے بڑھ کر رسیروڈ اٹھا لیا۔

سچ رہا تھا۔ اس میں توزیری بھار پرے کا کیا تصور۔ ہر حال اس کی نظری سچ لائٹ کی طرح  
تیزی سے ادھر ادھر گوم بڑی تھی لیکن باساخت کو توجیہ سے زمین کا گھنی تھی۔

بیک نرید بہ بشان ہو گیا۔ کافی دیر پہنچاں کے بعد وہ اپس ہر کروہیں ایک کیف  
کی طرف پڑ گیا۔ ہمارے ایک کپ پائی کی کرا صاحب کو سکون دے سکے۔ کچھ میں داغ ہو کر  
وہ ایک خالی میرکی طرف پڑا۔ جلد ایک کو نہیں تھی۔ یک دم اسے علیاں کا خالی آیا اس  
یئے وہ بیک دم دک گیا۔ ہمہ رعنیک کر آگے بڑھ گیا۔ میر پر میڈ کا اس نے ہرپے کو چلائے لانے  
کا ارادہ دیا۔ اور خود اس خالی میں دوب گیا کہہ دلکش کا ہائی کاہی غائب ہو گئی۔ اس رول کو رون

نے باشی کے نام سے پکارا تھا۔ اس یئے بیک نرید کی نظریں اس کی اہمیت بے پناہ پڑھ  
گئی تھی۔ اسٹین بھی وہ چائے لے آیا۔ بیک نرید نے چائے بنا لی۔ اور ہر اس کی ہکی ہکیاں  
یئے تھا۔ چائے کی ہکی ہکی اس نے سہارا یئے کیئے کہی کی بیک سے پشت گھائی کر اچاک  
ایک دھاکہ ہوا۔ اور پیالی ریزہ ریزہ ہو کر رخضیں بھر گئی۔ بیک نرید کی انگوہیں صوت کندھی  
رہ گئی۔ بیک نرید نے حیرت اگزی پریق تھے تھا باری کھائی۔ اور درستے لمحے وہ میر کی آڑیں

تھا۔ پیالا نوٹھے ہی اس کے ذہن نے گول کا لفڑ وہرایا تھا۔ اور پیرانی خوش تریت کی وجہ سے  
وہ ایک دھنی اختیاری طور پر اپنے بجاوے کے لیے حركت میں آگئی تھی۔ اس ایک سکنیدہ کاہی درن پر اسما  
کیفیتیں بھگڑ دیج گئی۔ گول بالدار کے رخ پر کھل کھڑکی سے چلا جنی تھی۔ اور اس کھل کھڑکی کے پار  
گور نے دالے لوگوں کا ہجوم تھا۔ اس یئے گولی چلانے والے کا کوئی پتہ مل سکا۔ درستہت ہلا اور

نے خاص سک یا اپنی کرست تھوڑم کے باد جو اس نے بیک نرید پر گرفت پڑا۔

بیک نرید کی تست ابھی تھی کہہ دین اسی لئے سہارے کے لیے کسی کی پشت کی  
طرن بھک گیا تھا وہ نہ بیال کی بھگ اس کا سر فضا میں بھر جکھا ہوا۔ پچھے دیا تھا کے بعد جب دسری  
گولی دھپلی تو بیک نرید میں کی ادھر سے مکلن آیا۔ کیفیت تعریف یا عالمی ہو چکا تھا۔ میر اور ہرپے  
انہیں پریٹنی کی حالت میں کھڑے تھے۔ جیسے ان کی کھو میں نہ آکا ہو کر یہ اچاک کیا ہوا۔

چند لمحے بعد سی بیکسندیر کو ہجوم میں جاتی ہوئی باشی نظر گئی۔ وہ بیچ میں سے  
راستہ جاتی ہوئی تیزی سے چلی جا رہی تھی۔ بیک نرید وحیتوں کو کشش کر رہا تھا کہ جلد  
از جلد باساش کے قریب پہنچ جائے۔ سمجھ گئی میں بازار تھا۔ اس یئے روشنے پر حد تھا۔ ابھی  
میک اسے کامیابی نہیں ہو سکی تھی۔ اچاک اس کے کامنے پر پیچے کے کی نے اتحاد کے  
دیا۔ وہ تیزی سے مڑا لیکن سلسلے نتویر کو دیکھ کر وہ ہیران رہ گیا۔  
”کیا ہے صورت؟“ اس سلسلے کو دست ہے پھر میں کہا۔ وہ دل میں سچ رہا تھا۔ کہ توزیر

نے کیا سے پہچان لیا ہے۔

”آپ کا ردمال گرپا ہے جناب“ توزیر نے اپنے میہا پکڑا کھار دمال پڑھے ردمال

اڑاڑیں اس کی طرف پڑھا۔ جو گودہ بے خیالی میں گرپا چکا تھا  
او۔ تھیک یو۔“ اس نے تیزی سے توزیر کے اخونے سے ردمال گھسیٹ لیا۔ اور

چھوڑ گیا۔ توزیر کے پہنگوڑی کے تاثرات نہیاں تھے۔ جیسے وہ اچبی کی بڑتیزی پر  
جنہلگا گیا۔ ہر۔

”بدتیز جاں!“ توزیر پڑھ رہا۔ کاش اسے یہ معلوم ہوتا کہ وہ ایکسٹر سے بات  
کر رہا تھا۔ بیک نرید دلبار آگے پڑھ رہا تھا۔ لیکن باشی غائب کرچا تھی۔ بیک نرید

کو توزیر پر بے حد فصل آتا تھا۔ جھلا کیا ہزورت تھی ردمال دیتے کی۔ نہ دیتا۔ لیکن پھر وہ

بیک زیر دان کی پریشانی سے مخلوق بورتے بغیر مزین ہمیک چھپنا لازم۔ لکھتا ہوا کہیں سے اسہر  
خلک گیا۔ ہماری کراس نے اور امداد دیکھا۔ لیکن کوئی مشکل ک آؤں اسے نظر نہ آیا۔ استدعا  
حکم کا بھی خود رکھا۔ لیکن حملہ آور فرار ہو چکا۔ بیک زیر نے ایک سیکس پکڑی اور پھر داشت  
منزل کی طرف جانے کی بجائے وہ راہ پیش کی طرف جل دیا۔ اس نے اپنے تاب کا نام ٹال  
لکھا۔ لیکن یا تو سرے سے تاقاب کیا ہی نہ جارہا تھا با پھر تاب کرنے والے استدعا شیار  
خاتمت ہوئے کہ بیک زیر کی چلاک قدر دل پر چڑھ گئے۔

بہرحال بیک زیر دنما پیس کی طرف جل دیکھ گیا۔ اس نے راہ پیس پہنچے ہی ہمارا کفن  
کیا۔ اسے حالات سے آگاہ کر کے اس نے قدرے اعلین کی سانس لی۔ گردھر کی شکایت پر  
خیز شیبے کے سر راہ صوفی کے متعلق چاحا۔ بین الہیں اور صدر کو روپت مل بچانی کی صوفی  
پر شک خلدو تھا۔ لیکن صدر سانچی جگہ مطہن نہیں تھا۔ صوفی نے بیالور کی دادرازی میں ڈال دیا تھا  
اس نے کہنی شکیں سے مشورہ لیا۔ دوسرے دن بیک زیر دوڑنے تلقنقر طریقہ کی وجہ کیا کہ وہ صوفی کے کمرے  
میں چھپ کر مزید چکریں لیں۔ چنانچہ صوفی کے واپس آنے سے پہلے دو روز صوفیہ کے کمرے  
کا آٹھ میلک لاک کھول کر اندر را خل بتر گئے۔ اور دیکھ دیکھ سہری کے پنج اور کہنیں بیکیں الماء  
کے پیچے چھپ کر صوفیہ کے واپس آنے کا تھار کرنے لگے۔ ہمیں کی زیونی کا وقت طبقہ  
مالا تھا۔ وہ بعد ہی واپس آنے والی تھی۔ کہے میں ہمارا سکوت عاری تھا۔

صدر اور کہنیں شکیں دوڑنے اپنے خالیں میں گمراحتے کر راہاری سے قدر  
کی آوازا بھری۔ درون انہی اپنی اچانکہ جگہ جو شیار ہو گئے۔ دروانے کے چانپ کھو گئے کہ آوازا آنے  
پھر دروانے آستہ آہستہ کھنکنے لگا۔ پھر ایک سایہ سا کرے کے اندر داخل ہو گئے۔ کہے میں جو کمر  
ہماری کی جھانی بڑی تھی۔ اس میں وہ سایہ حاتم نہیں جانے جا سکا۔ دروانہ دریوارہ پندرہ کیا گیا۔  
آٹھ میلک لاک ایک بار پھر شہر ہو چکا تھا۔ کیمپشن شکیں اور صدر درون کو پڑھا کہ یہ  
صوفیہ ہے۔ لیکن صوفیہ کا اپنے کمرے میں دبے باؤں دافی ہرگز نہیں کیا۔ کہو میں نہیں

آمد تھا۔ اور پھر کافی دیر ہو گئی۔ سایہ تاریکی میں مل چکا تھا۔ اور ابھی بک کرے کی تھیں  
جلان گئی تھی۔ معاطر دافقی پا سارہ ہر چکا تھا۔ بہرحال دوڑنے دم سادھے آئے والے مالے مالے  
انٹھا کر رہے تھے۔ وہ سایہ تکاء کہاں پھیپ گیا تھا۔ اب کرے میں تین نفر میں موجود تھے  
لیکن تینوں ہی روپیوں تھے۔

خوشی دیر بعد راہاری میں ایک دفعہ پھر قدموں کی آڑاڑ گئی تھی۔ آواز دروانے  
کے سامنے ہٹک رک گئی۔ ایک بار پھر لاک کھلتے کی آواز آئی۔ اور پھر دروازہ پوری طرح  
کھول دیا۔ درونٹ بدھ چٹ کیا تھا۔ اور کرو دوشن ہو گیا۔ بک سکے کھاندہ صوفی کوڑی  
حادث نظر اتری تھی۔ صوفی نے مرکر دروازہ بند کر دیا۔ اور امداد فیر اخستاری طور پر دیکھا  
اور پھر تیر تر قدم اٹھانی ہوئی۔ کمکتے کے دریاں میں مدد دیکھ صوفی پر بھیکرے ہے  
ہے سانس یئنے لگی۔ بیسے کری طوبی سافت ہے کہ کے آدم کر رہا ہے۔ کافی دیر تک  
وہ خارج شیئی سے دہانی میٹھی سمجھی۔ پھر اٹھی اور اس نے ڈریگن نیبل کے سامنے چاڑکڑے  
اندر سڑوڑ کر دیئے۔ صدر اور کہنیں شکیں نے آنکھیں بند کر دیں۔ چند لمحے بعد صوفی  
کا خوبصورت گردایا جو اپنے شباب جنم کرے کی تیر دشی میں دکھ رہا تھا۔ وہ بالکل جوان  
تھی۔ اور اپنے سر پی کو روپیگن شیل کے قرائیم شیئی میں منخفظ نہادیوں سے پکھر دی تھی  
بیسے لپٹے ہی خوبصورت جنم کے لیکنی نہادیوں سے لطف اٹھوڑ ہو رہی ہو۔ چند لمحے مک  
اسی قسم کی حرکات کرنے کے بعد اس نے با تھنگ گون بہن اور با تھوڑ دم کی طرف بڑھ گئی۔ اس  
نے دروازہ کھوکھا۔ اور اندر دا غل بھوٹ۔ اور کہنیں پھر کھیم اٹھے قدموں یہیں طاہی مڑا۔ جسے  
با تھوڑ دم میں اسے کوئی سمجھت تھا آگی ہو۔ اور کہنیں شکیں اور صدر درون بالا تھوڑ دم میں سے  
پتھر دیتے ہوئے ولے نقاب پوچھ کر کیکھ کر جھرت زدہ گئے۔ جس نے اپنے پیارے لیالی کارخانے صوفیہ  
کی طرف کیا ہوا تھا۔ جعلی ساخت سے ان دوڑنے نے بھیان یا کم نقاب پوچھنے مورث  
ہے۔ وہ حیران تھے کہ یہ مورث کون ہے۔

بخارے جو زیاد صوفیہ پر کہے تھک پڑ گیا۔ چھ صوفیہ کا داد جو زیاد پہل گیا۔ اور ایک خطرناک پنج صوفیہ نے جو زیاد کیاں کہنی پر جزو دیا۔ پنج انتہائی خطرناک تھا۔ تیجو یہ ہوا کہ جہاں بالی ہوئی فرش پر گردی اور بے ہوش ہو گئی صوفیہ واقعی خطرناک عورت ثابت ہوئی۔ جو زیاد کو دیکھ کر خود صوفیہ کی جیران رہ گئی تھی۔ لیکن اب دوں میں ملکن بھی ہو گئی۔ کتاب وہ آسانی سے جو زیاد کو اپنے سالب عمل سے قاب کس کا ساس کا درپ دھا کر فیکری سے نکل جائے گی۔

جو زیاد کے آتے سے پہلے وہ خود بھی بھی سوچ رہی تھی کہ کیا کرے۔ اور کیا ان کے مسئلہ خود بخوبی حل ہو گیا۔ ویسے جو جیسا کی مراج تھی۔ کہ نکدھ ابھی طرح جاتی تھی کہ اس سے نہ اسی چک جھاتی تارب وہ جو زیاد کی بھائے خود فرش پر پڑی ہوئی۔ دیجیہ تارے سے بھا تھی کہ جو زیاد کراس پر تھک کیجیے گزاں کچھ سوچ کر اسے جو بیکے کپڑے اسے شروع کر دیئے۔ کہنیں تسلیم اور صفت اس سوچ میں اٹھ تھے کہ کیا صوفیہ کو اور سوتھ دو جائے۔ یا نہیں۔ چھ صوفیہ نے سوچا جو زیاد کے عریاں ہونے سے پہلے ہی صوفیہ کو اگردنہ مکر جیا جائے۔ لیکن اس سے ایک بات تھی کہ وہ اس کے ارادیوں سے واقعیت ہنسی ہو رکھتے تھے۔ چنانچہ جو راہہ خاموش آٹھ گھنیں بند کئے ہوئے رہے۔ اب جو زیاد کے بے ہوش جسم پر صرف المار دیوار ادا ڈی رہ گئی۔ صوفیہ نے بے ہوش جو زیاد کو احتلوں پر اعتمادیا۔ اور پھر باقاعدہ دم کی طرف پڑ گئی۔ مقدار اور کیپن تسلیم جیران رہ گئے۔ آخر صوفیہ کو ناکامی چاہتی ہے صوفیہ نے باقاعدہ داڑھ بند نہیں کیا تھا۔

کہنیں تسلیم آہستہ سے الاری کی پشت سے نکلا اور دبے قدم اخفا نہ اہرا باختہ دم کے دروانے کے قریب اگر کھوڑا ہو گیا۔ اس نے جو اکٹ کر دیکھا تو اس کے اعماں کو جھکنا سا لگا۔ بیکر کس نے دیکھا بے ہوش جو زیاد پا تسلیک شب میں پڑی ہے اور صوفیہ آئینے کے سامنے کھڑی پائی پڑھے سے میک اپ اتا رہی تھی۔ اس نے اشامے سے مقدمہ کو بلایا۔ اب وہ

بہر حال وہ اتنا تازہ پھر گئے۔ کہے نقاب پوشش دیتی سا یہ ہے۔ جو صوفیہ کے آنے سے صوفیہ دیر پس پہنچنے مقرر اصل ہر راتا صوفیہ بیرت زدہ سی اس نقاب پوشش عورت کو دیکھ دی جو اس پر روایا تارے نے ہوئے تھی۔

“صوفیہ پر بیٹھ جاؤ۔” — نقاب پوش نے صوفیہ کو کھرت آزاد میں حکم دیا۔ مادرے بھرا جائیں تھی۔ صوفیہ خاموشی سے صوفیہ پر بیٹھ گئی۔

“میرا اصل نام کیا ہے۔” — نقاب پوش نے اسی بیٹھے میں بوجا۔

“صوفیہ۔” — صوفیہ نے بھٹے الینا نے جواب دیا۔

“شد اپ بیٹھے اپنا اصل نام بتاؤ۔” — نقاب پوش عورت نے کہ کتے ہوئے کہا بنا تو رہی ہے۔ اور کیا بتاؤ۔ صوفیہ نے ایسے بیٹھے میں جواب دیا۔

مُحَكَّمِ الْأَرَبِيْ بِرَوْ.

نقاب پوش۔ نئے میں آگے بڑھی۔ اور اسی نئے مارکھا گئی۔ صوفیہ نے اچانک اس پر دلوں جبکپ کی۔ میں بی اپنے نکلار جھپٹتی ہے۔ دوسروں لئے نقاب پوش عورت بیچے فرش پر پڑی تھی۔ اور روایا لور صوفیہ کے ہاتھیں تھا۔

“اب بتاؤ تم کون ہو۔” — اس نے روایا کو کپتا تے ہوئے کہا۔ نقاب پوش اپنے کر بیٹھ گئی۔ مکر دسراں جو صوفیہ کے بیچے بیجی بیرت اگزیٹا۔ جب نقاب پوش عورت نے صوفیہ سے بھی زیادہ پھر تی سے اس پر جبکپ کیا۔ روایا لور صوفیہ کے ساتھ سے مکل کر کیک دھرن جا پڑا۔ اور در دنوں طاقت نظر آتی تھیں۔ دلوں ایک دوسرے پر بڑی پھر تی سے جوڑ د کر کلائی کے وار کر رہی تھیں۔ اچانک صوفیہ کے ہاتھ درسری عورت کی لفڑا پر پڑ گیا۔ اور در دوسروں لئے اس نے اس کے مذپر ڈھونڈ جو روا نقاپ گھپٹیا۔ چھ صوفیہ اور کیپن یہ دیکھ کر پکڑ کر گئے۔ کہ وہ نقاب پوش عورت جو زیاد تھی۔ صوفیہ سوچنے لگا۔

بایہر نکلا۔ اور پھر اسے لے جا کر کرے میں موجود سہری پر ڈال دیا۔ کیسپن ٹھیک  
روباہہ الماری کے پچھے چپ کا تھا۔ بجا نے کیوں اس نے سامنے جانے سے گزی  
کیا تھا۔

”لے اس کے پڑے پہناؤ۔“ صدر نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

”نج۔“ جو لیا تو میں ہر یہ تو صوفیہ ہے۔“ صوفیہ نے پریشان سے  
لہیے میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں حصوصیت ہٹکتی تھی۔ صدر اس کی ادا کاری پر دل  
بھاول میں عشنِ عشق کرا تھا۔ اگر وہ اپنی آنکھوں سے صوفیہ کو جو لیا ہے ایک اپ کرتے نہ  
دیکھ لیتا تو تینیں جکڑ کھا جاتا۔ کیوں جو میک اپ بھی بڑے ماہر انداز میں کیا گیا تھا۔

”میں نے تینیں میک اپ کرتے دیکھ دیا ہے۔ مس صوفی۔ اس یہے ان مت  
بہاذ بازیوں کو جھوڑ کر ہم میں کہتا ہوں کرتی جاؤ۔ دندن۔“ صدر نے لفڑ  
لیجے میں کہا۔

”صوفی نے خاموشی سے فرش پر سے کچلے اٹھائے۔ اور پھر جو لیا کر پہن اسے  
شروع کر دیے۔ جو لیا کر کچلے پہن کر وہ خاموشی سے صدر کی طرف دیکھنے لگی۔  
”اب پہاڑ مس صوفی کے اصل مس صوفی کہاں ہے۔“ صدر نے اچانک بوال  
دا غستہ ہوئے گہا۔

اور صوفی اچھل پڑی۔ اسی لمحے را ہماری میں تیز تیز قدموں کی آداں گوئی صدر  
نیز احتیاطی طور پر ایک لمحے کے بیٹے اور متوجہ ہوا۔ اور وہی جو اس پر گال گورا  
کیوں کر صوفی نے یوں بوقت سی تیزی سے جمپ لگایا۔ کرتھریا اڑتی ہوئی صدر کے قریب  
آئی اور وہ مر سے لمحے صدر کا لیو اور اس کے ناخمیں تھا۔ صوفی کو جو کھلہ ہو چکا  
تھا کہ لیو اور پر سائنسرٹھا ہوتا ہے۔ اس نے بغیر کوئی دغدھ دیئے یا مجھے گولی چلاوی  
صدر نے بچنے کی وجہ کر کشش کی۔ مگر گولی اس کے دامیں نکدھے میں مگس گئی۔

دعاون با تحدیر دم کے دفعوں سے کے ٹھن کچھی چھپ گئے جن لمحے بعد صوفی اپنی اونٹیکل میں  
تحی پھر اس نے جو لیا کھمیک اب اپنے پھر پر پکڑنا شروع کر دیا۔ اب صوفی کے الادے  
پکھ کچھ ان کی سمجھیں آتے جا سہتے ہیں۔ میک اپ ٹھکل کر کے اس نے اطہین کی سالسی بی  
اور پھر ایک نظر بے ہوش جو لیا کر طرف دیکھا اور پرسا میدیں مگی جوں ایک الادا کھملہ۔  
اطلاع میں سے ایک تیز و حادثہ خبر ادا کیتھی تھا کہ جو لیا کی طبقہ پڑھی۔ اس  
نے تھوڑی شب کے پاس نکردی۔ اور تخفیف اٹھتی میں سے کہ جو لیا پر جھک گئی۔ اس  
نے ایک لمحے کے لیے خوب کی دھار پر اٹھلی پھر پر اس کی تیزی کا اندازہ کیا۔ اور پھر ایک اٹھ  
سے بے ہوش جو لیا کا منڈا اپنی طرف دیکھ دلا اسکو اونچا دیکھا۔ جس وقت خبر پر اٹھی  
بھری تھی۔ اسکی لمحے دو ڈنیوں نے تیزی سے لپٹتا پہنچے میلے اور نکال لئے تھے اور  
پھر ہی اس کا ختفہ والا اٹھ فنا میں اٹھا بیک وقت دو گولیاں چلیں اور خبر کے  
چار ٹکڑے ہو کر ہوا میں بھر گئے۔

دعاون نے انتظار اسی طرح پر بیک وقت گولیاں پھوٹی تھیں۔ اور دو ڈنیوں اولیاں  
ختم ہو ڑپی تھیں صوفی پڑی طرح اپنی ادا کی طرف ہٹی اس لمحے صدر دیا لوں  
لے کر با تحدیر دم کی اونٹیں گھس گیا۔

با تحدیر دم میں دو گولیاں موجود تھیں۔

”ہیلوس صوفی۔“ صدر کا لمحہ صدر کا اٹھنے والا تھا۔ صوفی حیرت نہ  
ہو کر لئے کھتی رہ گئی۔

”مس جو لیا کو اٹھا کر باہر رہ چلو۔“ اچانک صدر کا لمحہ کرخت ہو گیا۔  
صوفی دیکھی کہ رہی کھڑی بی۔

”جدی کر۔ ورنہ میں گولیوں کے معا طمیں سخت بے رحم طاق ہوا ہوں۔“  
صدر نے فٹھے میں سچکار دتے ہوئے کہا۔ صوفی نے جھک کر مس جو لیا کوٹ سے

سے سُرخ ہو رہی تھی۔ اس نے بجائے جو یا پر جب گھنٹے کے ایک دم ایک طرف پڑھے ہوئے ریوا اور پر جب گھنٹا اور پراس سے پہلے کو جو یا کچھ صوفیہ ریوا اور اس کے باختر میں تھا۔ اب بیباپے میں تھی۔

"باختر دم کی طرف چلو" صوفیہ نے عزالتے ہوئے کہا اور جو یا خاموشی سے باختر دم کی طرف پڑھ لگتی۔ اسے حیرت تھی کہ صوفیہ لے باختر دم کی طرف کیوں کیوں یعنی جادہ ہی میں تھے۔ اس نے صوفیہ کے مذہبیاں میک آپ دیکھ دیا تھا۔ اور ہمہ دہ دہی صوفیہ کو بھیجاں سکی تھی اور شری کیپشن شکیل کو۔ دیکھیے اس کے تصور میں ہی نہیں تھا کہ کیپشن شکیل اور صوفیہ بیان پیچ کرنے تھے ہیں۔ اور وہ دونوں تھے ہی میک آپ۔

"تم کہنا کیا چاہتی ہو آخر" جو یا دہ میک۔ چنانچہ اس نے باختر دم میں داخل ہو کر صوفیہ سے پوچھ دیا۔

"تمہارا دب دھارنا چاہتی ہوں" صوفیہ نے قدر سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ تم کرچی ہو" جو یا کا اشارہ میک آپ کا طرف تھا۔

"تمہیں بھی تو غائب کرتا ہے" صوفیہ نے جواب دیا۔

"غائب کرتا ہے" جو یا حیرت سے بولی۔

"ہاں متین مقل کر کے اور ہمہ بترا تیر کر کے گھر میں بہاؤں گی۔ اور خود تھدا درپ دھار لوں گی" صوفیہ نے پورے اطہین ان سے کہا۔ جیسے اس نے کسی انسان کو نہیں کسی کھی کی راز نہ اسے۔

"تیر کر کے بھاگ دی" جو یا اس بھیانک تصریح سے کاتپ اعلیٰ۔

"ہاں چلو باتیں نہ پہناؤ۔ خاموشی سے اس شہ میں بیٹھ جاؤ" صوفیہ

صوفیہ کے منزے میں ساندھ کرنا بخوبی گئی۔ اس سے پہلے کہ صوفیہ درسری گولی چلانی کیپشن شکیل نے فائز کر دیا۔ اور صوفیہ کا ریوا اور اس کے باختر سے نکل گیا۔ صوفیہ ایک لمحے کے لیے ٹھٹھکی اور درسرے لمحے اس نے برلن کی سی تیزی سے میز پر پڑا گلدن کیپشن شکیل پر دے ماڑا۔ کیپشن شکیل اس کے ہاتھ سے ہاتھ سے ہیلے ریوا اور گیرتے دیکھ کر مٹسی ہو کر صوفیہ کی طرف متوجہ ہوا جو خون تیزی سے بہہ جاتے گئی ہوئے قدسے ہے بوسن ہوا جاہرا تھا۔ صوفیہ کا بھیکا ہوا جاہرا گلدن اس کے سر پر پڑا اور بے نیکار سر کو ڈکر لیٹھ چلا گیا۔ گلدن کی ضرب کافی زور دیا تھی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندر میں سا پھیلت چلا گیا۔ اس نے سنبھلے کی بے حد کوشش کی گھلاتے میں صوفیہ نے گلدن اٹھا کر ایک اور ضرب گھاڑی۔ کیپشن شکیل بے ہوش ہو گیا۔ صوفیہ ابھی ممکن طور پر بے ہوش نہیں ہوا تھا۔ اس نے یہ سو بیٹھن ویکھ کر سنبھلنے کی کوشش کی۔ مگر گلدن کی ایک اور ضرب ملے بھی عالم ناگیری میں ٹھیٹ لے گئی۔ صوفیہ جیرت انگلی طور پر کامیاب ہو رکھی تھی۔ واپسی وہ انتہائی تیز چالاک اور جاگنے ذمیں کا ہمک تھی۔ اس نے ان دونوں کو لہا کر اطہین ان کی سائنس لی۔ اور پھر اس نے کمرے میں چاروں طرف سماش شروع کر دی کہ کھین کری اور آدمی نہ پہنچا ہوا جو ہو۔ لیکن کمرہ خالی تھا پھر ہماقہ جانانے ہوئی جو یا کی طرف بڑھی۔ جو یا ابھی نہ کہ بے ہوش تھی۔ ضرب شامہ ضرورت سے زیادہ زور دیا تھی۔

صوفیہ نے بھک کر جو یا کو اٹھایا اور ہمہ باختر دم کی طرف پڑھی۔ اسی لمحے کر پیچے آگئی۔ جو یا دراصل چند لمحے پہلے ہوش میں آجھی تھی۔ اس نے جیسے ہی جو یا کو اٹھایا۔ جو یا نے ایک نذر دار گھر صوفیہ کی تاک پر باری۔ صوفیہ الٹ کر پیچھے چاکری۔ جو یا بھی اس کے ساتھ ہی اپنے جاگری۔ بھرپور دلوں نے اٹھنے میں پھری دکھائی۔ صوفیہ کی تاک سے خون بہہ نکلا۔ اس کی آنکھیں فٹے

نے غذتے ہوئے کہا۔

جو یا خاموش کھڑی رہی۔

جدید کرد۔ درست فرما گولی مار دوں گی۔ صوفیہ کا لہجہ انہی کرخت ہو گیا جو یا بھی خاموش کھڑی تھے کھارے کی کوئی شکیب موجود رہی تھی رسم و نمہ گولی

چادری اور جدیا ایک پیچ مار کفرش پر گئی۔

صوفیہ نامنہ نظرودن سے جو لیا کر دیکھ رہی تھی۔



نے داشت منزل سے بخنسے پہنے ہی فکیری کے سرراہ کو لبلد ایک مشٹیفون کر دیا  
نا۔ اب وہ ایک مشٹوں کے ایک اسیل منائیز کی جیت سے دلان جارہا تھا۔ بلدی وہ  
فکیری کے گیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور چہرے کی مشٹ کا فون کام کر گیا۔ اسے دلان ماں تھوں باخدا یا گیا  
بلدی وہ اصل بیباڑی تک پہنچ گیا۔ دوان وہ ایک آدمی کو ساختے ہی جو ہبہ کر کے  
تک گیا۔ مگر کھرو خالی تھا۔ جو ہبہ غائب تھی۔ چہرائی نے کیٹن تھیں اور صدر کے کوؤں  
پہنچ گیا۔ مگر دو ذریں بھی اسے خالی سے۔ وہ سخت پریشان ہو گیا کہ یہ تینوں بیک دلت کیاں  
غائب ہو گئے ہیں۔ اور عمران کے ساتھ وہ لالا سپر و اور جمی چیزان تھا کہ اس دلت یہ  
تینوں کہاں جا سکتے ہیں۔ جب کہ کمرے سے باہر زیادہ دیر تک رہنا فکیری میں جنم کھا  
پہا تھا۔

عمران پریشانی کے عالم میں ایک راہداری سے گردسا تھا کہ ٹھنڈک کر رہ گیا۔  
ایک بند دروازے کی دلیز کے پیچے فون کی پتی سی کیہر نظر آئی۔ اس نے پردازند  
کو وہ فون کھلا کیا ترہ بھی لوکھل گئی۔ اس سے پہنچ کر عمران لے لٹکا اس نے آئے  
برٹھ کر نذر زور سے دروازے پر دٹک دینی شروع کر دی۔ مگر چیز عمران کے خالی  
کے مطابق غلط تھی۔ یعنی اب کیا ہو سکتا تھا۔ پردازند نے ایک دھوپ دروازہ چھین گوڑا  
نڑدھ کر دیا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد دروازہ کھلا۔ اور چہرہ عمران یہ دیکھ کر چیزان رہ گیا کہ  
دردازہ سے باہر جلداں نکل آئی۔

”جو یا تم“۔؟ عمران نے یہ سے پہنچا۔

”ہاں کیا بات ہے“۔ جو یا کی نظرودن میں یہ سوت تھی۔

عمران فوراً سمجھ گیا کہ یہ جو یا ہنسیں ہو سکتی۔ اور پھر عنور سے دیکھنے پا س کی  
ہا سیک بھی نظرودن سے یہ آپ چھپا رہے کہا۔

”اندر چلدا“۔ عمران نے کرفت مجھے میں کہا۔

عمران نے کافی دیر تک صدر ایک مشٹ کیل اور جو یا کر ٹرانسپیئر پر کھنکا کرنے  
کی بوشش کی۔ یہیں کسی طرف سے بھی کوئی حباب نہ ملا۔ عمران پریشان ہو گیا کہ خالی  
ان تینوں کے ساتھ کی گھننگی۔ اس نے اسی دلت کا رکھنی اور سیہ حاٹکیری کی  
طرت گیا۔ بیک زید کی ناکامی اور اس پر کئے گئے جعل کا ممکنہ علم ہو چکا تھا۔ پانی  
سر سے گرتا جا رہا تھا۔ وہ جلد اس کیس کو منانا چاہ رہا تھا۔ یعنی کیس تھا کہ شیطان  
کی آنت کی طرح لمبا ہوتا جا رہا تھا۔

عمران سوچ رہا تھا کہ یہ اساشی تو تحریکیا سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہوئی۔  
کسی طرح قابوی ہنیں آرہی۔ اور اس نے اسکو پس کی طرح چارہ طرف اپنے ٹھوٹ  
ہیر پھیڈر کئے تھے۔ اس کی کار تیزی سے فکیری کی طرف بھاگی جارہی تھی۔ اس

"ہنسی تم لوگ اندر نہیں جا سکتے" صوفی نے جو جربیا کے میک اپ میا  
ھی۔ سخت لیجے میں کہا۔

زندگان بچے اور آنکھوں سے بچنے والے شریعون نے اسے کا نپنے پر محبر کر دیا تھا۔  
سپر وائز ان تینوں کو فراہستاں میں بخواڑ۔ ان کی حالت نازک ہے۔

مران نے سپر وائز کے نام طب ہو کر کہا اور سپر وائز بہت سبکر کہا ہے۔ ہر اپیوں کو رے سے  
جا گا۔ جیسے اس کا بھیجا بلائی کر رہی ہوں۔

"کرسے میں چلو" عران نے اسے باخوردم سے بکھنے کا اشارہ کیا۔ وہ خوشی  
سے باخوردم سے پاہر نکل آئی۔

"مرنے پر پیچھا جاؤ" وران کا لپوپرستور کر دیتھا۔ صوفی نے اس کے حکم  
کی تعیین کی۔ وہ اسی طرح فرمابنڈاری سے عران کا حکم بنا رہی تھی۔ جیسے وہ  
ران کی طاہر ہو۔

"اب سیدھی طرح بتا دو کہ تم کون ہو" عران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے  
بوجے کہا۔

"صوفی" صوفی نے چاہ دیا۔ اب اس کی آنکھوں سے نلام بر جوڑا تھا۔  
بیسے دہ اب اپنے اعصاب پر تابوپاٹی جا رہی ہے۔ اتنے میں سپر وائز کرے میں داخل  
ہوا۔ اس کے ساتھ تین اسرائیلیوں پر دار بھی تھے۔ انہوں نے پھر قسے کیکٹن شکیل،  
سپرد اور جوہیا کا سرائیلیوں پر پولالا اور لے گئے۔

"بزرل نعمان کو روپرٹ دیدی گئی ہے۔ وہ خود موقع پر تشریف لارہے ہیں۔"  
سپر وائز نے عران سے غنا مطلب ہو کر کہا۔

عران نے صرف اثبات میں سر بنا دیا۔

"ہاں، تو تم صوفی ہو" عران نے صوفی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ صوفی  
ما موش رہی۔

"مسٹر فرا ایوینا منگواڑ۔ میں مس صوفیہ کا میک اپ صاف رکنا چاہتا  
ہوں"۔

لیکن عران نے قدم آگے بڑھا دیا۔ اور پھر صوفی نے چانک ماخدا سما  
کر دیا۔ اس کے مقامیں ریال اور تھی۔ مگر عران اس سے زیادہ تیر تھا۔ اس نے قدما  
لپڑا دیے ایک ہاتھ ریال اور سپر ڈال دیا۔ دوسروے ہاتھ کا زور دار تھری صوفی کے  
گال پر پڑا۔ وہ ایک بیچ ہاتھ کر کرے میں جا گئی۔ تھری اتنا زور دار تھا کہ صوفی کا گال  
پھٹ گیا تھا۔ عران کی آنکھوں میں صوفیہ کو جو ہیا کے میک اپ میں دیکھ کر فون اتر  
آیا تھا۔ وہ اندر داخل ہو گیا۔ سامنے فرش پر گزن کے دمہ میں موجود تھے۔ ادرا یا  
محسوس ہوتا تھا۔ جیسے پہاں پھر پورا ای ہوئی ہو۔

"جو یا کہاں ہے" عران کے لیجے میں اتنی شدید عراہست ہی کہ صوفیہ بھی  
گھوٹ بڑا گئی۔

"باخوردم میں" اس سے بوکھلا کر جواب دیا۔ عران کے صرف ایک ہی تھری  
نے اس کی تمام تیزی طواری نکال دی تھی۔ عران اسے دھکیلتا ہوا باخوردم میں لے  
گئی۔ اور پھر وہ یہ دیکھ کر صیرت زدہ رہ گیا کہ دیاں در من جو ہیا موجہ تھی۔ بلکہ مقدور  
اور یسپن شکیل ہیں پہنے ہوئے تھے۔ جو ہیا کی پسلی میں گولی گئی ہے تھی۔ اور صدر  
کے کاندھ میں۔ کیکٹن شکیل کا سر جھکا ہوا تھا۔

"بول تو یہ رات سے" عران کا لہجہ اتنا خوفناک تھا کہ ساختہ کھڑے  
میں سپر وائز کو بھی لپکی جھوٹ کئی۔

"تمہارے پہاں اور کتنے ساتھی ہیں" عaran نے چانک صوفیہ  
سے پوچھا۔

"کوئی نہیں" اس نے کمرور لپچے میں کہا۔ نجانے کیا بات ہی کہ عران کے

نے مصروفی کی داہی چینگٹک کرائی تھی۔ کرنل سعدی نے اور کے روپرٹ دیتے ہوئے۔  
جزل نہان — داہی ہجن میں پورا گیا تھا۔

”کب کی بات ہے“ — عمران نے بھی عمران ہوتے ہوئے پوچھا۔  
”آج دوپر کی“ — جزل نہان نے حجاب دیا  
۔ لیکن اس کی مذمت رکھنے کی پڑی۔

ستر صدر نے مس صوفی پر ٹک خاہر کیا تھا۔ چنانچہ میں نے شک رکھ کر لئے  
کے یہ میشل چینگٹک کے یہ کرنل سعدی کے پاس بیٹھا دیا۔ اس نے اور کے روپرٹ  
دی۔ میں مطمئن ہو گی۔ گراوب .....“ جزل نہان واقعی حریت زدہ تھا۔  
”آج یہ کس شعبہ میں کام کر رہی تھی؟“

”خیہ شعبہ میں میرے ساتھ بخدمت سیکارڈ کیپر“ — جزل نہان نے حجاب دیا۔  
”ہوں“ — عمران نے کچھ سوچنے ہوئے کہا۔ مادام باششی خاموشی سے  
بیٹھی سب کو سن رہی تھی۔

”کیا آپ کے پاس ایسا کوئی کرو ہے۔ جہاں اسے کچھ دیر کے یہ کجا جاکے  
میں کچھ تھیقات رکنا چاہتا ہوں“ — عمران نے پوچھا۔  
”ہاں روم نمبر تھری اس تقصید کے لیے بہتری ہے۔ رہاں سے نہیں کسکے گی:  
جزل نہان نے کہا۔

”لیکن ہے۔ اسے روم نمبر تھری میں بیٹھ دیکھئے“ — عمران نے کہا  
۔ لیکن پانچ آدمیوں کو ہدایت کیجئے کہ اس کا خاص خیال کیں：“

”آپ نے نکر دیں۔ یہ بھاگ نہیں سکتی“ — جزل نہان نے کہا اور پھر اپنے آدمیوں  
کو اشارہ کیا۔ وہ باششی کو لے کر پانچ کمرے میں پٹھے گئے۔ اہرے جانے سے پہلے  
عمران کے کچھ پراس کی مکمل تلاشی لے لی گئی تھی۔

ہوں“ — عمران نے پھر دائزر سے مخالب ہوتے ہوئے کہا۔

”اوے کے سر“ — سپرداائزر داپس ملکیا۔ اور پھر چند لمحے بعد کرے کا دروازہ  
کھلا۔ اور خفیہ لیبارٹری کا اچارچہ جزل نہان — دادا میون سمیت اندر دا خلیہ  
۔ مسٹر عمران یہ صوفی تو نہیں ہے“ — اس نے حریت سے عمران کی طرف  
دیکھنے پورے کہا۔

”میک اپ سر“ — عمران نے سرد پیچے میں کہا۔

”ادہ“ — جزل نہان نے طولی سانس لی۔

”میرے ساتھیوں کا کیا بنا“ — ! عمران نے جزل نہان سے مخالب ہوکا  
چھا۔

”انہیں فری طور پر آپشین روم میں بیٹھا دیا گیا ہے۔ کرنل زدار آپشین کر  
ہیں۔ جزل نہان نے جواب دیا۔ اتنے میں پھر دائزر اینہیں کی بوتل انٹریس لیے اندر دا  
ہوا۔ اس نے جزل نہان کو سلیٹ کیا۔ اور پھر بوتل عمران کی طرف بڑھا دی۔

”اس کا میک اپ مان کر دو“ — عمران نے کہا اور سپرداائزر آگے بڑھ گا  
۔ اور سنسنڑا کی جڑوار گر کوئی شمارت کرنے کی کوشش کی — عمران  
ہیچے میں اتنی شدید غرابت میتھی۔ جیسے خوناک بھیڑ یا غاز ہا ہو۔ جزل نہان نے ہم  
حریت سے عمران کی طرف رکھا۔ وہ تصویر ہمیں کر سکتا تھا کہ یہ کھلنڈ راسانوجوان  
حخت اور بار قارہ بھی اپنا سکتا ہے۔ پھر سپرداائزر نے صوفی کا میک اپ صاف  
کر دیا۔ اب وہ اپنی اصلی شکل میں تھا۔

”لیکن یہ تو پھر ہمی صوفی نہیں نکلے“ — جزل نہان اب شدید حریت زدہ

۔ جزل صاحب اس نے صوفی کا بھی میک اپ کیا ہوا تھا۔

”صوفی کا میک اپ“ — یعنی یہ صوفی نہیں تھی۔ نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

"میں پہلے کرن سعدی سے بنا چاہتا ہوں۔" — عمران نے باسٹی کے جاتے ہی جزل نعمان سے غافل ہوتے ہوئے کہا۔

"میں لے لپنے آئیں میں بلوایتا ہوں۔" — جزل نعمان نے کہا۔

موجودہ واقعہ دیکھ کر ان کے چہرے پر بے شمار الجھوں کے تاثراں خیالیں تھے کیونکہ اس خفیہ سیارہ کی تمام ترقی سرداری ان پر ہائی برحق تھی۔

"میں ان کے شےبے میں جا کر ان سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"اوہ کے ذہنی طبقے چلتے ہیں۔" — بخاتے عمران کے سینہہ جھرے میں کیا تھی کہ جزل نعمان جوانی تھی احتیتاج کی اور خشک آدمی خیال کئے ہاتے تھے اور عرب سے اعلیٰ آنسیروں کو گھاسیں لکھ ڈالتے کے روادار نہیں تھے۔ بڑی فرمایا رہا سے عمران کی سب باشیں استھنے چلے چار ہے تھے۔

عمران جزل نعمان اور ان کے دو دیگر ساتھی چند جھوں بعد کرن سعدی کے شےبے کے دروازے پر موجود تھے۔ دروازے پر کٹوڑے ہوتے سلسلے معاذلتوں — جزل نعمان کو پہنچانے سے موجود پاک بوجھا گئے۔ انہوں نے بُری بھرتی سے جزل کو سلیوٹ کیا۔ دیہی ان کی آنکھوں میں ہیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ عطاقوں نے سلیوٹ کرنے کے بعد بڑے ادب سے دروازہ کھولا۔ کیونکہ اس سے پہلے بھی جزل نعمان بنا بیت غد دہاں نہیں آئئے تھے۔ عطاقوں نے سلیوٹ کے بعد بڑے ادب سے دروازہ کھولا۔ اور بھر سب سے پہلے جزل نعمان اندر داخل ہوئے۔ اس کے بعد عمران اور پھر دو دسرے اشخاص دکرے کے ایک کرنے میں کرن سعدی اپنی میبل پر بیٹھے کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے۔ اور ان کا اسنٹھٹ میشن کے سامنے سٹول پر بیٹھا اس کے مختلف بیٹھاں آن کر رہا تھا۔ جزل نعمان کا اس طرح اندر داخل ہوتے دیکھ کر ہی دفعن ہر بڑا کراٹے اور پر دنوں نے باقا مدد سلیوٹ کی۔ جزل نعمان نے سلیوٹ کا جواب

دیا۔ اور پھر عمران اور جزل نعمان دفعوں میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے کرن سعدی اپنی بیک کھڑا تھا۔

"بیٹھ جائیے کرنی" — جزل نعمان نے انتہائی خشک بیجے میں کہا۔ اور کرن

سعدی اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔

یہ تباہی کرن سعدی، آپ نے آج مس موفیکی میش چینگ ابھی طرح کی تھی

جزل نعمان نے کرن سعدی کی آنکھوں میں دیکھنے ہوئے سوال کیا۔ کرن سعدی ایک

لٹے کے بیٹھے خاموش ہو گیا۔

"یہ سر" — اس نے مختصر سرا جواب دیا۔

"آپ کو مکمل نہیں ہے۔" — جزل نعمان نے پہنچتے ہوئے بیجے میں سوال کیا۔

یہیں۔ مگر بات کیا ہے سرا آپ کیوں بار بار پوچھ رہے ہیں۔" — کرن سعدی

کے بیجے میں اب قدر اے اختداد تھا۔

کرن سعدی آپ کے ماں چینگ کے بیے کون سی میشن استھن کی جاتی ہے۔"

عمران نے پہلا سوال کیا۔

کرن سعدی اب غور سے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر سمجھا ہے

کہ تاثرات تھے۔ بیچے وہ فضلہ نہ کیا رہا ہو کر جواب دے یاد دے۔

"جواب دیکھے کرنی" — جزل نعمان نے تھکمانہ بیجے میں کہا۔

بخارے ماں جنمی کی ساختہ جدید ترین میشن ایکس ایزن زیر دزید سے

کرن سعدی نے فرمایا جواب دیا۔

"میکا آپ اس صوفیہ کی پیچینگ کی کوڈن لورٹ مجھے دکھا سکتے ہیں۔"

یہ روپڑ آپ کی بھوئیں بہنیں آکے گی۔ کیونکہ اس سرفت اس میشن کا اہری تجھ

لکھا ہے۔" — کرن سعدی نے بڑے مود باش بیجے میں کہا۔

”آپ دکھائے تو ہی“ علزان نے خنک لیجی کہا۔

”رپورٹ دو“ امیر سعدی نے اپنے استنشت کی طرف مخاطب تھے ہوئے کہا۔

”ذکر تے ہوئے بڑی نرمی سے جواب دیا۔

”آپ یہ کہے کہ سکتے ہیں“ کرنل سعدی نے کہا۔

”آپ جانتے ہیں کہ اکیس الیون زیر دزیر کا کروڑ پاؤ انٹ مری اولینگ سکس

اسے۔ این دیٹ سے حل ہوتا ہے“ علزان نے لپڑاہی سے جواب دیا اور

کرنل سعدی کا چہرہ یوں تاریک ہو گیا۔ جیسے اچانک کسی نے من پر سیاہی مل دی ہو۔

”مر۔ مم۔ مگر آپ کو کبے مسلم“ اس نے شدید حیرت سے پوچا۔

”اس سے آپ کو کوئی عرض نہیں ہونی چاہیے“ علزان نے جواب دیا۔

آپ یہ بتائیں کیا میں نے جھیک کہا ہے؟“

”بھاہاں آپ جھیک کہتے ہیں۔ میں اپنی غلطی تسلیم کرتا ہوں“ کرنل سعدی

نے سر جھکاتے ہوئے شکست خود کے لیے بچا کہا۔

”کیا مطلب“ جزل نفاح جواب نہیں خاموش تھے۔ اپنکے بولے۔ ان کے

”ی۔ ہی۔ میں“ اس نے قدر سے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اور استنشت بھروسی جیت کے ساتھ خود بھیجا گئی۔

”مطلب یہ جزو صاحب کرنل سعدی نے صوفی کے ذہن کی چیزیں ہی نہیں کی۔“

کاپڑہ بھی فق ہو گیا۔

علزان نے جزوں کو کھجایا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے“ جزل نفاح جیران رہ گئے۔

”کیوں نہیں ہو سکتا“ علزان نے پوس جواب دیا۔ جیسے بحث کر رہا ہو۔

”گرگر“ جزل نفاح نے کرنل سعدی کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”اگر کرنل حدی چینگ کر کرنا چاہیں تو کیسے ہو سکتی ہے۔ نہیں ہو سکتی نا۔ بس۔“

ایسے ہو سکتا ہے۔ آپ آئی سمجھو میں“ علزان نے محفوظ نیز لیجی میں کہا۔

”آپ نے چینگ کیوں نہیں کی“ جزل نفاح نے علزان کے محفوظ نیز پر

لو نظر انداز کرتے ہوئے کرنل سعدی سے بلاؤ راست سوال کیا۔

”صرف اپنادا کے چند لمحوں کی روپورٹ ہے“ علزان نے اس کے فتنے کی پڑا

"اچاہک میشین خراب ہرگئی تھی" — کرنل سعدی نے مردہ بچھے میں جواب  
"میشین خواب ہو گئی تھی تو لٹپ نے او۔ کے روپرٹ کیجئے دیدی" اب جزل نغان کا ملہ اتنا سخت ہو گیا تھا کہ عمران نے بھی سنبھلیں کام موڑ بیا۔  
"میں نے اس خفت سے او کے روپرٹ دے دی کہ میشین کی خرابی کی اولاد آ کر دیتا تو آپ مجھ پر ناراضی ہوستے" — کرنل سعدی نے جواب دیا۔  
"اب میرے خیال میں جزل صاحب غوثی سے تایاں بجا میں گے" — عمران شدہ سکا۔  
"آپ کا کورٹ مارٹل ہو گا۔ کرنل سعدی آپ نے بھائیک غلطی کی ہے" — جزل نغان نے کہا اور پھر پچھے کھڑت ہوئے داؤ میوں سے خل طلب ہوتے ہوئے "کرنل سعدی اور اسٹینٹ محسن بکر فارکیا جائے" — حکم دے کر د انھی کھڑتے ہوئے۔  
ایک آدمی حکم سن کر تیزی سے باہر کلا اور پھر خدش لئے بعد کرنل سعدی اور اس کا اسٹینٹ محسن دلوں سلح مخاطنوں کی نگرانی میں کمرے سے باہر کل رہتے۔

"اب ستر عمران" — ان دلوں کے جانے کے بعد جزل نغان عمران سے مخاطب ہوتے۔  
"اب میں وہ جگد دیکھنا چاہتا ہوں۔ جہاں آج صبح صوفیہ دیوبی دیتی رہی ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"پہنچے" — جزل نغان نے کہا۔ ان کی پہنچانی پر نکر کی گہری لکھیں۔ چمن لہوں میں دو خفیہ شبیے میں پیٹ کے خفیہ شعبہ اس س وقت بندھا۔ اور جزل نغان کے خصوصی حکم سے کھولا گیا۔ جزل نغان عمران کو اس بیز پر لے گئے۔ جہاں صوفیہ بیک وقت کام آسکتے ہے۔ اور یہ بتھیا رہا رہے ہی مک کے ایک سانسدار کی ایجاد

اج کام کرتی رہی۔ عمران بغور تمام فنائلوں کو دیکھتا رہا۔  
"کیا تمام فنائیں نیک اپنی جگہ پر موجود ہیں" — عمران نے جزل نغان سے سوال کیا۔  
"ہاں" — جزل نغان نے جواب دیا۔

چہ عمران نے میز کی دراز کھولی۔ اور پھر دراز میں اپر کھی ہوئی ایک نائل کھالی جس پر ڈیپر، والی، ایکس کھا ہوا تھا۔ اور مخصوص نہر درج تھے۔ اس نے ایک لم فائل کوڑ کی پشت کو دیکھا اور دو سکے لئے اس کی نگاہ حل منے رکھی ہری ڈیپر۔ طائی، ایک والی فائل کی طرف اٹھ گئی۔ جزل نغان بھی عمران کے ہاتھ میں ڈیپرو وائی۔ ایک والی فائل ویکھ کر بیکی طرف چکھے۔

عمران نے فائل کھولی۔ فائل خالی تھی۔ صرف کوری کورچا۔ جزل نغان

نے فوراً کوہ عمران کے ہاتھ سے نیا۔ اور ہر عمران نے اصل نائل کھالی اور پھر اس کو کھولی کر دیکھنے لگا۔ اس میں چند کافہ موجود تھے۔

"یکیا چکر ہے جزل صاحب" — اصل فائل کی موجودگی کے علاوہ اسی کوڑ کا یہ خالی کوڑ۔ — عمران نے میرت سے کہا۔

"میں خود بھی جیزان ہوں۔ اصل فائل بعد کا تعلقات کے موجود ہے۔ پھر یہ خالی فائل کو دراز میں کیوں موجود ہے۔ اور اس پر یہ نہر کیوں دیتے گئے" — جزل نغان کے بچھے میں شدید حیرت تھی۔

"یہ فائل کس سلسلے کی ہے" — عمران نے سوال کیا۔

"عمران صاحب یہ فائل ٹاپ سکرٹ ہے" — آج کل تکہڑی میں ہماری فوجیں کے میں ایک مخصوص بھتیا رتیار ہو رہا ہے۔ یہ بتھیا رتیار اور ملے دلوں سور توں میں بیک وقت کام آسکتے ہے۔ اور یہ بتھیا رہا رہے ہی مک کے ایک سانسدار کی ایجاد

ہے۔ اس فائل میں بتیا رکا مکمل فارمولہ موجود ہے۔ جزبل نھان نے  
وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”ہوں۔ تو اس کا مقصد ہے۔ بھروسوں کو اس بتیا رکی سن گن مل گئی  
ہے۔ اور صوفی کا اس نکیڑی میں آئنے کا مقصد ہی دراصل اس فارمولہ کو چرا نہ تھا۔  
مران نے کچھ سچے ہوئے کہا۔

”اگر ایسا ہے تو پھر صوفی کا مقصد ہمارے ہک کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔  
جزبل نھان نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں فراؤ صوفی سے ملا چاہتا ہوں۔ اچاہک ملان نے  
کسی خیال کے آتے ہی جزبل سے کہا۔

”کیا سے ہمیں بلوایا جائے۔ جزبل نھان نے پوچھا۔

”ہمیں۔ میں ردم نبڑھری میں ہی ملا چاہتا ہوں۔ جہاں صوفی اس وقت  
موجود ہے۔ دیکھئے اپنے تینوں ذہینوں کے متعلق تاذ رپورٹ بھی منکھا ہیں۔ مجھے  
ان کے متعلق سے حد تکویش ہے۔“ مران نے کہا۔

”ذہینوں کا پتہ کردار مجھے فراؤ رپورٹ دو۔ ردم نبڑھری میں۔“ جزبل  
نھان نے ساتھ موجود ایک آفیسر سے کہا۔ اور وہ سلیوٹ مارک باہر مل گی۔ اور پھر  
ملران اور جزبل نھان ردم نبڑھری کی طرف پڑھ گئے۔ ردم نبڑھری کے دروازے پر دو  
سلیخ چاند ناظموں موجود تھے۔ انہوں نے جزبل نھان کو سلیوٹ کیا۔

”دروازہ کھوؤ اور ہمارے ساتھ چل۔“ جزبل نھان نے حکم دیا۔ مخالفوں  
نے جلدی سے دروازہ پر لگا ہوا ایک میں دبایا اور دروازہ نیزی سے کھل گیا۔ اور پھر میں  
ہی ملان، جزبل نھان اور حاقد اندرا داخل ہوئے ان سب کو جیرت کا ایک شدید چھپا  
لگا۔ کرو خالی تھا۔ صوفی کا نام دشمن بھی نہ تھا۔

نھان نے ایکسو کا حکم نہیں ہی بزرگ بگ کی ڈاچ کے بڑوں کے سلسلے میں رجہڑی  
آنس سے پہنچا۔ یہیں ملکوں ہذا کیہے بزرگ بگ کسی کو الٹ بھی نہیں ہوتے۔ صاف غاہر تھا  
کہ بزرگ بھی تھے۔ اس نے سوچا ایکسو کو روپورٹ دینے سے پہلے اپنے ہوپر اس  
کارکاپتھ چلا گا۔ چنانچہ اس نے اپنی مرضیاں یہیک بر قائم شہر کی سڑکوں پر گھونٹا شروع  
کیا۔ اس نے تفریباً ہر ہوش چھان مارا۔ یہیں اسے کہیں بھی اسنس رنگ کی ڈاچ  
نظر نہ آئی۔ اس نے سوچا اپ کا لونپیں میں گھوما جائے۔ شدید تکیں کام من جائے۔ یہیں  
اب د کر ٹھیں کے اندر بند کاروں کو کیسے دیکھ سکتا تھا۔ اور بزرگ بگ کی ڈاچ کا سڑک  
پر پل جاتا۔ ایک اتفاقی ہی ہوتا اور صہر بھی یعنی نہیں تھا کہ آیا۔ یہ دیسی بزرگ بگ کی ڈاچ  
ہے۔ جس کے متعلق ایکسو نے پوچھا یا کوئی میز متعلقہ گاڑی ہے۔ یہیں یہ سب کچھ تو اس  
وقت ہوتا۔ جب کوئی بزرگ بگ کی ڈاچ لے لے تھی۔ اس کا سارے دن میں ایک بھی  
ایسی گاڑی سے بھکر دیتھیں ہوا تھا۔ اب، ماذل کافوئی میں کافی دری گھستے کے بعد  
وہ مایوس ہو چکا تھا۔ اور سوچ رہا تھا کہ ایکسو کو ہذا کامی کی روپورٹ دے کر اچاہک

ایک موڑ پر رہتے ہی دہ بیری طرح چکا تھا۔ ایک دسمیں درعضا کوئی کے پہاڑک  
ہیں بزرگ بگ کی ملکوں کا دروازی ہو ہی تھی۔ نھان نے موڑ سائیکل کی اس سپینی ٹڑھادی  
اور اس سے پہلے کچھا لگک بند ہوتا نھانی گیٹ کے سامنے سے گزد گی۔ اسے نہر

"ٹھیک ہے سڑ نہانی نے جواب دیا۔

"او. کے" ایکٹو نے کہا اور پھر لائن بے جان ہو گئی۔

نہانی نے ریسیدر رکھا اور بڑو تھوڑے سے باہر آگئی۔ اس نے موڑ سائیکل اسٹارٹ کی اور دبارة کا لوٹی کی سڑک پر اسے دوڑانے لگا۔ تھوڑی دیر بعد دو کوئی کسے سامنے سے گزر گئی۔ پہاںکہ بند تھا۔ اس نے ایک لمبا چکر کاٹا اور پھر ایک کوئی کی پشت پر سوڑ سائیکل اسٹینڈ کر دی۔ شام ہو چکی تھی۔ ہر طرف انہوں نہیں پھیل گی تھا۔ اس لیے جب تک کوئی شخص موڑ سائیکل کے نزدیک رہا جائے۔ موڑ سائیکل اسے نظر آئکتی تھی و دیسے بھی کوئی ٹھوٹوں کی پشت پر امداد رہا ہی تھا۔ پھر وہ پیدل جدا ہوا مٹلوہ کوئی کی پشت پر آئا۔ اس نے جیب نے ایک نقاپ بھالا اور چہرے پر مٹھا جایا۔

ایکٹو کی ہوایت کے مطابق مبرنز ناقاب اور ریلوادر ہر درست جیب میں رکھتے کر رہے جانے کب ان کی فری ضرورت پڑ جائے۔ اب اس نے کوئی کے اندر داخل ہونے کا طریقہ سوچنا شروع کر دیا۔

کوئی کی بچھی دیوار کافی سے زیادہ بند تھی۔ اس نے اسے چھال گئنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس نے کوئی کی دیوار کے قریب والے پڑے درخت کا ہائزو دیا۔ لیکن ایسی کوئی شاخ نہیں تھی۔ جرلسے دیوار تک جسے جانی اور در جانے کو کوئی

کے پشت پر گئنے پالی کی تھکاسی کا استظام تھا۔ جس سے وہ اندر جانے کی کوشش کرتا۔

من ملٹری ٹھارڈ گیتا تھا۔ کوئی ترکیب بھی میں نہیں آرہی تھی۔ آخر جب اسے کوئی ترکیب سمجھیں شاہی۔ تو وہ دالپس اپنے موڑ سائیکل کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر اسے بغیر اسٹارٹ کرنے تقریباً گھٹیت ہوا کوئی تھک لے آیا۔ اس نے موڑ سائیکل دیوار کے ساتھ لگا کر دیکھی اور خود اسنس کی گردی پر چڑھ گیا۔ اب دیوار کا اور پر سر احتیٹا اسی اونچا رہ گی تھا۔ اس کے ہاتھوں کی اونچائی سے تقریباً دینیں نٹ اونچا۔ اگر وہ میپ بیٹا

دیکھ کر قدسے مالو سی ہوئی۔ کیونکہ اس کا پر چڑھنے اس کے مطلوبہ نمبر نہیں تھے۔ لیکن پھر اسے اتنی خوشی ضرور ہوئی کہ اس نگک اور ماڈل کی کمار تنفس قروائی۔ اس کو کوئی کام نہیں میں رکھ دیا تھا اب وہ جلد سے جلد ایکٹو کو پورٹ دے کر مزید ہلے ہلے حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے موڑ سائیکل ایک پک بوقت کے ساتھ رکھ دیا۔ اس نے بھر میں داخل ہو کر ایکٹو کو فزن کیا۔ چند لمحے بعد را بدل دیا گیا۔

"ایکٹو" دوسری طرف سے ایکٹو کی مخصوص آواز سنتی دی۔

"مر نہانی بول رہا ہوں" نہانی نے جواب دیا۔ اور پھر اپنے تمام دن کی کارگزاری مختصر الفاظ میں سنواری۔

"اس کو کوئی کام نہیں کیا ہے جس میں کار دائل ہوئے ہے؟" "نہ ایک سو پاٹھور"

"ٹھیک ہے میں تنبیر کروں اسی بھیتا ہوں وہ اس کوئی کے باہر رکے گا۔ تم کوئی کے اندر داخل ہو کر حالات سمجھو اور مجھ پورٹ دینا۔" ایکٹو نے اسے پایا۔

"کیا میں تیر کا انتشار کر دیں سر" نہانی نے پوچھا۔ "نہیں تیر پائی من پہ جاؤ۔ تنبیر اپنا کام خود کرے گا۔" ایکٹو نے جواب دیا۔

"او. کے سر" سو نہانی کیا تھا دسے پاس دلچ ٹرانسیسٹر ہے۔" ایکٹو نے پوچھا۔

"میں سر" نہانی نے گھٹی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے اگر کوئی میں نہیں کری خدوں نظر آئے تو دلچ ٹرانسیسٹر پر تنبیر کو الٹ کر دینا۔ وہ تمہارے باہر آئے تھک کوئی کے اونچا گردہ بی رہے گا۔"

پا رکر گیا۔ اب وہ ایک نامہ سے بڑے کمرے میں تھا۔ ابھی وہ کمرے میں ادھر ادھر پہنچنے لگا۔ ہی رات تھا کہ اچانک اسے قدیروں کی چاپ سنائی دی۔ دہ تیزی سے پٹا اور دربارہ سلطنتی میں داخل ہو گیا۔ اس نے دروازے میں ہلکی سی ہجری چوری دار اس میں دیکھنے کا اس کا اندازہ بالکل صحیح مکالا۔

چند لمحے بعد سامنے والہ دروازہ کھلا اور اس میں سے ایک سایہ اندر داخل ہوا۔ ایک لمحے بعد چٹک کی آواز پیدا ہوئی اور کوہ دشمن ہو گیا۔ نماں نے دیکھا کہ یہ ایک خاص طریقہ القامت اور عجیم نژاد ہے۔ چیز سے سختی خیالی تھی۔ دہ تیز تیز قدم اٹھتا ہوا غسل خانے کے دروازے کی طرف پڑھا۔

نماں نے ممکن خطرے کے پیش نظر دیوار بخال لیا۔ مگر وہ نوجوان دروازے کے پاس رکھی ہوئی ایک تہ آدم الماری کے قریب رک گی۔ اس نے الماری کوئی اور اتمانہ اندر داخل کر دیا۔ اور چھرا اس نے دھکل کر الماری ایک طرف کوئی۔ الماری ایک طرف یوں ہٹ گئی۔ جیسے اس کے پیچے پیچے گئے ہوئے ہوں۔ اب جہاں الماری تھی۔ دروازہ ایک دروازہ تھا۔ نوجوان دروازے میں داخل ہو گیا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی الماری خود بخود اپنی جگہ پر داپس آگئی۔

چند لمحے انتظار کرنے کے بعد شفیع دیوانہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے بھی الماری کھولی۔ اس کے اندر دیکھنے لگا۔ الماری خالی تھی۔ اس نے کمپے نائکنے کے ہک گھک ہوئے تھے۔ اس نے باری باری سب کپوں سے زد آنائی کی۔ اور ہر کہکو کو کھینچ کر وہ الماری کو دھکیں کر دیکھتا۔ لیکن الماری اپنی جگہ سے ہٹ کر اسے محروس ہوا۔ جیسے کھڑکی کی دریوار دیوار پر ہاتھ پھیر کر کھینچنا شروع کیا۔ ایک سوچ اور اب جب اس نے الماری کو دھکیلہ تر الماری ٹالی کی ملٹی ہوئی آگے بڑھ گئی وہ

تو اسے خطرہ تھا کہ دھکے سے موڑ سا بیکل پر گز بڑے گا۔ اور موڑ سا بیکل کے گرنے سے اس سنائے میں کافی زد رکارہ گا۔ اور یہ چیز اس کے مشن کے بیچ سخت خطرہ تک تھی۔ اور بغیر موبہکے۔ اس کے ہاتھ دریوار کے سمت تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ مسٹر دب بھی ٹیکھا ہی تھا۔ دہ موڑ سا بیکل سے پیچے اترنا۔ اور اس نے ادھر ادھر کھینا۔ شردہ کیا۔ ایک جگہ اسے کافی بیٹا پر نظر آگیا۔ جو قدر سے پہنچ تھا۔ اس نے دہ پتھر اٹھایا اور اسے گردی کے ادپر کو دیا۔ اس طرح تقویٰ سی تلاش کے بعد اس نے یکے بعد دیگرے ایک دھرنے کے ادپر ٹین پھر من دیئے۔ بڑی اختیاط سے ان پتھروں پر ٹھیٹھا۔ ایک دفعہ اس کا توازن ذرا سا بگھنے لگا۔ لیکن وہ سنبھل گیا اور پھر جب وہ سیدھا حکما ہوا تو اسے یہ دیکھ کر خوشی ہوتی کہ اب اس کے ہاتھ باسانی دلیوار کے سرسے پہنچ گئے۔ اور پتھروں سے لے دیا اور پر جو بندھا۔ اس کے سلسلے دیسخ کوئی کا دیسخ دملپن پائیں باع مر جو دھما۔

چند لمحے تک وہ سنگی یہاں رہا کہ کہیں کوئی نہیں کہتے۔ ہوں۔ لیکن ایسے کوئی آنمارے سے نظر نہ آتے۔ جب اسے الہین ان ہو گیا تو اس نے دلیوار پر ہاتھ مکاٹے اور پتھروں اور دھرنوں کے سہارے نکل گیا۔ اس نے آہستہ سے ہاتھ چھوڑ دیئے۔ ایک بلکا دھاکر ہوا۔ اور وہ پیچے آگرا چند لمحے تک وہ دم سادے دہی پڑا۔ لیکن جب اس معمولی سے دھن کے کارکنی دھمل اسے نظر آیا تو وہ اٹھا اور پھر جگ جگ کر آہستہ آہستہ پٹا ہوا کوئی کی اصل عمارت کی پشت پر پہنچ گیا۔ پشت پر اسے کھڑکی نظر آتی۔ اس نے کھڑکی اسے دیا تو کھڑکی کلی ہر قسم تھی۔ کھڑکی کھول کر وہ ایک لمحے کے۔ یہی دہی کھڑکی اسے اور پھر بڑی احتیاط سے دکھڑکی کے اندر گز گیا۔ اب اس کی آنکھیں اندر ہیں کیوں نہیں۔ اس نے کچھ کچھ نظر آئے۔ ایک شفہاز تھا۔ اس نے دروازہ آہستہ سے کھولا۔ پھر وہ دروازہ

” نہ جانے ہمارے ساتھ اس بار کیا چکر مل رہا ہے۔ کوئی مشن بھی پاٹنگیل کب  
نہیں پہنچ رہا ہے۔ ”

نوجوان خاموش کھڑا رہا۔ مادام چند لمحوں تک سوچ میں ڈولی رہی۔ پھر اس  
نے شرعاً کو نوجوان کی طرف دیکھا۔

” تم جاؤ اور اگر مادام پاساٹی کی طرف سے کوئی اور روپرٹ میں تو مجھے فرما لائے  
کرنا اور کسی آدمی کو کار درسے کر مجھے بوجہ مکبری کے قریب رہے شام کی طرح  
پنج کمپا ہرنگلے تو وہ اس کی مدد کر سکے ۔ ”

” بہت بہتر مادام ” نوجوان نے جھک کر آداب بجا لائے ہوئے گما۔

غماقی فرما ایک طرف ہٹ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اب نوجوان باہر نکلے گا وہ  
جن لمحت سمت میں دیوار کے ساتھ پشت گا کہ کھڑا ہو گیا۔ کیونکہ اس کے علاوہ اور  
کوئی چارہ کا رہنیں تھا۔ دروازہ کھلا اور پھر وہ نوجوان بڑ کی سی تیزی سے باہر  
نکلا اور تیز تیز قدم اٹھا دیا ہوا۔ چھوٹے سے کم کر کے کی طرف بڑھتا چلا گی۔ اس نے ایک  
پار بھی موڑ کر نہیں دیکھا۔ یا تو وہ انتہائی جلدی میں تھا۔ یا اس کے تصور میں بھی نہیں  
تھا کہ اس گیئری میں کوئی غیر متعلق آدمی بھی ہو سکتا ہے۔ چند لمحوں بعد وہ کمرے  
میں داخل ہو کر نظروں سے اوچل جو گیا۔ اب میدان خالی تھا۔

غماقی اب سوچ رہا تھا۔ کہ کیا دا پس جائے یا کیا کرے۔ بہرحال اتنا تو اسے  
عزم ہو چکا تھا کہ وہ ہجر میں کے تھیں اڑتے بیک پہنچ گیا ہے۔ مادام پاساٹی کا اندازہ بار  
بار من کر دیکھ کیا تھا کہ اسے اتنا تو عزم تھا کہ آج کل پوری شیخ مادام پاساٹی کے  
پیچے گئی ہوئی ہے۔ اس نے سوچا یہ لڑکی جسے بھی مادام کہہ کر کیا جائے تو مادام پاساٹی  
پاساٹی کی ساتھی یا اسٹنٹ ہو گئی۔ اگر کسے کسی طرح انھوں کیا جائے تو مادام پاساٹی  
کا ہماری پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے دل میں ایک فیصلہ کیا اور پھر وہ کمرے

تیزی سے دروازے کے اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک جھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس کے سامنے طلاق  
دروازہ کھل ہوا تھا۔ اس دروازے سے آگے اسے ایک طویل گیری نظر آتی  
تھی۔ وہ محتاط تر میں سے چلتا ہوا گیری میں کرنے لگا۔ گیری کے تقریباً آٹھ کوئی  
پر اسے ایک دروازے کے نیچے روشنی کی تپیں سی کیڑی نظر آئی۔ وہ دروازہ کے سامنے  
چاکر رک گی۔ اس نے کہ ہول سے اندر جگا مکان شروع کیا۔ اسے سامنے صونے پر  
ایک خوبصورت چاپانی عرضت ہئی نظر آئی۔ اس کے پہرے پہنچے کے تاثرات تھے۔  
سامنے دی نوجوان مزبدان اہل ایسین کھڑا تھا۔ اس نے جھک کر کان کی ہول سے گھاریا  
اس کے کان میں بکھی ہلکی آوازیں آئے گیں۔

” یہ کیسے ہو سکتا ہے ہیشو ” عورت کہہ دی تھی۔ اس کے لہجے میں بے حد  
غصیلابن تھا۔ ” میں کیا کہہ سکتا ہوں مادام ” نوجوان عین کنام ہی تو تھا۔ بڑے ہو کر جاذب  
اہل ایسیں بولتا۔

” لیکن انہیں مادام پر شہبے کیسے ہوا ” مادام بڑا بڑا۔  
” ہو سکتا ہے سربراہ نے اہلی فلوٹیتے ہوئے دیکھ دیا ہو ”  
” اب وہ کس پر زیشیں میں ہے ”

” وہیں ہکری کے ایک کمرے میں بند ہے ”  
” اسے ہر قیمت پر دہان سے رہا ہوتا چاہیے ”  
” لیکن مادام اب ہم اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہیں ”

” دہان اپنے آدمیوں کو بھیجے کا یہوس انتظام ہنسیں کیا گی ” مادام گئی۔  
” وہ اپنے ساتھ آدمی لے گئی تھیں۔ لیکن پر قسمتی سے سب کے سب کے

لئے وہ برق کی سی تیزی سے اپنے جگبے اچھی اور نفاذی کے لائق سے روایا رکھنے  
گی۔ مادام بآسانی نے فلاںگک اسک پچھا اس سماں پر ادا نہیں لائی تھی کہ تباہگ کی تقدیر  
محلب اس کے لائق پہاڑا کمک پڑی اور روایا رکھنے کے لائق سے پھرٹ گیا۔ نفاذی بھی دلکھ  
کی وجہ سے لذکھرا اسکی پھرٹی بھی بڑی کیا۔ مادام بآسانی فرش سے اشٹے ہی ایک اور فلاںگ  
کمک پڑی۔ گوگانڈا نہیں انتہائی پھرٹیاں تھیں۔ مگر نفاذی اب سنبھل پھکاتا۔ اس نے نیپرتوں  
سے فرش پر اپنے لگنے لیکھ دیئے اور درسرے لئے مادام کی ایک ناگہ اس کے  
اتھوں میں آگئی اور وہ تیزی سے اٹھ کر واہا ہوا۔ مادام کا سفر زدرا فرازیں فرش سے کھا۔  
اور مادام سر کو جھبٹتے دیئے گئی۔ نفاذی کو فصل آگئی تھا۔ اس نے اسی ناگہ کو پکڑ کر مادام کو کرے  
میں پچھر دینے شروع کر دیئے۔ ابھی وہ پکڑی دے سکا تھا کہ مادام اپنے کمک پاس پک کر طرف  
پہنچنے اور درسرے لئے اس کے لائق نفاذی کی گروہ پر تھے۔ اور سر کی تقدیر اور لائق نفاذی  
کی تاک پر پڑی اس کے لائق سے فلاںگ پھرٹ گئی۔ درسرے لئے نفاذی کا لائق  
کھو گیا ایک تر دروازہ کفرش سے اشٹی ہوئی مادام کے پھرٹا اور وہ الٹ  
کر ایک طرف چاہپڑی۔ اب نفاذی کی آگھوں میں خون اتر لیا۔ اور وہ بیلے حاضر کے کمر مقابل  
ہے حال ایک حرمت ہے اندھا دھندا اس پر بوث کی ٹھوکریں پرسانے لگا۔ مادام بآسانی  
جس اسی اچانک کے اور لگتا رہا پتے والی ٹھوکروں سے قدر سے نیم بے ہوش سی  
ہو گئی تھی۔ ایک بار پھر سنبھل گئی۔ اس نے پھر تی سے نفاذی کا بوث پکڑ کر اس کی فلاںگ  
مرٹ دی۔ نفاذی چکراتا ہوا خیچے ہگرا۔ اسی لمحے بآسانی نے تیزی سے جب کیا۔ اور  
پھر اس سے پڑے کہ نفاذی اٹھتا بآسانی نے ایک طرف پڑا ہمارا ریور اٹھایا۔

اب سیدھے کھڑے ہو گاڑ۔ سفر تھا پوشن۔ مادام بآسانی  
کا چہہ خوب ناک ہو گیا تھا۔ دیسیے نفاذی کی بے رحم ٹھوکروں نے اس کا خوبصورت  
چہہ بیکاٹ دیا تھا۔ نفاذی اور کوئی چارہ کارہ نہ دیکھتے ہوئے غاموش کھڑا ہو گیا۔

کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ نوجوان کے ہانے کے بعد تند چکا تھا اس  
نے کی ہرل سے عجھا لٹکتا تھا اس سامنے صوفی پر بھی کسی گھری سرچ میں عرق نظر آئی  
اس نے دروازے پر دیکھ دی۔

کم ان۔۔۔ اندر سے وکی کی آذان ستائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی دروازہ  
آہستہ آہستہ کھلنے شروع ہو گیا۔ نفاذی نے روایا رکھنے والا اور دیکھ دم کمر سے میں  
کو گدگا۔

بیٹیڈ زاپ مادام۔۔۔ اس نے کھٹت آواز میں کہا۔ مادام اس ناقب پوشن  
کو اچانک اپنے سامنے دیکھ کر پہکا بکارہ گئی۔ نفاذی کے ساتھی سرگے روایا کا راست  
مادام کی ہلٹت تھا۔

لائق اپنے کرلوہا دام درنہ بیرا روایا ریور پلٹنے میں پچھر زیادہ جلد باز ہے۔۔۔

اب مادام سنبھل کی تھی۔ اس نے اتحاد پنچ کر دیئے۔  
کھڑی ہو جاؤ ذر۔۔۔ نفاذی نے درسرا حکم دیا۔  
مادام خاموشی سے کھڑا ہو گئی۔

مگر تم کون ہو۔۔۔ مادام کے لہیجے میں اب بھی حیرت تھی۔  
تمہیں اس سے کوئی مطلب نہیں ہوتا چاہیے۔۔۔ نفاذی نے جواب  
دیا۔ اور پھر قدم۔ قدم آگے بڑھنا شروع کر دیا۔

دہیں رک جاؤ مسٹر۔۔۔ تم نہیں جانتے کتنے کس کے سامنے کھڑے  
ہو۔۔۔ اچانک بآسانی نے مڑلتے ہوئے نفاذی سے کہا۔ اب وہ حیرت کے  
شدید جھبٹے کے اثرات سے مکن طور پر چکارا پا چکی تھی۔

نفاذی رک گیا۔۔۔ مادام نے اچانک اپنے لائق پنچ کر دیے اور دو کے

"میری اگتا خیل کی نشانیاں ابھی تک تہاری ماڈم کے چہرے پر موجود ہیں مژٹاک  
دن چی۔" نعمانی نے لاپرواہی سے کہا۔

"اوہ یہ سن اتنے پچھے میں تھیں اس گفتگی کا مرا ابھی چھاتا ہوں۔" تاک دن چی  
دانت پکجتا ہوا آگے چھڑا۔

"ٹھیک ہے اس کا ماڈم جھکانے پرے آؤ۔" ماڈم نے تاک دن چی کو  
اجازت دیتے ہوئے کہا۔ ماڈم کا فخر و سخن، ہی تاک دن چی نے نعمانی پر تبریزی سے

جب پ کی۔ مگر نعمانی اس پچھی کے سینے پچھے سے تیار تھا۔ وہ پھری سے ایک طرف  
پڑت گی۔ تاک دن چی اپنے زور میں آگے بڑھتا چلا گی۔ نعمانی نے کیک ماہ اپنی کالائی پر  
بندھی بڑی گھٹی پر مارا۔ وہ دراصل تنور کی طور پر کاٹگل دینا چاہتا تھا۔ اور وہ اس میں

کامیاب رہا۔ کسی نے حکومتی بھی نہیں کیا۔ تاک دن چی تیری سے دالپس مارا۔ مگر نعمانی  
کا چھاتا لایخ اس کی کپٹی پر پڑا۔ اوتھا تاک دن چی رکھ کر گیا۔ تاک دن چی کی آنکھیں غصے

سے سرفہرست ہو گئیں۔ اس نے ایک حصوس دادا مستحکم کیا۔ اور نعمانی اس کے دادیوں  
آگئی۔ نعمانی اس کے اختوں پر سے ہوتا ہوا سامنے میز پر جا پڑا۔ ماڈم بہاسی اب بڑے

اطینان سے ایک طرف کڑا ی خدا و یکھرہ بھی تھی۔ میز پر گرتے ہی نعمانی نے ایک طرف  
پہنچنے میں پھری۔ دکھائی۔ تیجہ۔ تاک دن چی جو جب گلا کراس پہاڑ رہا تھا۔ خود میز سے کھلائی

اس سے پچھے کر دہ انھنہیں کی زور دار لات اس کی کمر پر پڑی۔ اور وہ میز سیت دہ دی  
نعمانی سے سوال کیا۔

"تھاہا نام کیا ہے۔" ماڈم نے تاک دن چی کا فخر نظر انداز کرتے ہوئے بھاہستہ  
بہاسی نے فرضی نام تادیا۔

"بہاں کیے پہنچے۔" نعمانی نے فرضی نام تادیا۔

"ٹانگوں پر چل کر۔" نعمانی سے مصحت خیز انداز ہیں کہا۔

"شٹ اپ۔ تم ماڈم بہاسی کے صدر گستاخی نہیں کر سکتے۔" تاک دن چی!  
بیکل نہ ہی ان اندر داخل ہوا۔ وہاں ایک لقب پوش کو کھڑے دیکھ کر وہ جیزت ندا  
رہ گیا۔

"تاک دن چی قبایل افغان"۔ بہاسی نے قدر سے سکراتے ہوئے کہا۔  
"کیا یہ ہمارا ہے ماڈم۔" تاک دن چی نہ ہر آنونظروں سے نعمانی کو  
طوف دیکھ رہا تھا۔

"نہیں یہ ہمارا تو نہیں ہو سکتا۔ ابست اس کا کوئی کارندہ ہو گا۔ اس کا نام  
اتارو۔" نہیں یہ ہمارا تو نہیں ہو سکتا۔ ابست اس کا کوئی کارندہ ہو گا۔ اس کا نام

تاک دن چی نے ایک بچکے سے نعمانی کے ہمراہ سے ناقب کنجھ یا۔  
"مگر ماڈم یہ بہاں کیسے پہنچ گی۔" تاک دن چی ابھی سکھ نہیں کی دہان وجود  
پر حیرت زد تھا۔

"تھاہا نام کیا ہے۔" ماڈم نے تاک دن چی کا فخر نظر انداز کرتے ہوئے بھاہستہ  
نعمانی سے سوال کیا۔

"راج"۔ نعمانی نے فرضی نام تادیا۔

"بہاں کیے پہنچے۔" نعمانی سے مصحت خیز انداز ہیں کہا۔

"شٹ اپ۔ تم ماڈم بہاسی کے صدر گستاخی نہیں کر سکتے۔" تاک دن چی!  
شٹے سے گرجا۔

کہذہ ان پر تارکی کا پہرہ دین گیا۔ وہ بے پوش برچکا رہتا۔ تاک دن چیزیں کیدہ قرز  
لظرف سے بے پوش نہایت کوکھہ رہتا۔  
”خاصا جاندار تھا۔“ مادام باساشی نے غافی کی طرف دیکھنے ہوئے کہا۔  
”اہ امید سے زیادہ بڑھ کر۔“ تاک دن چیزیں بڑھاتے ہوئے کہا۔  
اسی لمحے دروازے پر دشک ہوئی۔ تاک دن چیزیں اور مادام باساشی دونوں چونک پڑے  
”کم ان۔“ مادام باساشی نے روپور پر گفت مختصر کرتے ہوئے کہا۔ دروازہ  
کھلا اور ایک لوچان اندر داضی ہوا۔ وہ کمرے کی حالت دیکھ کر ایک لمحے کے لئے ٹھکا  
اور پھر سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔  
”کیا بات ہے سر دسکس۔“ مادام باساشی نے غارتے ہوئے کہا۔

”مادام ابھی ابھی دلپورث ملی ہے کہ مادام باساشی فیکٹری۔“  
سے پہلے کرنبریکس اپنا تقدیر پورا کرتا۔ دروازہ نہ دروازہ آواز سے کھلا اور پھر سر دسکس کا  
الفا اعتمذیں ہی رہ گئے۔ بگولی اس کی پشت میں گھسن گئی تھی۔ اور وہ ایک لمحے ہاتھ  
وہیں پڑھیر ہو گیا۔ تاک دن چیزیں اور مادام باساشی دونوں بڑی طرح اچھلے گرد دسر سے  
مادام باساشی کے ہاتھ سے رلوپور ملک گیا۔ دروازے میں ایک ناقاب پوش موجود تھا۔ اس  
اس کے پیارا کرناں تال سے دھوان تکل رہتا۔  
”وزیر کی طرف منہ کرو۔“ ناقاب پوش نے حکم دیا۔  
”تم کیا کرنا چاہتے ہو۔“ مادام باساشی نے ہستے سے ہٹکار تے ہوئے کہا۔  
”جنم سے کہا جائے وہی کرو۔“ سمجھی۔ مجھے لوگوں کو قتل کرنے میں  
تکمیل ہتی ہے۔ اس یہی میں ہرگز نہیں بھکاریاں گا۔“ ناقاب پوش نے ہڑتے  
ہوئے کہ اس کی آواز میں اتنی بے رحمی تھی کہ مادام باساشی کو یقین ہو گیا کہ اسکا ایک  
لوجسمی اسنس نے حکم نہیں دیا۔ اس کی تو ناقاب پوش یقیناً گولی چلا دے گا جیسا پنج  
وہ فوراً دلوار کی طرف متکر کے ہڑتی ہو گئی۔ ناقاب پوش نے آگے بڑھ کر خاصی قوت  
سے روپور کا دستہ اس کے سر پر دے دیا۔ اور مادام باساشی دیکھاتے گئے۔ ناقاب پوش نے  
ایک اور صوب نگائی اور وہ بے پوش ہو کر یقیناً آگئی۔ اس کے یقین گئے ہی ناقاب پوش

”مہربان گر کسی نے درکت کی۔“ ناقاب پوش دعاڑا۔  
”تم کون ہو۔“ تاک دن چیزیں بھی ہڑتے ہوئے پڑھا۔  
”خاصوں اگر وہ سرانخط نکلا تو ڈیھ کر دوں گا۔“ ناقاب پوش کا ہب  
انتباہی کرخت تھا۔  
تاک دن چیزیں اور مادام باساشی دونوں خاصوں رہے۔ ناقاب پوش اندر آیا  
اور اس نے ایک احتی پیچھے کر کے دروازہ بند کر دیا۔

نہ جب سے دو الگ کھانا اور پھر مادام بسا شی کی کالا پر باندھ دیا۔ کبکہ کلائی سے بڑی تیزی

سے خون مکمل رہا تھا۔ اور خط و تھار کا اگر خون پکھ دیا تو اسی طرح ہتھا تو کہیں ادام بسا شنا  
بے ہوشی کے عالم میں ہی نہیں ہے اور لقب پرش ۱ سے زندہ رکھنا چاہتا تھا۔ نہانی کے

خوبصورت اسکو مگر بہرہ اپنے تھار سے زد کی بہیں پڑی تھی کہ درست پڑھ جاتا۔ نقاب پرش

سے کوٹ کے کار میں مگر ہوتی پین کھا لی اور نہانی کی ہاتک میں اس سے بھی سی خودش فراہم  
دی۔ دوسروں سے لئے نہانی کسمیا یا اندھیرا سے زد کی چینچ آئی اور وہ بہرہ میں آگئی۔

نقاب پرش کو نہانی کے ہوشی میں دست کے بیچ فری طرف پر بھی ترکیب بھی میں آئی۔

تھی اور وہ کامیاب میں رہ۔ نہانی نے ہوشی میں آتے ہی ایک لئے بک تو بے خیال کے  
عالم میں ادھر اُدھر کھکھا۔ پھر کب دم اٹھ کر پڑھ گیا۔ نقاب پرش نے چہرے سے نقاب

اتاری۔

”تیزیر تم۔ نہانی نقاب پرش کا چہرہ دکھیکہ کیہر سے بولا۔

”اُن نہانی تباہ را گسلن ملتے ہیں میں کوئی کی پفت پر آیا اور پھر تھار سے موڑنا یا کلک کرے

اور پکھے سوئے پھر تو نے بیری بھی مدد کی اور میں دیوار پر چاند گلے دوں سے عمارت کی

پشت طالی کھڑکی سے اندر گھسن گی۔ جس سے شاید تم اندر گئے گئے۔ پھر اس فوجان نہز

نے فربر سکس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا“ کے پچھے پچھے اس کمرے سک پہنچ گیا۔

”کیا تم نے ادام کو کھپی کر لی مار دی۔ نہان نے بے ہوش ادام طرف دیکھا

جس سے کہا۔

”نہیں صرف بے ہوش ہے۔ میں نے اسے گرلی مارنے سے گریز کیا، کبکہ کوئی مجھے

یہاں کی سر زرہ معلوم ہوتی تھی اور میں نے سوچا۔ ہو سکتا ہے ایکٹر انے زندہ گرفتار

کرنا زیادہ پسند کرے؟“

”تم نے چاہیا کہ اسے گول بھی مار دی۔ میرا اپنا ارادہ اسے بے ہوش کر کے یہاں

نہانی نے جلدی سے اس کے کامڈیوں پر ہبڑ کے اور پھر تیزیر کوڑا ہر گیا۔ نہانی

بڑی آسانی سے ولیڈ پر چل گیا۔

”اب اسے لو۔“ تیزیر نے ہوش ادام کو اٹھا کر اور پکتے ہوئے کہا۔

اور فنا فی نے مادام کو اور دیوار پر کھینچ لیا۔  
”اب بھے کھینچو۔“ تزویر نے کہا۔

”یا البتہ مثل ہے۔“ فنا فی نے دیوار پر بیٹ کرا تھی بیچ کرتے ہوئے کہ  
اور پھر جنگل کی کوشش کے بعد تزویر ہمیں فنا فی کے سامنے دیوار پر پڑ گیا۔ پھر تو وید رہ  
طرف کر گیا۔ مادام کو فنا فی نے بیچے لکھا ایسا تزویر نے پکڑ لیا۔ پھر فنا فی بھی بیچ آ رہا  
ہے۔ قہاز اور موڑ سائیکل کیاں ہے۔“ فنا فی نے تزویر سے پچا۔

”ساختہ فانی کوئی کو دیوار کے پاس کھڑا ہے۔“ تزویر نے جواب دیا۔  
”اب اسے سامنے کا مسئلہ ہے۔“ فنا فی نے کہا۔

”اُن۔“ گرگاب اس کے ملاude اور کیا کیا جا سکتا ہے کہ اسے آگے موڑ سائیکل پر  
ڈال کر سے جایا جائے؟“  
”ٹھیک ہے۔ مگر خالی کھدا اندر ہرے اور کمر ٹھیک والے راستوں سے گزنا۔“  
فنا فی نے کہا۔

”ہاں ایسا ہی کرنا پڑے گا۔“ گرگاب اگر کسی نے دیکھ لیا تو مصیبت کھڑی کر دے  
گا۔ اور پھر تزویر نے بے ہوش مادام کو موڑ سائیکل کی ٹھیک پر ڈال کر موڑ  
سائیکل استارٹ کر دیا۔ اب ان کا ربع والش منزل کی طرف تھا۔

”بیلو ایم بی۔ تھری ون اسپنگ۔“ آواز مروانہ تھی۔  
”نمبرون۔ ایم بی تھری کو روپرٹ دو کر ایم بی تو من میں کامیاب ہو گئی ہے۔“ مگر عزل  
ہاں بیچ گیا ہے اور اب ہی قید میں ہے۔  
”بیسو کیا آپ ایم بی روپرول م ہی ہی۔“ دوسرا طرف سے آدراں کی  
”اُن۔“ مادام باماشی نے فزعتی ہوئے کہا۔  
”او۔ کے مادام روپرٹ پہنچا دی جائے گی۔“ گرگاب۔۔۔“

پڑی۔ تھوڑی دیر بعد گھر کر دے دیا رہ صوفی ولے کرے کے سامنے موج دئی۔ دروازہ لالک نہیں تھا۔ اس نے پھر قیسے دبازار کھلا اپنے دھن کی۔ اس نے کہ کے کی تی شہیں جلائی۔ بلکہ اندازے سے دبے باقاعدہ کاروڑا کھول کر اندر پلی گئی۔ اس نے باقاعدہ کاروڑا کی تی جلائی۔ اور پھر الماری سے اس نے ایک چھپتا سا سبک اٹھایا اور فرش پر پڑا ہوا خمیر اٹھا کر اس نے گون کے اندر چھپایا۔ اور پھر جس طرح وہ اندر داخل ہوئی تھی، اس طرح پچھے سے باریک گئی۔ تھر بیان دیتی گی کیاں گھوم کر اس نے ایک دروازے پر دستک دی۔ ابھی تک اس کا گھر اذکی بھی حافظت یا درسرے ذریعے نہیں ہوا تھا۔ جن لمحے بعد دروازہ کھلا اور ایک جوان لڑکی نے باہر جا گئا۔

”حلف کیجئے کیا میں حاضر ہو سکتی ہوں۔“ نادام بابا شی نے بُٹے اغلقت سے کہا۔

”آئیے آئیے۔“ لڑکی نے پچھے بیٹھ کر اسے اندر آئے کہا اور نادام بابا شی داخل ہو گئی۔

”مجھے خوبی کہتے ہیں۔“ نادام بابا شی نے اپنا تعارف کرتے ہوئے کہا۔

”میرا نام دربی ہے۔“ لڑکی نے بھی اپنا تعارف کرایا۔

”آپ کوں سے شہنے میں کام کرتی ہیں۔“

”آپ کیوں پوچھ رہی ہیں۔“ لڑکی نے چکتے ہوئے پوچھا۔

”دیسے ہی۔“ میں بھی یہاں بیماری شہنے کی دکھ ہوں۔“

”یکن آپ تھا پانی ہیں۔“ روپی نے خور سے اس کی شکل دیکھتے ہوئے کہا۔

”اں۔“ میں آن درمیش یہاں آئی ہوں۔“

”اچا۔“ اچھا میں یہاں کے شہر بیماریں کام کرتی ہوں۔“ لڑکی نے

سکراتے ہوئے کہا۔

”تم یہری فکر نہ کر دے۔ میں یہاں سے بخت کی خدمت کی ترکیب سوچ لوں گی۔ صرف ماما بابا شی کو پورا دو۔“

”اوورا بینڈ آں۔“ نادام بابا شی نے کہا اور تالپس سخاڑا میجرہ کر رہی۔ چند لمحوں بعد اس نے تالپس نیچک کر کے دبازار کاںوں میں نگالی۔ اب اس نے غور سے چار دن طرف دیکھا۔ مگر وہ سپاٹ سکنی دباؤ لوں کو یہی گھوڑ کہہ کر دیں۔ دشمنان سے روزشنا آرہی تھی۔

”شادر دشمنان لکی گیری میں تھا۔“ اس نے آگے بڑھ کر اس دلوار کو ہاتھوں سے کھکھلتا ناشروع کر دیا۔ چند لمحوں تک وہ دبیار اسکوں سے بجا کر کھینچا۔ وہ دبیار کی موٹانی کا اندازہ کرنا چاہی تھی۔ بھروسے اس تھی میں بھنی ہوئی گلکو

کو تارا۔ یہ اگلکو عینی جس میں اس نے فائل کے فوٹو حفظ کئے تھے۔ اس نے اگلکو عینی کے پشتی والرے کو دنوں ہاتھوں سے پکڑ کر ایک منصوص انداز میں کھینچا۔ تو

دائرے کے درنوں دنگ کھل گئے۔ ایک ولگ پر کھکی کے سر سے ہمچوڑا اپھرا ہوا ہیں تھا۔ اس نے درسرے دنگ کارہ دبیار کے ساتھ ساقھ لگایا اور اپنی کو دنہا شروع کر دیا۔ اگلکو عینی سے سرسرہ بہت کی آواز آنسا شروع ہو گئی۔ درسرے کو دبیار کے ساتھ ایک

بڑے والرے میں گھاتی چل گئی۔ ایک بڑا وارہ بکار اس نے درباہ درنوں بازووں کو

چھکتے سے بریکر دیا۔ اور چھر گھوٹی اگلی بیانی۔ جسیں والرے پر اس نے اگلکو عینی گھماں کی۔ وہاں ایک پلی سی کیکریں گئی تھیں۔ وہ چند لمحے تک بغدر دبیار کو کھینچتی رہی اور

پھر یہ دیکھ کر اس کی انکھیں چک اٹھیں۔ کارس والرے کے اندر سے سینٹ یوں یہاں بن کر پیچے کرے میں بیٹھنے لگا۔ جیسے سینٹ میں پانی ملا کر اسے پتا کر دیا گیا ہو۔ تقریباً دس

متٹ بعد دبیار کی دبکھ طلاق پکھی تھی۔ اور نکریت کے مفہوم بلکہ یہاں بن کر فرش پر بہنگئے۔ درسری طرف بھی ہوئی گیری صاف نظر آرہی تھی۔ درسرے لمحے وہ خلاطہ

کھل رکھی ہی میں اگلی گیری میں آنسے کے بعد وہ تیر تیز قدم اٹھاتی ہوئی بائیں طرف چل

کر دیا۔ رُوکی بڑی ہیرت سے اس کی پریکرت دیکھنے لگی اور زیرِ حادثے تک جیسے ہو کر گئے آیا۔ مادام نے پھری سے خبرِ غمیٹ یہ اور پھر اس سے پہلے کہ رُوکی کوئی اچھا چکر کر دیا۔ مادام نے پھری سے خبرِ غمیٹ یہ اور پھر اس سے تک مگس گیا۔ مادام باساشی نے پھری سے گھنی ہوئی رُوکی کے منہ پر بلند تھا مگر دیا۔ تاکہ وہ بچن دشکے۔ رُوکی کی دم توڑتی ہوئی آنکھیں میں اتنی حرستِ ادھ کہ تھا کہ ایک بھے کے میں مادام کارداں رواداں کا ٹپ اٹھا۔ مگر دوسرا سے لے اس نے سرچکٹ دیا۔

”ہوں۔۔۔ مان ان تر پیدا ہی مرنس کے پیے ہو ہا۔۔۔ ہے آج ہنین توکی اسا گراں کے مرنسے میں ہیرا فائدہ ہوتا کون سی بُری بات ہے۔۔۔“ وہ بڑا بائی۔

واقعی ماڈام کا دل گوشت پرست کا ہنس پتھر کا تھا۔ اس نے مردہ رُوکی کا سر میز پر پکھ دیا۔ اور خبُرِ گھمیٹ کر لے رُوکی کے کپڑوں سے ہی پوچھا اور پھر زیرِ جاہ سے میں اڑس یا۔ اس نے اسکرٹ نیچے کیا۔ اور پھر جک کر میز پر بیٹھا۔ ہوا ستر دیکھ کاٹیں جا دیا۔ ساتھِ دالی دیوار میں دروازہ ٹنڈوا ہوا۔ وہ دروانے سے اندھے گئی۔ یہ ایک چھوٹی سی لفت تھی۔ اس کے اندر داصل ہوتے ہیں ماحفظتِ اٹھنے لگی۔ بخوبی دیر بعد دروانے کھلا۔ اندھہ باہر ہلکی اور پھر جیسے ہی اس کے ہزار طریقے ایک رائفل کی نالی اس کی کمرے مک گئی۔

”کوئی۔۔۔ ایک فرائی ہوں آڑا رائی۔۔۔“

یہ ایک بھوٹی ہی گیری تھی جو سان تھی۔ مادام کا آج کا کوڑا معلم نہیں تھا۔ اس نے یہ دعا ماحفظ کو کیتا تھا۔ بس وہ پھری سے مردی اور دوسرا سے لے ایک نصف طریکہ ماحفظ کی بُکتی پہنچا۔ مادام نے رائفل اس کے ہاتھ سے چھپ لے۔ ماحفظ جو اس محل کے یہی قلعے تیار تھا۔ اس نے بُکریہ گیا۔ اسی لئے مادام نے رائفل نالی سے پکڑ کر گیا۔ ماحفظ نے بُکتی کی لامعہ بُری کوکش کی مگر بُٹ اس کی گردن پہنچا۔ اور وہ بُکتی کی صیخ ماکر وہیں ڈھیر ہو گیا۔ مادام نے رائفل کا ناظم

”یکن ماحات کچبے مس روبل میرے پاس دقت کم ہے اور دشمن میرے پیچے گھے ہوئے ہیں۔۔۔ باساشی نے گول کے اندر اناقہ دالتے ہوئے کہا۔“

”مکیا مطلب۔۔۔“ روبل نے کچک دستجھے ہوئے پوچھا۔ مگر دوسرا سے لے اس کی آنکھیں کر اور ہیرت سے چھٹ گئیں۔ باساشی کے ناقہ میں ایک سمجھی سی جھگادار خبُرِ جیک رُوبل کے دل میں پیوست ہو گیا۔ روبل آہ بھی نہ کر سکی۔ وہ ایک بار دبار تھلب اور پھر ٹھٹھی ہو گئی۔ مادام باساشی نے اطیان سے اٹھ کر کے کی چھٹنی چڑھا دی اور پھر پار تھرم سے جا کر ایک ڈبے میں پانی بکر لے آئی۔ اور اس نے باسک

کھول کر اپنے اور پر رُوبل کا سیکیٹ اپ خروج کر دیا۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ رُوبل کا سیک اپ کر کی تھی۔ پھر اس نے پھری سے روپی کے پیچے میں دستے تک پہنچیت خبُرِ نکالا اور خبُر کے پیچے دار کر کے رُوبل کا چہرہ سچ کرنا شروع کر دیا۔ اس کام سے فارغ ہکر اس نے رومال کھالا اور خبُر کا پیل اور دستہ اچھی طرح صاف کر دیا۔ اور پھر وہ کپڑوں کی الماسی کی طرف بڑھی۔ اس نے اسکرٹ کھلا اور لے پہنچنے لگی۔ اب وہ بالکل رُوبل کا روپ دھار کرچکی تھی اس نے خبُرِ زیر جا سے میں لٹکایا۔ اور دروازہ کھول کر بارہ نکل آئی۔ اب اسے قدسِ اطیان جو گیا تھا۔ یہ کوئی فری خود پر اسے کرنی ہنسی پہچان سکتا تھا۔ مختلف گبڑیوں سے گزرنے کے بعد اس نے ایک کر کے دروازے پر دُخ دی۔

”کم ان۔۔۔ اندر سے آواز آئی۔۔۔“ باساشی دروازہ کھول کر اندر داصل ہوئی۔ یہ ایک آفس تھا۔ یہاں ایک رُوکی میز کے پیچے تھی جو کی لے دکھل کر جسی تھی۔

”تلیجے۔۔۔“ اس کی آنکھیں میں شناسائی کی جبکہ نتھی۔

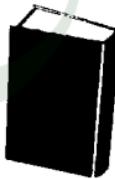
مادام خاموشی سے اس کے تربیت آئی۔ اور اس نے اسکرٹ اور پالٹا ناشرمع

میں گیٹ خود بخود بند ہو گیا۔ شاید یہ بر قی نظام کے سنت تھا۔ گیٹ جیسے ہی بند ہوا۔ اسی لمحے پر ہر جانشناز والہ نوجوان ناپندا ہوا کہیں میں داخل ہو اور بخود دوں اپنے انچارے کی لاش دیکھ کر اس کے مذمے زدہ دار ہجھنگی کی گئی اور باساشی میں گیٹ سے ہار گئتے ہی تیری سے سڑک پر چڑھے گئی۔ چند لمحے بعد ایک کار اس کے قریب آنکھ رک۔

”ایم۔ بی۔“ کار میں بیٹھے ہوئے نوجوان نے ہر سے کہا۔

”یس۔ ایم۔ بی۔ ٹو۔“ نادام نے چنک کر جواب دیا۔

”آئیئے۔“ نوجوان نے دروازہ کھول دی۔ نادام باساشی پھر تی سے کار میں بیٹھ گئی اور درسرے لمحے کا درہ ہوا سے ہاتھ کرنے گئی۔



ٹنور اور نعلیٰ انہی میں کوئی بروڑ سائیکل ہجھلتی تھی کہ بینی کی رکاوٹ کے رانش میں کی گیٹ تک پہنچے گے۔ رانش میں کا گیٹ بند تھا۔ دو فری نے موڑ سائیکل گیٹ کے قرب چاکر دک کیئے۔ پھر نعلیٰ نے اسے پڑھ کر گیٹ کی سائیڈ والی دیوار پر لگا جو ہوا کاں بنی کا بیٹھ دیا۔ پھر وہ پچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے ٹم تھا کہ گھٹتی بینی کی گیٹ کے ابڑ کا نظر ایک مشو ایک منصوص سکرین پر دیکھ لے گا۔ اس لیے تدریسے مود بانہ انداز بابر کا تمام منظر ایک مشو ایک منصوص سکرین پر دیکھ لے گا۔ اس کا مالاہ تھا کہ میں گھر سستے ایک لمحہ بعد گیٹ بینی کا اداز پیدا کیے کھنڈ شروع ہو گیا۔ انہوں نے موڑ سائیکل دوبارہ شاہد کی اور پھر وہ کھلے ہوئے گیٹ سے اندر کپاٹ انہوں میں پہلے گئے گیٹ جیسے ہی گیٹ ان کے

کے پیہے ہو گئی اور وہ اس کے پڑھ گئی۔ جیسے کوئی بات اسی درجہ تکی ہو۔ گیل کی طرف کرنے کے بعد وہ جیسے ہی مڑی۔ اس کے ساتھ گیٹ تھا۔ بوندھ تھا۔ میں گیٹ کی سائیڈ میں ایک کیکین تھا۔ اس سے بے درمک ہو کر کہیں کا دروازہ کھولا۔ اندر وہ نوجوان بیٹھے کام کر رہے تھے۔ باساشی کے اندر واخل ہوتے ہی انہوں نے چونکہ کر ضر اٹھایا۔

”گیٹ کھوئی ہے۔“ باساشی نے قدرے تھکنا پہنچا کیا۔

”پاس د کھائیے۔“ انہیں سے ایک نوجوان جو اپنے احمد صاحب مسلم ہوتا تھا نے اپنا کے تھکنا دیجئے پر تدریسے ناگواری سے کہا۔ استثنے میں میلیغون کی گھنٹی بیکی درسرے نوجوان نے رسیور اٹھایا وہ چند لمحے تک ستارہ۔ پھر اس کے کہہ کر رسیدور رکھ دیا۔

”مجھے بس نے بلا یا ہے ستر۔“ اس نے اپنے اڑن سے خاطر ہوتے ہوئے کہا۔

”چا۔“ اپنے اڑنے کے اور نوجوان تیری سے دروازہ کھول کر بارہ ٹکنیا۔ اس کے پار گھر کی باساشی جرخ ٹوٹس کھڑی تھی۔ اپنکا اس نے میز پر ٹاپا ہو گکدا انٹاکس نوجوان کے سر پارا۔ مگر نوجوان نے اضطراری طور پر سڑھک دیا۔ گھر کا پھری دیوار سے چکلا نوجوان پھر تی سے کرسی سے اٹھ کر دیا۔ مگر درسرائے ٹھکنا پہنچا۔ اب باساشی کے اعین خبر تھا۔ اس نے خپڑ کر جسٹھا دیا۔ اور خپڑ تکی طبع اڈتا ہوا نوجوان کے سینے تما پڑھ ہو گیا۔ دو ہیٹھے سے پچھے چاڑا۔ باساشی پھر تی سے آگے ٹڑھی اور پھر اس نے ٹیبل پر لگے دو ہیٹھنے میں سے ایک سڑخ رنگ کا تھا۔ اسی سڑخ رنگ کا بینڈنگ کا بیٹھ دیا۔ اس کا مالاہ تھا کہ بینڈنگ کا بینڈنگ گیٹ کو نئے کے سے اور سرائے بند کرنے کے سے ہو گا۔ اور دمچھ تباہت ہو۔ بینی دبئیے ہی اس نے گیٹ کھنچنے کی آدازی نہ بینی نوجوان کی طرف دیکھنے کے لئے کھل کر کہیں سے باہر آگئی اور درسرے لمحے وہ گیٹ سے باہر جا رہی تھی۔ اس کے پار گئے

اور رضا فیصلہ کا بیب بھجو گیا۔ دلوں خاموشی سے کمرے سے ہر نکلے اور پھر خدش لے  
بعد ان کی موڑ تکلین گیت سے باہر نکل گئیں۔ بیک ریو اپنے مخصوص کمرے میں بیٹھا  
سکریں پران و نیز کراہ بروائے دیکھ رہا تھا۔ جب گٹھ بند ہوا تو اس نے ایک تولی  
سانس لی۔ غافلی کی مپورٹ سے یہ غاہر ہوتا تھا کہ لاس اپ روم میں نادام ہاسانی موجود  
ہے اور اگر داقی یہ نادام ہاسانی ہے تو ایک بہت بڑا کارڈ نہ تھا۔ اس نے میر پر کھاہ ہوا  
ایک بٹی دبایا اور پھر چاٹھ کر کے سے باہر نکل آیا۔ تھوڑی دی بعد رہ لاس اپ روم کے  
ساتھ موجو بردھا۔ اس نے جیب میں روپالوگی کا عطا نہ کیا۔ اور پھر سینیل کر ایک  
خخصوص اداوارے گھایا۔ اس کے چھرے پر نقاپ لگا ہوا تھا۔ دروازہ گھلنا اور وہ اندر داخل  
ہو گیا۔ اس نے ملکر دروازہ بند کر دیا۔ ساتھی موصیٰ پڑھ بیورت جاپانی لڑکی بیک بک پریش  
پڑھی تھی۔ اس نے آنکے پڑھ کر ایک الماری کوئی اور اس میں سے ایک چھوٹی کی شیشی  
نکال کر اس کی حرف بڑھا۔ اس نے شیشی کا دنکن کھول کر بے پوش نادام کی تاک  
سے ایک لئے کے لیے نگایا اور پھر دبارہ اس پر ڈھن کاگاری۔ ایک منٹ سے جو کم  
رتفع میں نادام ہاسانی کو برساں گی۔ اس نے پہلے تو سمجھیں کھولی کر جیرت سے اور  
اکھر دیکھا۔ جیسے وہ ہمہ نہ سکی ہو کہ دکھان سے اور سپراس کی نظر جو تھی بیک ذمہ دپڑ پری

“میرے میں کہاں ہوں”۔ اس نے بکھلا کر رہا۔ بلیک زیر دخا موشی  
وہ اپنے سینے اٹھ رہا تھا۔

اگر جاتے ہی دبایہ بند جو گیا۔ انہوں نے موڑ سائکل پر آمدے کے قریب چاکر درک  
ویسی اور پھر پرے ہوش مادام بساشی کو کانٹھے پر ڈال کر لٹاک اپ ردم کی طرف پڑھ  
سکتے۔ لٹاک اپ ردم کا مینڈل انہوں نے دبایا تو رو روانہ بڑی آسافی سے کھل گیا۔ یہ ایک  
خاص اپنال کروڑ تھا مادام بساشی کو ایک حصتے پر لٹا دیا اور پھر وہ اسٹی قدر مول لٹاک اپ ردم سے  
باہر بخکھ آئے۔ دروازہ بند کر دیا۔ انہیں پڑھتا کہ اب یہ دروازہ اسی وقت کھل سکتا ہے  
جب ایک شوچا ہے۔ ورنہ دنیا کی کوئی طاقت یہ دروازہ نہ کھل سکتی تھی۔ دروازہ بند کر کے دفن  
مہر ردم کی طرف پڑھ گئے۔ دہان پتھریہ ہی ٹرانسیور سے زدن کی آذانیں آئے گئیں۔  
نما فی نے اسکے پڑھ کر تین آن کر دیا۔

آمادگی - نهادی خواست

جواب دیبا۔

دہلی ۱۹۰۷ء

سازمان اسناد و کتابخانه ملی

• بون نمانی ارتزیوری میں آج تم توگل سے بہت خوش ہوں۔ اس کو اور پھر عالیٰ کے سامنے پہنچ بیان کر دی۔

کو بیان کے آگر تم دللوں نے جو کار نامہ سرا خاکم دیا ہے۔ وہ میرے لیے اعلیٰ صدر  
— سید سعید حسین شاہ تقلیدیہ ۱۹۷۴ء

بے کراپ پر گرل اب اپنے دماغ سے بھی کام لے رکھیں پرہ بو پا جائے ہیں۔ کہ میرا نتھیں زادہ نہیں اور ملکہ سکارا تھا۔ ایک شوکی طرف سے شاہش کا سن

ایکیوں کا ہجہ اپنے سے زیادہ مرم اور مسحور ہا۔ ایکیوں سرت۔ غرضے، سے ورنیں کے چہرے گھنرا ہو گئے۔ ان کا دماغ آسانی ہماڑنے لگا۔ یونکا

مرسی سے درودون - ہر پڑتال میں اپنے دوستیوں کا تعریف کرنا ہی ان کی خوشیوں شان و نادرتی کی تعریف کیا کرتا تھا۔ اور ایکسو کا تعریف کرنا ہی ان کی خوشیوں

میراث

وہ اپنا نام سن کر بیوں اچھی بیسے اس نے بھلی کی لمحی تارک ٹھپڈیا ہو۔

”آپ کرن ہیں“ — وہ اپنی جیرت کو چاہے سکی۔

”اس سے آپ کو کوئی مطلب نہیں ہونا چاہے“ —

”میکن میرا نام دادام بساشی نہیں ہے“ — اب دادام بساشی کو سنبھل گئی تھی۔

”بھر کیا ہے“ — بیک زیر دک آواز میں تھی تھی۔

”رمیا بیج“

”کیا آپ پچ کہہ دیں؟“

”بائلک“ — دادام بساشی نے مضبوط بیٹھے میں کہا۔

”تو پھرتا ہے کہ آپ کا اس لکھ میں آمد کا مقصد کیا ہے؟“

”مرفت نظر رکھ؟“

”زکی آپ کے پاس پا سپورٹ اور دیگر مزدوری کا گذارات ہیں“

”بائلک“

”ہم“ — اچھا ایک اور بات آپ نے وزارت دفاع کی خاتمت سے نظر چلنے

کے لیے اپنے آدمی کیوں بھیجتے“ — بیک زیر دک آواز میں اعتماد تھا۔ دادام بساشی

ایک دفعہ چھر چک پڑی۔ میکن فرائی اپنے اور پتا ٹولپوتے کہے کہا۔

”یہ غلط ہے میرا وزارت دفاع اور نئتے سے کیا تعلق ہے؟“

”کیا بزرگ کی ذائق اس کو تھی میں موجود نہیں تھی۔ جاہ سے آپ کو سماں بیاگیا“

” موجود تھی۔ میکن“

”بس مجھے تائی کرنے کی کوشش نہ کیجئے میں آپ کے متعلق سب کو جانتا ہوں“ —

بیک زیر دک نہتھے ہوئے کہا۔

”فی الحال آپ آمام کیجئے۔ کیوں کہ آپ تکھی ہوئی میں تفصیل باتیں بعد میں ہوں گے“

ایک خیال رکھیے اس کے سرے اپر بلکن کو کوشش نہ کیجئے۔ کیونکہ آپ اس میں کہیں  
کہیاب نہیں ہو سکیں گی۔ — یہ کہ کہ بیک زیر دک تیری سے دو دوسرے کی طرف ہے  
اوہ پھر اس نے باہر نکل کر دو دوسرے بندگو ہوا۔ وہ دراصل عمران کا انتشار کراچا ہاتھا۔ اس  
یہے اس نے صرف نیا نیا باتیں پوچھنے پر اکتفا کیا۔ وہ دوبارہ آپر بیشن روم میں آگئیں گیا  
اور عمران کی کوال کا انتشار کرنے لگا۔ میں معدوم تھا۔ کہ عمران تکھڑی گیا ہوا۔ دیسے اسے  
عمران کے دہان جانے کی وجہ کا ابھی تک علم نہیں تھا۔ کیونکہ عمران نے جائے وقت صرف اتنا  
بنایا تھا کہ وہ تکھڑی ہوا۔ کافی دری بعد عمران پر کالہاں دی۔ اس نے بنی آن کیا۔

”ہیلرا یکھٹو سپینگ“ — اس کی آواز میں غربت تھی۔  
”بیک زیر دک عمران بول رہا ہوں“ — دوسرا طرف سے عمران کی  
آواز شائی روی۔

”ادھ عمران صاحب میں آپ کا کافی دری سے انتظار کر رہا ہوں“ — بیک زیر  
نے سورج بانہ بھیجیں کہا۔

”کیوں“ — کیا میں تمہارا شوہر ہوں؟

”میں بھاگتا ہیں“ — بیک زیر دک نے جیرت سے جواب دیا۔  
”ادھے بھائی انتشار تو بیویاں اپنے شوہر کا کیا کریں ہیں۔ تم کب سے بیڑا  
انتشار کرنے لگے۔

اد بیک زیر دک بے اختیار نہیں دیا۔

”دراصل قدر ہے کہ اس وقت داشت منزل میں ایک اہم شخصیت تھیے۔  
”سپنس مت پیدا کرد“ — عمران کے لیے میں حکم لگی۔ بیک زیر  
سنپل گیا۔  
”تھوڑا درستھانی دادام بساشی کیا غواہ کر کے لے آئے ہیں؟“

۸۳  
”میرے اعتراض کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔“ مادام بساسی نے منکراتے کہا۔

”حادث کیجئے، مادام سوال کوئی پرودا یا جھاڑی تو نہیں کہ پیدا ہوتا ہے۔“

”آپ نے غلط فلسفہ استعمال کیا ہے۔“

”آپ نے مجھے بیان کیوں تقدیم کیا ہوا ہے۔“ مادام بساسی نے اس کے خفے خداوند کرنے ہوئے کہا۔

”آپ کا خیال ہے اس بارے میں۔“ موران نے اٹا اس سے سوال کر دیا۔ ”میرا خال ہے آپ کسی غلط فلسفی میں مستھا ہیں۔ اور کسی مادام بساسی کے بوسے مجھے لائے ہیں۔“ مادام بساسی نے بڑے سکون سے جواب دیا۔

اس بات کو جھوڑ دیئے کہ آپ مادام بساسی ہیں یا نہیں۔ یہ تو تم جانتے ہیں کہ آپ اسی۔ آپ تو صرف اتنا بتائیے کہ آپ کی دو اور ساتھی مورتیں ہو رہیں ہو رہیں ہے آپ کو مادر میں اُنہیں کہاں حل کشی ہیں۔

”میری ساتھی مورتیں۔“ ہیں ایک بار پھر کہتی ہوں کہ آپ کس غلط فلسفی میں ہیں۔“

”آپ خود کشی تو نہیں کریں گی۔“ موران نے اچانک سوال کیا۔

”خود کشی۔۔۔! کیا مطلب۔۔۔“ مادام اچانک اس سوال سے بکھارنی

اُب آپ کو خود کشی کا مطلب ہے، مجھے سمجھنا پڑے گا۔

”مطلب تو میں جانتی ہوں۔ مگر میں خود کشی کیوں کرنے لگی؟“

”اس سیئے کو جس کے ساتھ میں آپ کی شادی کر رہا ہوں۔ وہ امریقہ کے اس قبیلے

ملن کرتا ہے جو عورت خود سے۔۔۔“ موران نے سنجیدگی سے کہا۔

”شادی۔۔۔“ مادام بساسی کے چہرے پر کیدم جیت اور خوف کے ملے تجھے

”مادام بساسی کو۔۔۔“ موران کے بیچ میں شدید ہمدرت تھی۔  
”جی اُل۔۔۔ بیک زیر دستے قدر سے خفر سے کہا۔“

”اچھا پھر تو مبارا اتنا کرنا بالکل حق بجانب حق میں آتا ہوں۔“ اور مارسیہ  
بند جو گیا۔ بیک زیر دست اتنا نہیں بن دی کہ سکتا ہے۔ اسے اپنے ہاس پر فخر تھا جو اتنی  
پہنچ دار شخصیت کا ملک کھا کر بیک زیر دستی اس کے اتنے قریب رہتے ہوئے تھے  
اسے پورے طور پر جائی تک نہ کچھ سکا تھا۔ چند لمحے بعد گیٹ بیل سنی اور پھر اس  
سے گیٹ اسکرین ان کر دیا۔ گیٹ پر موران تھا۔ چند لمحے بعد گیٹ کو ڈین کا بیٹ آن کیا اور  
اسکرین بند کر دی۔ چند منٹ بعد موران اپرشن روڈ میں موجود تھا۔

”مادام بساسی کو کیسے اخواز کیا گی۔“ موران نے کری پر جستی ہوئے پوچھا۔  
اور بیک زیر دستے نفا کی اور تحریر کی پوری پلور دھرا دی۔  
”تم نے مادام سے اٹڑو دیا۔“

اور بیک زیر دستے اپنی اور مادام کی بات چیت بھی دھرا دی۔

”چلو پھر ڈڑا مادام بساسی کے درن کروں۔“ موران نے اٹٹھے ہوئے کہا  
اور بیک زیر دستی اٹھ کرٹا جوا۔ درون پلٹے ہوئے کاک اپ مردم میں سنجیدے۔ موران نے  
دروازہ کھولا۔ اور پھر یہ دیکھ گردہ میران رہ گیا کہ مادام بساسی ہوسٹ پر مانگیں۔ پھر  
بڑے سکون اور اطمینان سے سرہنگی تھی۔ موران نے دروازہ زود سے بند کی۔ کچھ کی آنکش  
کس کر بساسی کے لکھ لگی۔ دادا دیوں کرامہ میں تادیکوہ میری ہو رکھی گئی۔ بیک زیر دست  
کے چہرے پر نقاہ تھا۔

”مجھے موران کہتے ہیں مادام بساسی۔“ موران نے قدر سے سمجھ کر پانچاہات کیا  
”موران۔۔۔“ مادام بساسی چونکہ پڑی۔  
”جی اُل۔۔۔ مگر آپ کا اعتراض بور تبلیں مول۔“

تاثرات غاییں ہو گئے۔

”اُن — دراصل میں کافی عروت سے بات کرنے کے لیے کسی بھیکل ستریں میں اعتماد مرینگ بینی پڑتی آدیک جانی چاہی عورت کی جوڑی طالنے سے کس قسم کی اولاد پیدا ہوتی ہے۔ اسی پر آپ کو اعتماد بھی کیا گی تھا۔ عورت سے انتہائی سخنیوں کے سے کہا بلکہ زیر دینیوں صرفے دل بھی دل میں مسکرا دیا۔“

”آپ کہیں پاگی تو نہیں۔“ نادام باشی نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔ ”خوفزدہ دیر بعد کھنکتی کی اداز سنائی دی عورت انھوں کا بر جا گی چند لمحے بعد جو جن کے ”سرناقب پر شش دواز جذب کو رو جوایے۔ میں نادام باشی کا ان کے دل بھاول اعلیٰ ہوا۔ اس نے خالک مردی پہنچی ہوئی تھی اور سیست کی دوڑن جانب ریلوار کی قدرت کا لدیں۔“ عورت نے بلکہ زیر دستے عطا بہت ہوتے ہوئے کہا اور میکھرے تھے۔ خاموشی سے انہوں کو سے سے باہر علاپا گیا۔“

”آپ اپا نہیں کر سکتے۔ آپ کو اس کا حق نہیں پہنچتا۔“ نادام باشی چینچنے لگا۔ ”دیکھو جو جن میں جاہتا ہوں کہم نادام باشی سے کہا جاؤ۔“ ”کوئی بات نہیں شادی تو آپ نے بہرال کسی مکری سے کرنی ہی تھی۔ اگر گئے مھتو۔ کیا خیال ہے۔“ عورت سے اس سے عطا بہت ہو گیا۔“ شادی —! مگر باس۔ . . . . .“ جذب اس اچاک سے سے تھی۔ اتنے میں بلکہ زیر دستے ہیں ہیکی۔

”جذب آدم ہے۔“ اس نے عورت سے حق جب ہو کر کہا۔ ”ٹھیک ہے۔“ عورت نے مختصر حضور جذب دیا۔

”مجھے جانے دو۔ تم روگ پاگی ہو۔ میں ایک منت بھی بہاں نہیں رکھتی۔“ نادام باشی گئے کھڑکی بوجاتی۔

”خاموشی سے بیٹھ جائیے ورنہ ہو سکتا ہے۔ آپ شادی سے پہلے ہی ملک عدم کا۔“ بیس رہیاں رکن اپنے قبیلے کی روایت پر جانتے ہوئے اسے کھانا جانا۔“

”بوجاتی۔ اور سیر تجربہ اور لڑ رہ جائے۔“ عورت نے اسے اکی بار پھر اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”شٹ آپ — تم بد تیرہوں۔ تھیں عورتوں سے بات کرنے کا طریقہ بھی نہ۔“ مگر باس۔“ جذب نے کچھ سمجھتے ہوئے کہا۔

”اُن — اُن میں اپنا تجربہ کر کے پھر تین اس کی ٹھیکیں اور باز روشنیوں کی چیزیں آتا۔“

”رسیں اتنی تھیں اجازت ہے کہ اکتم پا ہو تو اس کی ٹھیکیں اور باز روشنیوں کی چیزیں

کرنے لگتا۔ اور پھر جو زن کے بیٹے اس کے سوا اور کبجا چاہے ہوتا کہ وہ خود کشی کرے۔ کیونکہ کسی عورت اور بڑوہ بھی سخی دلش سے قربت کے تصور سے ہم اسے نفرت تھی۔

ادھر عمران نے انتہائی ملک کش چال لیا تھا اسے علم تھا کہ جیساں میرتین غدری خود پر  
”نہیں نہیں خدا کے بیٹے مجھے اس درندے سے بچاؤ۔“ مادام باساشی اب غرض اذیقی مبیشون سے شدید نفرت کرنی تھیں۔ اور ان کا یہ روایہ تو اپنے عالمی مزب المثل کی ثابتت سے جیتے اٹھی۔  
جو زن کو دیکھ کر وہ بہت زیادہ خوفزدہ ہو گئی تھی اور پھر میریاں ٹھٹھے والی بات سن کے تغضیب کا دامن اس کے اٹھ سے بھٹ گیا۔

ایک بھی حورت ہے کہ تم مجھے کچھ پچھے تا دکر اصل مادام باساشی کوئی ہے اس معلوم ہوئی تھی کہ ایک بیکریت ایجنت حورت اور پھر ایک مکار۔ ذہین اور جا لاس اس سادگی باقی در مادام باس اشیاں کہاں ہیں۔ اور تم لوگوں کا اصل مشن کیا ہے۔ انکر تمام قصصیں سے اس طرح دیکھت کھا جائے گی۔ لیکن باساشی کا کوئی بیکریت ایجنت ہو یکن ہے جو ایک بھی ایک حورت کس روڈ چلو ہتھاری خا هر میں اپنا تجربہ۔ نہیں کروں گا۔ تجربہ کسی بھی ہی۔ عمران نے بولا راستے تھی۔ اور ادھر عمران کے انوار سے شاذ و نادر ہی خلط ہوتے تھے۔ چنانچہ اس بار بھی یہی ہوا۔  
”سے کا یہ سادہ اور منکر خیز جمہب انتہائی کامیاب ثابت ہوا۔ اور مادام باساشی بغیر کسی تشدید۔“

”جباب اُن میں یا اس میں۔“ پڑاتا خیال رہے کہ الگرمنے جواب نہیں دیا تھا میں انکر  
کے سب کچھ تلاسنے پر تیار ہو گئی تھی۔



ہلیوو کرتاک رن ہی کے تقل اور مادام کے غائب ہو جانے کا اس وقت علم ہوا۔  
جب کہ مادام کا خواہ کے ہوئے کافی دریں برگئی تھی۔ وہ ایم۔ بی۔ دی کے نکیزی سے سکھتے کی پورب مادام کو بتانے لگا۔ اور وہاں جا کر اسے علم ہوا کہ پانسہ ہی بدل چکا ہے۔

جذبہ سکتے ہو۔ تاکہ تمہارے تشدید اور جذبات کو قدر سے لکھیں ل جائے۔“  
”نہ ادام کو ادار زیادہ خوفزدہ کرتے ہوئے کہا۔“

”نہیں نہیں خدا کے بیٹے مجھے اس درندے سے بچاؤ۔“ مادام باساشی اب غرض اذیقی مبیشون سے شدید نفرت کرنی تھیں۔ اور ان کا یہ روایہ تو اپنے عالمی مزب المثل کی ثابتت سے جیتے اٹھی۔  
جذبہ کو دیکھ کر وہ بہت زیادہ خوفزدہ ہو گئی تھی اور پھر میریاں ٹھٹھے والی بات سن کے

”ترغیب کا دامن اس کے اٹھ سے بھٹ گیا۔“

ایک بھی حورت ہے کہ تم مجھے کچھ پچھے تا دکر اصل مادام باساشی کوئی ہے اس معلوم ہوئی تھی کہ ایک بیکریت ایجنت حورت اور پھر ایک مکار۔ ذہین اور جا لاس اس سادگی کے ساتھ ہتھاری خا ہر میں اپنا تجربہ۔ نہیں کروں گا۔ تجربہ کسی بھی ہی۔ عمران نے بولا راستے تھی۔ اور ادھر عمران کے انوار سے شاذ و نادر ہی خلط ہوتے تھے۔ چنانچہ اس بار بھی یہی ہوا۔  
”سے کا یہ سادہ اور منکر خیز جمہب انتہائی کامیاب ثابت ہوا۔ اور مادام باساشی بغیر کسی تشدید۔“

”جباب اُن میں یا اس میں۔“ پڑاتا خیال رہے کہ الگرمنے جواب نہیں دیا تھا میں انکر

”مادام باساشی نے ایک درجہ جو زن کی طرف دیکھا اور پھر اس کی دیکھی اور اس نے سرخ آنکھیں دیکھ کر چیخ اٹھی۔“

”اس درندے کے باہر ہوا۔“ میں نہیں سب کچھ پچھے تا دوں گی۔

”جذبہ تم کمرے کے باہر ہے۔“ عمران نے جذبہ کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

جذبہ خاصو شی سے باہر ھلا گیا۔ دیے دے دل ہی دل میں اس سیحیت سے پھوٹ جانے پر خدا کا کوئا کوئا شکر ادا کر دعا۔ درد عمران کے بیچے جیسے جو گھر ہی نہیں تھی۔ اس سے پھر جذبہ تھی گیا تھا۔ عمران سے کچھ بعد جیسی دعا کر دے جو کچھ کبڑا تھا۔

”کیا تین نعمتیں ہے کہ وہ عمران ہی تھا اور ”۔ بہتر نے تیر بچھے میں پر جھا۔

”بیس صدر اور“۔ درود مری طرف سے حنفی جواب آیا۔

”تم بہاں سنبھل رہے ہو اور“۔ بہتر نے پر جھا۔

”اس عمارت کے قرب سے سراوردہ“۔

”شیخ ہے۔ تم کارکنوں کو مطلع کر دکروہ اس عمارت کے قرب بھی رہیں میں خود آ رہیں۔ ایم بی محرومی ضرور اس عمارت میں بھرگی اور“۔

”اور کے منز اور“۔

”اوڈرائیٹ آک“۔ بہتر نے کہا اور میں آن کر دیا۔

”عمران آج ہیں مرفقیت پر تم سے اتفاق لوں گا“۔ بہتر نے بڑا بڑا۔ غصے سے اس کی استھنیوں سے نفرت کی چکڑیاں بنکر رہی تھیں۔ اس نے الماری سے ایک روپ اور جس پر سائیلری گاہ علوانقاہ۔ نکال کر جیب میں رکھا۔ اور ایک شکاری چاؤ بھی اور پھر دروازے کی طرف مڑ گیا۔ دروازے پر پہنچ کر دے ایک لمحے کے لیے غصہ کا پھر وہ واپس مڑا۔ اور اس نے درستی ہب بھی الماری سے نکال کر پہنچ کی۔ بیسبی میں رکھ لئے۔ اور پھر تقریبی دیر بعد وہ نیکسی میں بیٹھا چہرہ بگر کر اس کی طرف جا رہا تھا۔

”د فحصے سے اپنی اس بولیاں نزدیک رکھ رہا گی۔ نادام کی غیر ماضی میں چکروہ انخاست کے فرازیں انجمام دیتا تھا۔ اسنس وقت بھی وہ اس کرسے میں بھل رہا تھا۔ جہاں یہ سب ڈرامہ جوا تھا۔ تاک دن بھی اور درود سے آدمی کی لاشیں اعلوی کی تھیں۔ وہ آئندہ کالا سکون سرخا جاہمتا تھا۔ چند لمحے بعد اس کے ذہن میں ایک چیز کا ہوا۔ اور درود سے لمحے وہ اچل پڑا۔ اس نے پھر تی دیٹھیوں کا رسیراٹھا یا اور سبز وہا پہنچے آرمیون کو فرما کوئی بھی بھی خوفناک نہیں رہی۔ توڑی دیر بعد کوئی سے مشتبہ چیزیں ہٹا کر اسے خالی کر دیا گیا۔ اور بہتر اس کے کارکن اوٹنگ سوسائٹی کی ایک اور کوششیں متعلق ہو گئے جو حفظ القسم کے طور پر پہنچے ہی نادام نے کارکن پر سے رکھی تھی۔

بہتر اس وقت تھی کوئی کے ایک کرسے میں بیٹھا گہری سرچ میں غرق تھا۔ اس کا دماغ نادام ہاسٹی کے انخاست کے واقع پر الجھی ہوا تھا کہ نادام کو کون سی پارٹی اس دیدہ دیتی سے اخواز کر سکتی ہے۔ وہ نہ کہ اس کا خالی عمران کی ہدوت ہی جاتا تھا۔ یعنی عمران کا سے علم تھا کہ عمران تھیڈی میں موجود ہے۔ اس نے اپنے کارکن تھیڈی کے گرد پھیلا دیتے تھے تاک جب بھی عمران تھیڈی سے نکل دے اس کا تھا قلب کریں۔ اور اسے پہنچت دیں۔ اور اس نے ان کی روپوخت کے اختلافیں تھا۔ چند لمحے بعد اسے سلمنے میز پر کے ہجئے تھا نانیتھی میں سے بھلی بھلی آواز آئنے لگی۔ بہتر نے پھر تی سے اٹھ کر ٹھانپیٹ کا بین آن کر دیا۔

”ہیسلو۔ ہیلو۔ ایم بی۔ تھری۔ اور“۔ ٹھانپیٹ سے آذار آ رہی تھی۔

”میں بیٹھا سپیگنگ دس اینڈ اوف“۔ بہتر نے غلطے ہوئے کہا۔

”سر عمران کا پتہ لگایا گیا ہے۔ وہ تھیڈی سے نکل کر چیزیں کراس کی داہنی روڑ پر دوائیں ایک غظیم انشان عمارت میں لگایا گیا ہے اور“۔

کو بہر حال قتل ہونا ہاجا ہے۔ اگر آئا ہم پہلے کی طرح ناکام رہے۔ تو عمران پھر گرم بوجان  
گما۔ اور ہم اپنے پر اتفاق دھرے رہ جائیں گے۔ مادام بساسی نے فوجان کو  
حکم دیتے ہوئے گئے۔

”اد کے مادام۔ میں ابھی تمام کارکنوں کو مطلع کئے دیتا ہوں۔“

”اُن اور مطلع کرنے کے بعد تمہیرا ہر انتظار رکرہ۔ میں آرہی ہوں۔“

”اد کے۔“ فوجان نے سرچوکٹے ہوئے کہا اور پھر وہ کرسے سے باہر پڑا۔  
گئی۔ مادام بساسی نے دروازہ بند کر کے کچھ تدبیل کرنے شروع کر دیے۔ اس نے یاہ  
چوتھے تینوں اور سیاہ مقیم ہیں۔ قیعنی کے اپر اسی نے بجھت ہیں۔ اور پھر بجھت کدھیں  
میں روپور کو کہ کرے سے باہر نکل آئی۔ باہر برآمدے میں وہی فوجان کھڑا اس  
کا اختصار کر دیا تھا۔

”تم کو مطلع کر دیا فخر نہیں یا۔“

”یہ مادام میرے خیال ہیں وہ لوگ دنیا بچنے گئے ہوں گے۔“

”اد کے۔“ گاؤڑی میں بیٹھو۔ مادام نے کہا اور پھر دو دلوں پر دھیں  
خروہی ہوئی۔ ایک چھوٹی سپرورٹ کار میں سوار ہو گئے۔ گاؤڑی دیسی فوجان ڈسائیور  
رہا تھا۔ کوئی سے نکل کر ان کی گاؤڑی کا رنگ پیر بگ کر اس کی صرف ہو گی۔

”یہ کمان۔“ مادام بساسی نے دروازہ پر دستک کی آداں سن کر کبا دروازہ  
کھلا۔ اور ایک مقامی فوجان مودودا نہ امناز میں اندر داخل ہوا۔ سامنے بساسی ایک ادا  
کر سکھا پہنچنی ہوئی تھی۔ وہی مادام بساسی تھی۔ جسی کے کان کی آدمی مر کیتی تھیں کے  
لارے سے اونگتی تھی۔

”مادام عمران کا پتہ لگا یا گیا ہے۔“ فوجان نے قدر سے مجکتے ہوئے انتہائی  
مزدباش پہنچ ہیں کہا۔

”اچھا یہی لگ کر کہاں ہے وہ۔“ مادام بساسی اچھل کر کھڑی ہو گئی۔  
اس کی آنکھوں میں یہ بیک بیک آنکھی تھی۔

”مادام اسے ایک کارکن نے اپنا بچہ چینگ کر لایا۔ اور پھر اس کے عتاب  
سے معلوم ہوا ہے کہ وہ چینگ کر کر اس کی ہائی روڈ پر ایک دیسی دریفیٹ اور عظیم اشان  
مارت میں گیا ہے۔“

”یہ کس درت کی بات ہے؟“

”زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ پہلے کی۔“ فوجان نے حواب دیا۔  
”اد کے تمام کارکنوں کو میرا حکم دیں پر کہو مسجح ہو کر اس مادرات کو گھیر میں۔ آج ہم اس  
مارت پر ٹیک کریں گے۔ ادا آج میں نے ہر مرتد میں اپنا من مکل کرنا ہے۔ آج عمران

خدا۔ اور کافی دسیع و عرضی تھا۔ ہیٹھا ایک دفتر تو ساری عمارت کے گرد گھوم گیا۔ اسے کوئی  
گچھ بھی ایسی نظر نہیں آئی۔ جہاں سے دہ اس عمارت میں داخل ہو گئی۔ اس کا خال  
خاکر کرنی کر عین خان عمارت ہو گی۔ لیکن یہ تو پرانا طبقہ تھا، اب وہ سوچ رہا تھا کہ کیا کیا جائے۔  
umarat کے اندر داخل ہونا بھی ایک مسئلہ گیا تھا۔ آخر اس نے پڑا۔ اس نے خداست خطرہ مولیٰ یعنی  
کافی خیسہ کر لیا۔ کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ وہ خارشی سے جتنا پرانا چاہک پر پنجا اس  
نے کام بیٹھ کر دیا۔ صریح پہنچا ہی نہیں کہ اس نے کچھ کوچک لایا کافی دریں تھے، مگر تین یعنی  
کے دو ہیں کا اختصار کرتا رہا۔ لیکن کچھ بھی نہیں ہوا۔ اس نے ایک دفعہ پھر کام بیٹھ کر دیا۔

اس پر دو ہیں جلدی ہی ہو گی۔ چاہک آہستہ آہستہ کھدا شروع ہو گی۔ اور پھر اسے پچھا لیں  
ایک قریب تک۔ ایک دن گماخت۔ جوشی کھڑا نظر لیا۔ جس نے خان کو دیکھ بھی ہوئی تھی۔ اور اس کی

بیٹھ کی دلنوں سائیدوں سے دیوار لٹک ہوئے تھے۔ ہمیشہ خود بھی کافی قوتی سیکھ اور حکیم شنسیت  
کا ہاکم تھا۔ لیکن اسی صحتی کے سامنے وہ پانے آپ کو بناہی مسوس کر رہا تھا۔

”کیا ہاتھ سے۔۔۔ جوشی نے بچوں کو جوڑ لئا۔ انتہا کرخت ہجے میں پچھا۔

”بچے اس عمارت کے ماں سے ہاں ہے۔۔۔ ہمیشہ بچے کو زم رکھنے ہوئے ہوئے کہا۔

”کیون۔۔۔ اس بار جوڑ کی آزار ہی تلمیز تھی۔

”تین اس سے کوئی مطلب نہیں ہوا جا ہے۔۔۔ اب کہ ہمیشہ کا لمبے بھی کرفت تا

۔۔۔ پھر جاؤ۔۔۔ جوڑ نے کہا اور پھر چاہک بند کرنے کا۔ گر بیٹھے ایک دم جبڑہ

بچہ گاگ کا گدای۔

جوڑ جو کہ اس قسم کے اقدام کے نفعی تیار رہتا۔ دیکھے سے اندر جا رہا۔ میز میں اس

کے ساقوں پر چاہک کے اندر رہ چک گیا۔ اور پھر جوڑ نے اسے ہیں بے حد پری کر دکھان۔ لکھنور

کے اندر میں رہا۔ جوڑ سما۔

۔۔۔ خارشی سے بیرت ہے آگے پیدا دنہ گئی مار کر ذہر کر دوں کا۔۔۔ سینہوں

ہیٹھون پر بزرگ کر اس پیچے کی سمجھی حبورہ دی۔ اب وہ پیدل اس عمارت  
کی طرف جا رہا تھا۔ باہمی روڈ پر پہنچنے ہوئے کافی درستے اسے دھیمی اشان عمارت نظر  
آئے گی۔ عمارت پر سکلن تار کی چائی ہوئی تھی۔ ابھی وہ عمارت سے ڈیڑھ دو سو گز درستی  
خاکر ایک فوجوں اس کے قریب آیا۔

”آپ کے پاس اچس ہے جناب۔۔۔ اس نے موڑ باندھے ہیں کہا۔

”میک ہے۔۔۔ یہ تار عمان اس عمارت سے کھا تو نہیں۔۔۔ ہمیشہ پوچھا۔

”تینیں جناب ایکمیں کم رہ عمارت میں داش ہوں گا۔ پھر جیسا مناسب ہو گا۔ میں دارج  
ٹرانسیور پر نہیں احکام دوں گا۔۔۔

”میک ہے جناب۔۔۔ جیسے آپ مناسب ہیں۔۔۔ زبان نے کہا اور پھر پڑھ

نے پاچس بکھل کر لے دی۔

اس نے اچس سے اپنا سکریٹ چلایا اور پھر پکری سے کے طور پر اپنا سر جھکلتے  
ہوئے واپس مل گیا۔ سٹیشنے میں اچس دیباں جیب میں رکھی۔ اور اسے بڑھ گیا۔ حبورہ دیر  
کے بعد وہ عمارت کے قریب پہنچ گیا۔ عمارت کی ہیروئی دیواریں بے انتہا بندھنیں۔ لکھنور  
کی نئی ہوئی تھیں۔ دیواروں کے اور خاردار تار مگی ہوئی تھی۔ پچھکے ہمیں فلاد کا ہناہ

نے حکماء سچے میں کہا اور جزت بیوں مسکرا دیا۔ جیسے بڑگ کسی بچے کی نہ راست پر مسکایا کرتے ہیں۔

میم اس حلولنے کے بعد پر مجھے حکم دے رہے ہو۔ — جزت نے اس کا مفہوم کرتا ہے جو کہا۔

مشتعل اپ کارب کرنی لفظ میں سے نکالا تھا میں فائز کر دوں گا۔ — بیٹوں نے بتایا ہوئے کہا۔ درجت کی لامدا ہی سے بچ گیا تھا۔

چھرائی سے پس کو جزت پچھا کہتا بچے سے عران کی آواز آئی۔

کیا بات ہے جزت۔ پوکت ہے۔ — ایڑنے بھی عران کی آٹاں بھپان لے کر کہہ پہنچ دے ایک دنرا یکہ بھلی ہیں اسے کوچھ کوچھ بخیں اس دن اسے عران پر غلہ کرنے کی اجازت نہیں ملی تھی۔ اس نے آڑ کیھا تھا اذاد رخ کے پرماں پر گردیدا۔ بگرد مدرسے لے اسے اسایا محسوس ہوا۔ میسے دہ بولیں ایگی ہو۔ جزت کی درجن لاتی اس کے بینے پر پڑی تھیں اور وہ اچل کر ایک طرف جا گکا۔ جزت نے ہر سڑست سے بریاں کھینچ کر اٹھتے ہوئے ہیڑ پر گول چلا دی۔ مگر ہیڑ پرچتی کے کوکت بد کیا۔

عہد جزت گول مت جلا۔ — اچاک اس کے قریب سے عران کی آواز آئی اور جزت در سرافراز کرتے کرتے رک گیا۔ عران جزت کے قریب اسکر کر گھا۔ ہیڑ بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

اس نے بھی سکھ لیہنی کیا تھا دہ بیٹوں کے خداو خال پر نظر ڈالتے ہوئے اسے اندھر کرسے میں لے چل۔ — عران نے ہیڑ کے خداو خال پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ کیونکہ در پیلی ہی نظر میں بھپان لگی تھا کہ یہ کوئی جاپانی ہے۔ گوہیت کم جاپانی اس قدر ملت کے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ہیڑ تھا۔ ہر طال اتنا رود بھوکی کہ یہ ما دام باساثی جیتنی ہوئی تھی۔

خاوش میں سے اندھلے سر تھاری قست اچھی تھی کہ بس نے مجھے روک دی۔ — جزت نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

ادھر سیڑھے جانے کیوں ناموشی سے بکارے کی طرف چلتے ہا۔

عران سرچ پر ادا تھا کہ اگر یہ واقعی ما دام باساثی کا ساتھی ہے۔ بوا کے کس طرح عم بوجی کہ ما دام باساثی داشت منزل میں ہے۔ کیا نہیں اور تنویر کا تعاقب ہوا ہے۔

استے میں دہ لاک اپ مردم کے سامنے آگئے۔ عران نے اسکے پڑھ کر دروازہ کو لوٹ دیا

"اندر چل۔" — جزت نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔ اور بھر بھر کے ساتھ ساتھ اب جزت اور عران بھی اندر داخل ہو گئے۔ ما دام باساثی نے جب بھر کو اندر داخل ہوئے دیکھا تو اچھی کوئی بڑکی۔

"بھیت قم ت۔" — اس نے جرأت سے کہا۔

"بیس ما دام" — بھیت نے چک کر آداب بھاگاتے ہوئے کہا اور بھر اس سے بیٹے کہ ما دام باساثی کوچھ کہتی ہیو کیدم اچل کر عران پر آپڑا۔ عران کے پیچے چکر فلانگ لگ فر تو قش شی، اس سے دہ اس کے دھکے سے لڑ کر اک پچھے ہٹ گیا۔ جزت نے ریلو چل دیا۔ ان پیارے مگر ما دام باساثی نے اچاک اپنی بھگ سے جمبی لیا اور در مدرسے لمحے جزت کے قھیں پکڑا۔ اور اس ما دام باساثی کے ہاتھ میں تھا ما دام باساثی نے ریلو اور کل ہالی ازت کی کمرے کا دادی۔

ادھر عران اور بھر کے درمیان لڑائی ہو رہی تھی۔ عران اچھی نہیں دفاعی کر رہا

اس نے بھی سکھ لیہنی کیا تھا دہ بیٹوں کے داروں کے پیچے اکتا کر رہا تھا۔ جزت ما دام باساثی کی اس درخت پر لاتا غصہ آیا کہ اس نے اچاک پٹت کر کریں اور پر ہاتھ دال اسے در مدرسے لاحق ہے باساثی کو گدن سے پکڑ کر اپنالا جائی۔ ما دام باساثی جیتنی ہوئی تھیں دہ لوار سے جا گھر آئی۔ اب ریلو اور جزت کے ہاتھ میں تھا۔

خاوش میں سے اندھلے سر تھاری قست اچھی تھی کہ بس نے مجھے روک دی۔ — جزت نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

زور دار دھماکہ کر جوہا۔ یہ دھماکہ لفڑیا دستی ہمچنان تھا۔ ایک لئے کے لیے سب سن ہرجگے۔ اور پھر تو ایسا مدرس ہوا۔ جیسے باہر گلوبیں اور دھماکوں کا فرمان آگیا ہوا۔ اس دفعے سے قائد اخواتے ہوئے ہٹونے چیب سے ایک اور ہم بھالیں۔ اور پھر اس سے پہنے کفران اس پر جھپٹا۔ ہٹونے پھر تھے اس کی پن دانتوں سے کھینچ گی۔ مگر درمرے لمحے اس نے جوہر زد کے سیلوالے سے کھنکی ہوئی گول اس کے ہاتھ میں پکھے ہوئے ہم پر پڑی۔ اور پھر ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ دشیں کم بیٹھ کے اتفاقیں ہی پہنچ گی اور بیٹھ کے پھٹکتے ہو جائیں جوکھر گئے۔ دھماکہ اتنا زور ددار تھا کہ کمکے کے درود لیاریں گے مگر کہہ چوکمک انتہائی مضبوط میریں سے بنایا گیا تھا۔

”جمزوت نادام کو پنجے سے جاؤ۔“ — عمران نے دروازہ کھول کر باہر پہنچتے ہوئے جمزوت اور دیگر کو دربار اخوات۔ اور عمران اس کے سامنے کھڑا چاٹو کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ہٹونے کے چاٹو پکھنے کا انداز اس قسم کا تھا جوں سے صاف تر ہو جوتا تھا کہ بیٹھ چاٹو را کے فن میں ماہر کو درج کھاتا۔ امام باساشی اور جمزوٹ خارشی سے کھڑے کھر کھڑے کو حکم دیا۔

ادھر زد نے امام باساشی کو احتوں پر اٹھایا۔ باہر کیا ذمہ دیداں بیکھیں تبدیل ہو چکا ہوا گلوبیں کی بوجھاڑ ہوئی تھی۔ ایسا گھنکا تھا۔ میں دہ پاریاں آپس ہمیں گھنکا ہوں چہ عمران کو ایک سایہ ساستروں کی آئیتیا ہوا ابھی طرف پڑھنا نظر آیا۔ عمران نے جیب سے ریالور سکلا اور اس پر فائز جھوپ دیا۔ مگر سایہ پھر تھی سے ستوں کی آئی ہی جو کیا جمزوت باساشی کو ہاتھ میں اٹھاتے ہوئے ہیں آیا تو ایک دستی ہم زستا ہوا۔ اس دھکڑا رکھ کر اڑا گھٹا۔ اس کی آنکھیں سرخ اگاہو ہوئی تھیں۔ اور پھر اس نے اتحادیب ڈالا اور درمرے لمحے عمران چوک کیا۔ جب اس نے ہٹو کے اتفاقیں دستی ہم دیکھا۔ ”ہمیں بیٹھ ہیں۔“ — امام باساشی ہمیں ہٹو کے اتفاقیں دستی ہم دیکھا۔

مگر ہٹو نے پھر تھے اسے دیکھ کا۔ پھر اپاٹک عمارت میں گلی ہوئی سرخ لاشیں رہن ہو گئیں اور عمارت کے درود لیار سے گلوبیں کا میزہ برستا شروع ہو گیا۔ چینیں کا ایک طرفاں اٹھا۔ اور پھر مختلف سوت سے آئی ہوئی گلوبیں یک دم بند ہو گئیں۔ اتنے بیش

جزت کر گیا۔ اس نے صرف مادام باساشی کو کر کئے پر اتفاقیا۔

”ذرا ذرا در کھا دھڑ پڑو کی مادریوں کی طرح اچل کر دے ہو۔“ — عمران نے ہٹو کا راجبیت ہوئے کہا۔

اور سینہ علکر کر کے اچاٹک رک گیا۔ درمرے لمحے اس نے جیب میں اتوالہا۔ اب اس کے ہاتھ میں چاٹو تھا۔ پک جھپٹے میں اس نے چاٹو کھول یا، چاٹو کا لیا۔ اچل سکلی کی طرح پھر ساتھ۔

”چوکم یہ بھی حسرت بھکال لو۔“ — عمران نے کہا۔

ہٹو کے چاٹو پکھنے کا انداز اس قسم کا تھا جوں سے صاف تر ہو جوتا تھا کہ بیٹھ چاٹو را کے فن میں ماہر کو درج کھاتا۔ اور عمران اس کے سامنے کھڑا چاٹو کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ہٹو اپنی بیگ پر کھڑا چاٹو لبرار اخوات۔ مگر اس کی نظریں چوپ جی ہوئی تھیں۔ چاٹو کے گور عمران کے چھپے۔ پر بردایی تھی۔ مگر اس کی نظریں چوپ جی ہوئی تھیں۔ چاٹو کے بڑتے اپنے بیک جیٹے نے ٹھکر دیا۔ مگر درمرے لمحے ہٹو کے مذہ سے ایک زور دار پیغام اور پھر اسیں اڑھتا ہوا سامنے والی دیوار سے چکریا۔ پا قاب عمران کے اتفاقیں تھا۔ اس نے چوک ایک طرف پھیک دیا۔ ہٹو کا سر زیار سے پوری قوت سے گھلایا تھا۔ چنانچہ دھکڑا رکھ کر اڑا گھٹا۔ اس کی آنکھیں سرخ اگاہو ہوئی تھیں۔ اور پھر اس نے اتحادیب ڈالا اور درمرے لمحے عمران چوک کیا۔ جب اس نے ہٹو کے اتفاقیں دستی ہم دیکھا۔

مگر ہٹو نے پھر تھے اسے دیکھ کا۔ پھر اپاٹک عمارت میں گلی ہوئی سرخ لاشیں رہن اس کے مزہ پر ٹھپی۔ عمران کی لات سے دستی ہم اس کے اتفاق سے نکل گیا۔ جسے عمران سہا ہیں کچ کر لیا۔ مگر درمرے لمحے سب بڑی طرف پھر کپٹے جبکہ کہا جاؤ

پولیس کاروں کے سائزوں سے فنا گونج ہی اب عمارت سے بھی گولیاں پرستی بذریعیں اور حلا اور بھاگنے لگے۔ وہ سایہ جس پر مارنے متوجہ تھا۔ وہ بھی دوبارہ نظر آیا۔ گولیاں بڑی بیسی ہی بذریعیں۔ مارن بھاگتا ہوا اس ستون کی طرف بڑھ گیل۔ مگر سایہ غائب تھا۔ بھرپولیس نے عمارت کے گرد گھیرا ڈال دیا۔ تھوڑی دیر بعد ماٹکروں و فون پر عمارت میں موجود تمام آریوں کو تھیکارنا لازم اخافتنے کے لیے کہا گیا۔ عمارت میں موجود ہی صرف دو افراد تھے جزوں اور مارن جزوں میں ہوش پا تھا۔ اور ان جوان کوڑا کچھ رہا تھا کہ میظن حکم نہیں تھی۔ پھر پولیس ماتھوں میں انہیں اندرا دھنی مارنے کے لئے بھرپولیس کے لیے بھرپولیس نے کی۔ سے کے چہ سکے پرستت اپنی بھیں گئی۔ کیونکہ آج تو اسے موقع ملا تھا کہ وہ مارن کر ٹھیک ہے۔ پہنچا۔ مگر اس ایکٹو کے پیچے میں موقع پر پیک کر سارا معاہدہ بلکہ ڈال دی دل میں ایکٹو کو سیکھنے والے صفاتیں سنا تھا۔ مگر منہ سے لے کا پڑا۔

”یہ سر“  
 ”عمران کوڑا مکار رہا تھا۔ فیاض نے ایک انسپکٹر کی طرف مار کر کہا۔  
 ”انسپکٹر تھے آدمی بھی گرفتار ہوئے ہیں انہیں بیان کے آڈ۔“  
 ”تھوڑی دیر بعد باپ آدمی ایکٹو کے سامنے موجود تھے۔ باپوں کے پانچوں مقامی نے ان کے اتحاد بندھتے ہوئے تھے۔  
 ”بس ان کو تھوڑا کر آپ سب پڑھ جائیے۔“ ایکٹو نے حکم دیا۔ اور فیاض والی پولیس دیگیا۔

اس کے ساتھ ہی تمام پولیس جو اس کے ساتھ تھی۔ خاموشی سے بھی گئی تھیں۔ سس طرح جارہا تھا۔ جیسے کہ اپنی جواری اپنی سب پوچھی جوئے ہیں اور کرٹشت خود رہ جائے۔ جنڈوں بندکوپاڑ مذہبی خالی ہو گی۔

”عمران صاحب اور ہر برآمدے میں جزوں بھرپولیس پڑا ہے۔“ فیاض کے بستے ہی بیک زیر دنے مارن سے غلط ہوتے ہوئے کہا۔

”تم بیان۔“ اس نے حیرت سے پوچھا۔  
 ”اُن سوپر آئینہ تباہ اس تباہ میں تو کرنا تھا۔“ مارن نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 ”زیادہ باتیں مت بناؤ۔ میں تبیں گرفتاری کر سکتا ہوں۔“  
 ”کر کے کھیو۔“ مارن نے اس کا حضور اڑاتے ہوئے کہا۔  
 ”انسپکٹر مسٹر مارن کو تھک کر کیا گا درد۔“ فیاض نے خفے سے چینتے ہوئے ایک انسپکٹر کو حکم دیا۔ اور انسپکٹر آگے بڑھا۔ گراس سے پہنچے کہا۔ قدم اخافتا۔ بادمیں ایک نقاب پرپوش ان کی طرف آتا رکھا۔ وہ بیٹھے وقارتے ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔  
 ”بینڈ ناپ۔“ فیاض ایک دم پیچا۔  
 ”گرم نقاب پوشن سے کرنی پڑا وہ نہیں کی۔ اور وہ آگے بڑھ رہا۔“

”بینڈ کہناں کر جائی ادا پسے اماقتا ٹھاوا۔ ورنگر کاروں گا۔“ منہ ض اسے آگے بڑھا کر کھینچا۔ اس نے یوں روتا تھا۔ یا۔ نقاب پرپوش اب قریب پہنچ چکا تھا۔ اس نے اپنے کوٹ کا کاراٹا کا کار کے اندر ایک شہری یعنی جنگ رہا تھا۔ جس پر ہلاکے

میکہا۔ عمران حیرت کی زیارت سے میں ہو گیا۔

۰۳ ہاں پرہامد کی چوت کسی بھے سے نیچے آگری تھی۔ بیک زیر دنے تفصیل بتلانی چاہی۔ مگر عمران اس کی بات پروری سے بغیر کوئی حس کی طرف بھاگا۔ عمران نے بلدوں کی چوت گزرنے کی آواز نہ رکھنی تھی، لیکن یہ تو اس کے تصوریں بھی نہیں تھا کہ اس کے نیچے جزوں آگی پوگا۔ اس کا ترخیال تھا کہ جزوں ناداں کو تیکی نیچے تھے خانزوں میں ہی پہنچ گی ہو گا۔ درستار نے عمران بھاگ ہوا بارہ دے کے متاثر ہے میک پہنچ گی۔ اس نے دہانی بیلے کے نیچے جزوں کو کدبے ہوئے پایا۔ اس نے تیری سے ملباہنا شروع کر دیا اور پھر پہنچے جزوں کو باز دے کے پکڑا کر بیلے کے نیچے گئی۔

بیک زیر دنیوالو کی زندگی پانچوں تینیوں کوئے کہ ترخیال کو طرف پہنچا گیا۔ عمران نے جونہ کی نہیں دیکھی اور پھر کوئاں گاگا اس کے دل کی ورکت سنی۔ جزوں کے سر پر ایش بھنگے ہے کافی گہرا خرم آیا تھا۔ لیکن اس کی حادثت زیادہ خطرناک نہیں تھی۔ ہاں البتہ اگر اسے فری طبی اعلاء نہ لے تو حادثت حال تشریش کا بھوکٹنی تھی۔

**ہادا مہاساشی کر داشن منزل ہیں چور کر تو زیر اور غماں اکٹھے ہی دہان سے نکلے۔**

”اب کو صراحت دے ہے“ تیری نے باہر نکلتے ہی بول چاہا۔ ”میں تو اپنے غلیث ہیں جاریا ہوں۔ رات کافی ہو گئی ہے۔ نینڈا ہر سی ہے“ تیری نے جاتی ہیتے ہوئے جواب دیا۔

”بہت“ تم لوگوں کو تو سوائے نینڈ کے آتا ہی کچھ نہیں۔ جلوکسی ہادن کلب میں پڑتے ہیں۔ ذرا بہتر قص دیکھیں گے۔ خود کی سی ڈنک بھی ہو جائے گی۔ رات نہیں گزند جائے گی۔“ تیری نے گھومنی پڑیں گے۔

”بچھے تو معاف رکیتے۔“ خود رضاحت برہن قص سے مجھے کوئی رل جبکی نہیں۔ اور شراب اگر پی لی اور تم جانتے ہو اسکے کو صدر پہنچے گا جانسے۔ اور پھر جاری احشر ہو گا۔



عمران نے مزید بٹاٹ کر ہادم کو تلاش کی۔ لیکن ہادم وہ نہیں۔ عمران جیران رہ گیا تو کیا ہادم بچ گکھے ہے۔ کیوں دھارو گوئی ہے۔ لیکن ان سلطات پا پر منیوں کو کرنے کا دلت نہیں۔ لیکر کوئہ جزوں کی مالت اس کے سامنے تھی۔ جزوں کے سر سے الی فن نکل رہا تھا۔ اس نے تیری سے جزوں کو کافر نہیں پڑا تھا۔ اور تیری نے کی طرف بھاگا۔ جزوں کافی جسم اور دلوں میکن تھا۔ لیکن عمران نے اسے اس وقت یوں آسانی سے اٹھایا جیسے پہنچا کھلنا آسانی سے اھمیت اسے۔ واقعی عمران کے مددوں جمیں بے پناہ طاقت تھی۔ داشن منزل کے پنجے تھے خانزوں میں ایک باقاعدہ سہیل موجود تھا۔ بیک زیر دنے تینیوں کو کربے میں بند کرنے کے بعد ذرا کٹسر و کو فون کر دیا تھا۔ ذرا کٹسر و داشن منزل سکریپت ہی رہتا تھا اور عمران نے اسے سیکرٹ سروس میں شامل اسی یہی کی تھا۔ تاکہ کسی وقت فوری طور پر

اں سے بہتر ہے آرام میں ستریں چاکر کروایا جائے ہے

”ندلے کن پور لوگوں سے واسطہ پر گیا ہے۔ بروقت ایکٹو کا فوت۔ ایکسٹرڈ ہوا  
جن بھوت ہو گیا۔ تزویری سے مذہبناہ ہوئے گہا۔

”کم از کم میں تو ایکٹو کو محبت ہی کھتما ہوں۔ تعالیٰ نے جلب دیا۔  
اوکے چوتھم جاد۔ میں انہی رات بڑھیں سوکھ رانع نہیں کرنا چاہتا۔ بالی بالی۔

”تو زیری نے موڑسا بیکل کا شیخ ایک اور سرک کی طرف کستے ہوئے گہا۔

”بالی۔ بالی۔ تعالیٰ نے بھی جوانا باختہ بلایا۔ اور اس کی موڑسا بیکل سیدہ  
دروٹی ملی گئی۔

”تو زیری کو موڑسا بیکل تیری سے پہن ہاتھ کلب کی طرف درڑی پلی جا رہی تھی اور  
وہ اپنا حودڑ ملکیک کرنے کے لیے بچے مردوں میں سینی بھارا تھا کہ اپاکھ سوڑے ایک تیر

رُفقار کا نمونہ ہوئی۔ اور پھر تو زیری اگر فوراً ہی اپنی موڑسا بیکل کو گھا بیٹی تو ایک ٹیڈٹ لارمی  
خدا۔ یک لغت گھومنے سے موڑسا بیکل سلپ پر رگی۔ اور تو زیری تباہیاں کھاتا ہوا۔ ایک طرد  
جاگا۔ اور اس کا موڑسا بیکل دوسرا ہی طرف۔ کامیاب رفتار سے آجے کھتی ملی گئی۔ تو زیری کو

کارداروں پر بے خدصہ کیا۔ اس کے ذمہ میں کارچک کرہے گئی۔ اور ایکٹو کل دشیرہ کو  
اس نہیں میں بھول ہی گیا۔ اور پھر دہ تیری سے اخٹا اور ایک طرف پڑی ہوئی موڑسا بیکل

کی طرف دوڑا۔ جس کا اہلن ایک ہنک چل رہا تھا۔ تو زیری کو زیادہ چھینی تو نہیں آئی تھیں۔

اپنہ جسم کے متفق جھوں پر چھینی مزد روگی تھیں۔ لیکن اس دنت خشے کی شدت میں اس  
نے چھوٹن کی تھی پر بڑا تھی۔ اس نے موڑسا بیکل کا ہنک بند کیا۔ اور پھر اس کا سیدھا عکایا اور

اس پر چڑھا۔ بیٹھا۔ موڑسا بیکل چوکک میفت ثراٹ تھا۔ اس نے میں دیتے ہی اس کا گام ڈالا  
جگ چڑھا۔ موڑسا بیکل بالکل محفوظ تھا۔ تو زیری نے گیر گائی۔ اور پھر موڑسا بیکل ایک جھٹکے سے

آگے پڑھا۔ تاپ گیڑ کا کرتوزیری نے ایک سلیڈ فل کر دیا۔ موڑسا بیکل بندوق کی گولی سے بھی

زیادہ رفتار سے بھاگ رہا تھا۔ اور تو زیری دانتوں پر دانت جماست سرک کی طرف رکھ رہا تھا۔

خشے سے اس کی آنکھوں سے چکاریاں نکلیں ہی تھیں۔ وہ کار والوں کو خاطر خواہ سبیق دینا  
چاہتا تھا۔ سرک پر نکل کافی ندر سرک سیمیں جلی گئی تھی۔ اس نے اسے پورا لیعنی خفا کر دہلی  
کار کو پورٹے گا۔ اور دسی جواں چند گھوں بعد سے کار کی بھلیکی تباہ صفات نظر آئے گئیں۔ موڑسا بیکل

تیر کی طرح اسے بھر رہا تھا۔ وہ بھر پر ہو کار سے نزدیک ہوتا جا رہا۔ اچانک کار ایک ذیلی  
سرک پر رکھ گئی۔ اور پھر یہی۔ تو زیری کا موڑسا بیکل اس سرک پر ہوا تو زیری نے جھٹکے کیلیں بھر  
لاملا کیے کھا دیں۔ اور جے رے کار ایک کپاں نہیں مٹی نظر آئی۔ تو زیری جب اس کو کٹی بھک پہنچا  
کوئی نہیں گا۔ یہیں بند پوچھا تھا۔ تو زیری جو منٹ کاٹ کر رہا گیا۔ اس کا دل چاہا کر دے اور اسیں جلا جائے۔

میکن ہماراں نے موڑسا بیکل کی خالی دل سے کھلایا۔ اس نے موڑسا بیکل ایک طرف دھنٹ  
کے پیچے لگایا۔ اور خود دھنٹ ہوا کوئی نہیں کی طرف پڑھا۔ اور پھر ایک درخت کی درد سے اسے دہانی  
بھیجی دیا جا چاہدی گی۔ اب وہ قریب تر یا جیکھتا ہوا کوئی نہیں کی طرف پڑھ رہا تھا۔ اور پھر بانی کے پاپ کے

ذریثے وہ چھت ہٹک بک آبائی پیچے پہنچ گئی۔ سیر چھوٹ کا دعوانہ سے کھلا ہوا رکھا گیا۔ اور چند لمحے بعد  
وہ ایک گیلیوں میں تھا۔ ایک کرسے میں لے رہا تھا دشی نظر آئی۔ اسکی ہول سے جھٹک کر

دیکھا گلگس میں پہنچ دھنٹا۔ اس نے اسے کچھ نظر نہ آکی۔ ایک لمحے کے لئے اس نے ادھر اور  
دیکھا۔ گلگس اور کوئی ایسی بیکھر نظر نہ آئی۔ جہاں سے وہ اندر جا ہک سکتا۔ تب اس نے بیانہ

اکدم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور دوسروں سے لئے اس کی ذریعہ دارلات سے دو اونچے کلی گیا اس نے  
بیوی دوڑھاتھیں پکڑا۔ اور پڑھ دھنٹا کا لامدہ داخل ہو گیا۔ لیکن چون ٹھنڈک کر دک گیا جب اس کو کیے

شیئن گن کی نال اپنے سینے کی عرض اٹھی نظر آئی۔ یہ ایک مقامی نوجوان تھا۔ اس کے ساتھ  
یہ سوتھ تھی۔ جو سیر سے اسے دیکھ رہی تھی۔

”ریوالد نیچے گر اداد۔۔۔ نوجوان نے اسے کھم دی۔۔۔  
تو زیری نے بیوبی سے ریوالد نیچے گرداد۔۔۔ اب اسے اپنے اور غصہ آئی کر خواہ مخواہ

کس مصیبت میں آن بھنا۔

”کون ہوتا“ — اب عورت نے سوال کیا۔

”تمہارا شوہر“ — تو تیر کو ایک دفعہ پھر غصہ آگیا۔

”ثٹ اب کیا تمپا ہے“ — عورت پتی۔

”میں کہتا ہوں تم توگ اتنی تیر تھاری سے کارکوں جلاستے ہو۔ اگر میں اس دقت

مر جاتا تو گرن ذمہ دار ہوئا“ — تو تیر کی سمجھی پڑا۔

”کیا ایک دن“ — عورت سمجھتے ہوئے۔

”ماہام شاید یہ دی مرزا میگل والا ہے جو پچھے چک پر کار سے موڑ رہا تک بپاتے ہوئے

گر پڑا تھا“ — نوجوان نے ہیلی بالا تھر دیا۔

”ادو“ — عورت نے طولی سانس لی۔

”مگر تمہرے کیجاں پچھا کیا تھا“ — عورت نے پوچھا۔

”تو اور کیا مجھے اہم ہو گیا تھا کہ تم اس کوٹھی میں موجود ہو“ — تو تیر کا خدا گیا

تک درجنہ ہوا تھا۔

”ماہام کے سامنے تیز سے بات کر دو۔ درخواجی ڈھیر کر دو گا“ — نوجوان نے تیر

کر آکھیں دکھاتے ہوئے گہا۔

”تیر کو غصہ روہت آیا لیکن“ — دمہ بسی سے ہونٹ کاٹ کر گہا۔ اب نا

اتنا ہی قوف ہیں تھا کہ جانتے ہو جتھے مشین گن کا ناشاذ ہے۔

”مہر فائیو“ — ویسے تو بمالک سے قصور ہے۔ لیکن چونکہ اس نے ہمارا پچھا کر کہ

ہماری چکروں کی سیلی ہے۔ اس لیے اس کی مزید موت ہے۔ اسے گولی مار کر اس کی لاش

کوٹھی سے کہیں درمرٹل پر بھیک آؤ۔ عورت نے مشین گن رائے نوجوان رکھ کر

رسیتے ہوئے گہا۔

”کیا اسے سہیں گولی مار دوں ماڈام“ — نوجوان نے موڑ بات اندر لازمیہ میں پوچھا۔

”نہیں میں ایک ضروری کام کرنا چاہتی ہوں اور پھر یہاں دھماکہ بھی ہو گا۔ تم اسے

نچے ساڑھہ پر دوں کر سے میں سے جاؤ۔“ — ماڈام نے حکم دیتے ہوئے گہا۔

”اوکے ماڈام“ — نوجوان نے کہا اور پھر تسویر کی طرف دیکھتے ہوئے گہا۔

”چومنٹر“ — اس کے بعد میں تھی تھی۔ تو تیر کی پریزشن میں پہنچ گی تھا لیکن

س وقت مشین گن کے سامنے ہے بیس ٹھا۔ اس لیے خاتمی سے دروازے کی طرف

بل پڑا۔

”بائیں طشت میپر“ — نوجوان نے حکم دیا۔

اور پھر تسویر اس کے حکم پر جاتا رہا۔ جلد ہدہ ایک اور کمرے میں پہنچ گئے نوجوان

نے ایک ہاتھ سے بغیر مٹے دروازہ بند کر دیا۔ تسویر کی کمرے کی ساخت دیکھ کر ہی سمجھ گیا

کہ یہ کمرہ ساٹھ پر دوٹ ہے۔

”اب اپنی آخری خواہش تباہ دسکر کر کہ تم بینا اسی میں مارے جاؤ گے اس کا

بچے افسوس ہے۔ لیکن میں ماڈام کے حکم کے آگے موجود ہوں“ — نوجوان کے لیے

یہی ہمدردی جھکتی تھی۔

”میری آخری خواہش ہے کہ“ — تو تیر سے اچانک رک کر ایک ھرٹ رکھا

نوجوان بھی لا شوری طور پر ادھر دیکھنے لگا اور ہمیں ایک لمحہ تو تیر کے سے کافی تھا۔ اس نے

اچانک اچل کر ایک ہاتھ داری اور مشین گن نوجوان کے باخوبی سے لکھا کہ ایک طرف جا پڑی

اور دوسرے نوجوان لٹکھرنا ہوا دیوار سے جا گا۔ تو تیر نے مشین گن کی طشت جب کلایا گر

نوجوان بھی کافی پھر تھا لکھا۔ اس نے جسم جھپٹ لگایا۔ اور پھر دوسرے تیر ایک دوسرے سے

پہنچ ہوئے ایک طرف جا پڑی۔ تو تیر کے جسم میں دو دلکی ایک تیز بہر در دلکی۔ اور تو تیر کے پیٹ

میں زد دار گلوپور پڑا۔ تو تیر کے جسم میں دو دلکی ایک تیز بہر در دلکی۔ اور پھر غصے سے پاک

کر دہ کمال گئی ہے۔ دردناک کے بدالے میں قبیل ختم کر دوں گا ۹

”وہ تو نہ کوئی سے پہنچنی ہے۔ لڑکی نے قدرے خوفزدہ بیجیں کھا۔

”مشت اپ۔ جھوٹ مت بولو لا کی ورنہ۔“ تنویر نے مشین گن کا رخ اس کیجن کرتے ہوئے کہا۔

”نبیں۔ نہیں۔ بچے مت اور، غلکے یہ بچے مت مارو۔“ لڑکی انتہائی خوفزدہ بکر بچی کی طرف بھی چلی گئی اور ہمارا پانچ تنویر کو وہ کپڑے نظر آئے گے۔ جس نے مردت کے میں پرد کیتے تھے۔ وہ ایک صونے کی پشت پر بوجو دلتے۔ اس کے ذہن پر ایک جھما کا ہوا۔ اور وہ سب کچھ گھوگھ لیا۔

”اچھا تو یہ بات ہے۔“ تم میک اپ میں قبیل۔“ تنویر نے مکارتے ہوئے کہا۔ لگر فراہمی اس کی مسکرا بست ختم بول گئی۔ جب لڑک کے پہیے نوکت کی۔ اور فرش پر پڑی جوئی پھوٹی میز تیری سے تنویر کے انچ پر گل۔ اور اس کے ماتھے مشین گن کنکن گئی۔

”اب سید ہے کھڑے ہو جاؤ۔ لڑکی کے انچیں ریو اور چک راتھا۔ اند تنویر جو پہنچتے میں شین گن اٹھانے کے لئے بچک راتھا۔ ٹروہار ناسیدہ کمرا جو گیا۔

”بائیں طرف بہت جاؤ۔ خدا اس کوئی شہزادت کی ترقا نہ کر دوں گی۔“ لڑک کے پہیں جنگلی میں میسی عڑا بہٹ تھی۔ تنویر کو لڑک کے پہیے سے بھی اٹھاڑہ ہو گیا تھا کہ لڑکی جو کچھ کہہ دیتی ہے۔ اس پر بے دلیل عمل بھی کر دے گا۔ اس نے ایک طرف بہت گلیا۔

”ایں کراسی پر ٹھیجا جاؤ۔“ لڑکی نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔ تنویر خاموشی سے کری پر ٹھیگیا۔ مگر دوسرا المواس کے یہ بھاری ثابت ہوا۔ جب اس کے سر پر ایک زندہ دارچوت گئی۔ یہ ریواز کے دستے کی ضرب تھی۔ ایک ضرب اور گل۔ اور تنویر کا ذہن تک لیکھا میں ڈوبتا چلا گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

ہو گیا۔ اس نے دہلی یعنی یئے نوجوان کی گرد پہنچا تو رکنا اور نوجوان قلبازی کیا ہوا ساچھا دال دیوار سے جا گھکایا۔ اس سے چہلے کر نوجوان امتحان خوار نے باخچہ بڑا کفر برپہ تھی جوئی میٹن گن اٹھا۔ اور ہم کسکے ہی لوگوں کا طوفان آگئی۔ تسویر نے مشین گن کا شریک گردابیا۔ اور نوجوان کے جسم میں القدار سو رخ بزرگ نوجوان نے ایک لمحے میں دم توڑ دیا۔ جب تسویر کو یقین ہو گیا کہ نوجوان منکھا ہے۔ تب ہی اس نے ٹیگرے سے بھی اٹھا۔ دیسے چک کا سے علم تھا کہ کو ساڑہ نہ پر دف ہے۔ اس نے زیادہ پرداہ بھی نہیں کی تھی۔ اب اس نے ٹرکر دوازہ ٹھوڑا دار شین گن اٹھا۔ جس نے پر اسے بھی آگیا۔ اب اس کا اڑ دبارا۔ اسی کسکے کی طرف تھا۔ جد معرکہ عورت بوجو دھنی۔ وہ اسے بھی خاطر خواہ مذاچھان چاہتا تھا جس نے اس بیداری سے اس کی حکمت کا حکم سنایا تھا۔ تسویر دی ریلہد رہ اس کرے کے موجود تھا کوئی بھی۔ ان دو کے علاوہ اور کوئی مرشدانہ بوجو دھنی تھا۔ کیونکہ ابھی کوئی اور سنتے ہیں آیا تھا۔ تسویر نے مشین گن کے بھت سے دروازہ کھل دیا۔ اور ہم اور گھر صس گی بیکن وہ ٹھنک کر کر گیا۔ اب دوں تھا۔ عورت کے بھائے ایک فھرست اور پرکشش حبابی لڑکی موجود تھی۔

”تم۔“ لڑکی نے تنویر کو دیا۔ دیکھ کر جیرت سے پوچھا۔

”وہ عورت کہاں می گئی۔“ تسویر نے فٹے سے بھرپور بچھے میں بچا۔

”کون عورت۔“ جاپاں لڑکی نے جیرت سے پوچھا۔ دیسے اب اس کی نگاہیں بھین گن پر گئی جوں تھیں۔

”حبابی بہاں بوجو دھنی۔“ تسویر نے اسے گھوڑتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ د توبیں کن۔“ لڑکی نے سنبھلے ہوئے کہا۔ مگر ہم کون بوجو تھیں۔

مشین اس سے کوئی مضبوط نہیں ہوتا۔ جسے کوئی جو نرم کے کوئی لعفی نہیں اس نے میں تھیں مانا نہیں پاتا۔ لیکن ایک شرط ہے کہ تم اسی عورت کے متعلق بتا دو۔

۔ جیک ہے اب تم بھیش کے لیے آنکھیں بند کر لو گے ۔ اس نے ریال اور کارخانے تغیری

کی طرف کتے ہوئے ہیا۔ اور پھر جب اسے بُوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ کرسی سے بندھا ہوا ہے اور

اور تغیری کے حرم سے پہنچنے ہوئے۔ موت اس سے ابک لئے کے قابل ہے۔

اور وہ بندھا ہونے کی وجہ سے بے سی خدا۔ اچاک کر کے میں بھی کی ادا کرنے کی امکنی۔ ادام

چونکی اور پھر اس نے ریال اور جیب میں لکھا اور الارکی کی طرف پڑھ گئی۔

تغیری نے سوچا غایبیہ تدریت کی طرف سے املا ہے۔ اب اس دتفتھیں اسے آزاد

ہو جائیں گے۔ اس سے پشت پر جدھر ہوئے اچھی کوادھر اور دھکیا۔ اور پھر اس کی

اگھٹ شہزادت والی انگلی ایک رسی پر رکھ گئی۔ اس نے تیزی سے انگلی کا ماخف، رسی پر پھر نا

شروع کیا۔ اس کی اگھٹ شہزادت کی انگلی کے ہاتھ پر سفقل طور پر ایک باریک گھم تیر ملی پڑھا

رہتا تھا۔ یہ ایکسترو کا حکم تھا کہ سب جبرا پہنچے دیکھ کر انگلی پر بلند چڑھائے رکھیں۔ اور

اس دقت وہی بید کام آگیا۔ ایک لمحے بعد رسی کو کھینچ گئی۔ اور پھر جد ہوں بعد تغیری کے ہاتھ

آزاد تھے اور اپنے جسم پر بندھی ہوئی رسمیاں بھل دیں۔ میل جو گئیں۔ اب دیگر وقت بھر چاہتا

ان سے ہے آسانی آزاد ہو سکتا تھا۔

ادھر ادام باماشی ٹرانسیور کسی سے با توں میں صورت تھی اور پھر وہ تانہبیز بند

کر کے دیوارہ تغیری کی طرف پڑھی۔ اور پھر جیسے ہی وہ تغیری کے قرب آئی تو تغیری نے اپنے

اچھل کر کر ایک زور دار کھا اس کی تاک پر ساری اور ادام اس کی پچھے جا پڑی۔ اور تغیری

نے اس کے پیشے ہے لات مار فری جا۔ گھر ادام کر رہ تھل کوئی اور تغیری عدم تو زدن کی وجہ سے

چکنا ہوا پہنچ گا۔ اور پھر درست کئے ادام نے ریال اور کمال کا فرما کر دیکھا۔ گول تغیری کے ہاتھ

میں گئی اور تغیری کے من سے چیخ نکل گئی۔ گھر وہ پھر تی سے اٹھ کر اجا۔ اور اس سے پہنچے اے

ہدام درست فائز کرتی تغیری کی لات اس کے ڈھنچہ پر پڑی۔ اور ریال اور اس کے ڈھنچے مکلن گئی۔

تغیری نہ سے پاگل ہو گی تھا۔ اس سے عجیقی سے ہدام کی گردن پر جوڑ کا فار کیا۔ گھر ادام

اور پھر جب اسے بُوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ کرسی سے بندھا ہوا ہے اور ایک کوئی نہیں میں دی جا پائی۔ ایک بھوفی میں میں گھر کا اس کا ہمیڈی فون کا نوں پڑھا رہا تھا۔ اتنا تو وہ بھیگا تھا کہ یہ رُسٹریٹر ہے۔ اب وہ خاموشی سے گھنگھنے لگا۔

”ہیلو! ادام باماشی اپیلینگ اور دیڑھا۔“ رُسکی نے کہا۔

اور تغیری چھک پڑا۔ کیونکہ اتنا تو وہ جانتا تھا کہ آج کل ایکسٹر اور اس کی ٹیم مامہماش کے کیس پر کام کر رہے ہیں۔ تو یہیں مانگیں اصل مجرم سے آلا ہوں۔“ تغیری نے سوچا۔

”یہیں مامہماش اپنے منہ میں کامیاب سہی ہوں اور“

”تھیک ہے! مامہماش اور دیڑھا۔“ اور پھر وہ درستی طرف سے آئے والی آڑاز منہ گلی

”اوہ! مامہماش! تو ہوت جا ہوا۔ اور“

”خانل کے ذوق تغیری ایکو ٹھیں پڑے ایں اور“

”اد کے مامہماش ایمن ہیڈ کراشر جاتی ہوں۔ اور“

ادھر اڑکی جس سے اپنا نام مامہماش بتا چاہا۔ ہمیڈی فون سے آثار دیئے اور

پھر اس نے رُسٹریٹر ایکسٹر کا نام مامہماش بتا چاہا۔ ہمیڈی فون سے آثار دیئے اور

تغیری نے اسکے دم سارہ دیا تھا۔ مامہماش ایک لمحے تک بھر تغیری کی طرف

لکھنی رہی۔ اور پھر شاید اس نے جیب سے ریال اور کمال کا اس کا رخ تغیری کی طرف کر کی۔

تغیری نے جب لکھیوں سے اسے ایسا کرتے دیکھا تو اس نے جلدی سے آنکھیں کھول دیں

”خوب، تو تمہیں بُوش آگئی؟“

مامہماشی نے زبر کا نو نظر دیں سے تغیری کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”تغیری خاموش رہا۔“

میں کہ پھر جنی نہیں تھی۔ وہ صرف سے دار چاگان۔ اور ان تزویری کی نئی پر ایک ندردار مکعب دی۔ تزویر چند ترم پتے ہوئے گیا۔ اور پھر اس نے اپنے کرداام کے پہلے پہلات میں اداام رکھا تو نئی باری تزویر نے دیا کہ طرف جبکہ لگایا۔ اور پھر جب وہ دیوالہ اٹھا کر تزویر سے مڑا تو وہ یہ دیکھ کر جران رہ گیا۔ کہ ماڈام ہبہ پر لگا کہ باہر بھل گئی تھی۔ وہ تزویر سے دروازے کی طرف مڑا۔ اگرچہ سک گلی۔ بکر کے سامنے فرش پر اس بجگدا مادام گردی تھی۔ ایک اگرچہ پتی پکج دیکھ کر ماڈام تزویر کی کہتا ہے کہ اس کی مدد کرنا چاہیے۔ اسے کیم خیل اگلی کہ ماڈام تزویر کی کہتا ہے کہ اس کی مدد کرنا چاہیے۔ اس نے لپک کر اگوشی اخائی اور صبا سے جب بڑاں ہیں۔ اب وہ تزویر سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اور پھر عباگہ ہوا ہر آنے سے نکل آیا۔ مگر اس سی لمحے کا ڈالیں کھڑی کھڑی کار مارٹ ہری اور پھر تزویر سے پیٹک سے باہر بھلتی چلی گئی۔ تزویر نے ناٹرکی مگر گولی ناٹر پر دگی اور کا چند ہی لمحوں میں غائب ہو گئی۔ شاید ماڈام با اسکی کو اگوشی کے گرنے کا حاسس نہیں رہ کر در پینک دن تاک کہ از کم وہ تو پچھ جائے۔ بکر کو اس کی نظر میں اس کی اہمیت زیاد ہوتی۔ بہر حال جیسے بھی ہوا ماڈام با اسکی کا صرف پیر نہیں ہوا۔ اور وہ بچہ گئی۔ باہر دھماکوں اور گولیوں کا لوفانغا۔ اسے فوراً لپٹنے آزاد ہونے کا خال آیا۔ اور وہ ریگتھی میں ایک سترن کے پیچے چھپ گئی اور پھر اس نے قام تماشا بانی ایکھوں سے پیچا جب پسیں مل پسی ہیں گئی۔ اور عمان بھی بہترانگا کہ جزو کو ادا کر کہبیں غائب ہو گیا۔ تا اس نے میران صاف دیکھا۔ اور صبرہ مہینتی چھپاں کپاڈنڈے باہر بھل گئی۔ وہ تزویر تھی کہ اچانک یہ سب پکھ کیے ہو گیا۔ بجائے پوچھا کے یہ دھماکے کیے اور دگر لیاں کس نے چلا میں۔ کپاڈنڈے سے نکل کر وہ دریوں ہوئی ایک سڑک پر پہنچی۔ سہیوک موٹ کا اسے کافی صدمہ تھا۔ لیکن ہیٹوک موٹ س کر آزادی کی بنیاد ہی تھی۔ اور یہ آزادی بھی اسے اسن دلت میں جب وہ نیتاںی مورخو خودہ ہو کر عمان کو سب کچھ بتانے کے لیے تیار ہو گئی تھی۔ اس نے میکو بکڑی اور پوارٹ نایوں کی طشت مل دی۔ اب اسے اپنا ہدھوت یہ حد صھنک نہیں

جیسے ہی براہ راست کی چھت گردی ماڈام با اسکی نے اپنے جسم کو جھینکا دیا۔ اور دوسرے لمحے وہ اپنی کرداام کی طرف جا گردی۔ بھٹی جزوں پر اس نے مدد گرتے دیکھا تھا۔ ایسے اس کا نیا تھا کہ جزوں نے جان پر جو گل کا سے در پیچے کیا ہے اور اس کا نیا لپھی صیغہ تھا۔ چھت گرئے کا حاسس ہوتا ہے جو جزوں نے اسے میک لخت جھکلا رہے کر در پینک دن تاک کہ از کم وہ تو پچھ جائے۔ بکر کو اس کی نظر میں اس کی اہمیت زیاد ہوتی۔ بہر حال جیسے بھی ہوا ماڈام با اسکی کا صرف پیر نہیں ہوا۔ اور وہ بچہ گئی۔ باہر دھماکوں اور گولیوں کا لوفانغا۔ اسے فوراً لپٹنے آزاد ہونے کا خال آیا۔ اور وہ ریگتھی میں ایک سترن کے پیچے چھپ گئی اور پھر اس نے قام تماشا بانی ایکھوں سے پیچا جب پسیں مل پسی ہیں گئی۔ اور عمان بھی بہترانگا کہ جزو کہبیں غائب ہو گیا۔ تا اس نے میران صاف دیکھا۔ اور صبرہ مہینتی چھپاں کپاڈنڈے باہر بھل گئی۔ وہ تزویر تھی کہ اچانک یہ سب پکھ کیے ہو گیا۔ بجائے پوچھا کے یہ دھماکے کیے اور دگر لیاں کس نے چلا میں۔ کپاڈنڈے سے نکل کر وہ دریوں ہوئی ایک سڑک پر پہنچی۔ سہیوک موٹ کا اسے کافی صدمہ تھا۔ لیکن ہیٹوک موٹ س کر آزادی کی بنیاد ہی تھی۔ اور یہ آزادی بھی اسے اسن دلت میں جب وہ نیتاںی مورخو خودہ ہو کر عمان کو سب کچھ بتانے کے لیے تیار ہو گئی تھی۔ اس نے میکو بکڑی اور پوارٹ نایوں کی طشت مل دی۔ اب اسے اپنا ہدھوت یہ حد صھنک نہیں

نظر آرائنا۔ جو کر عمران نے جوزت کے ساتھ شادی کا خطرہ خاہر کر کے اس پر طاری کر دیا تھا۔ دیلے اب جو کچھ بھی وہ سوچن۔ لیکن یہ ایک حقیقت تھی کہ اس وقت تھے جو حضور نبڑے ہو گئی تھی۔ پہاٹتے نایک شہر کے مختاری علاستے میں ایک کوئی تھی۔ جو صرف اس مقصد کے لیے کوئی بہر گئی تھی۔ کرشما کسی رفتہ کام آنکھ کے دل ان ایک الارڈ میں خوبصورت رہا۔ سبھا بھاگی تھا۔ اب دادام بساشی چاہتی تھی کہ دل سے اپنے کارکنوں سے رالہ قائم کر کے پڑ کرے کہ دکبائیں کیں کیز کر دے تو اسے سوچ دیں یعنی تھا کہ اس کے اغوا، حرنے کے بعد وہ کوئی ہٹوٹے فوراً چھوڑ دی ہو گی۔ اس نے اپنی کوئی سے تیکھی کافی دو ہجڑ دی۔ اور اب وہ پہلی بار پہاٹتے نایک طرف جانے گئی۔ ابھی وہ تھوڑی بھی درجی بھوگی کہ اسے دور سے ایک کارکندی اور طوفان کی طرف آتی نظر آئی۔ وہ بھرپور سے ایک درخت کے پہچے چھپ گئی۔

کارکنیں کی آواز نکالتی ہوئی لگر قیچی پل گئی۔ دو چند لمحے والیں کھڑی دیکھتی رہی۔ بھرپور دوبارہ کوئی نہیں کی موت جانے گئی۔ بدبکھ کوئی کے قریب ہے؟ ہمیں تو کوئی کے چاہنک سے ایک تینر زندگانی مورث سائیکل باہر نکلی۔ مورث سائیکل پر ایک نوجوان تھا۔ وہ جیلان رہ گئی کہ یہ کیوں پہنچ رہا ہے۔ اور یہ مورث سائیکل سوار کون ہو سکتا ہے۔ اور بھرپور سائیکل کے بیرون پر اس کی نظر پڑ گئی۔ اس نے نہیں ذہن میں مختصر کر کیے اور بھرپور کوئی تھی۔ تھیں مگر لیکن خالی تھی لیکن یہی دو ساٹھ پر دن کر کے میں مگر اس کی آنکھیں حیرت سے میکھڑے گئیں جب اس نے نہیں پڑ کر دل مردہ پا۔ اس کے جسم میں گلیوں کے لادر اداش نہ تھے۔

کیا اسے اسی مورث سائیکل سوار نے تقلیل کیا ہے؟

باسا شیئی سے سوچا۔ لیکن وہ کامی کون تھا۔ اور دیسب مچک کیا ہے۔ وہ کافی درستک مذکور کرنے کے باوجود کچھ تکمیل کی۔ اور بھرپور سوچ میں عرق ٹرا نسیم دلکھ کرے میں تھس گئی۔ اس نے ٹرانسیم کالا اور بہیڈ فون کا نوں پہنچا کر اسے آن کرنے لگی

چند سوے بعد رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیئت۔ دادام بساشی پیسیگ۔ اور یہ"

"یہیں۔ دادام بساشی دس اینڈ اور" — دوسری طرف سے آفانا ڈی۔

"دادام بچھے عمران کے ساتھیوں نے اخواں کر دیا تھا، اور بھرپور اس نے اپنی گرفتاری اور بھرپور کی تمام تفصیل دادام بساشی کو سنا دی۔

"ادہ، تم اس وقت مدارت میں موجود تھیں" — دوسری طرف سے دادام بساشی

کی حیرت سے بھرپور کا دیا تھا۔

"جمی ہاں"

"بھرپور بڑا چاہا ہے۔ اس مدارت پر میں نے ریڈی کیا تھا۔ مجھے پڑھا تھا کہ عالم ان اس مدارت

میں موجود ہے۔ لیکن دادام مدارت کے گرد چند دوسرے آدمیوں کا پہنچ گیا تھا۔ اور بھرپور

نے جیسے ہمیں ریڈی کیا تھا۔ اور ان کا مقابله ہو گیا۔ اور مدارت سے بھی خلاف توقع گریوں

کی بارش ہو گئی۔ تینجوا ہوا کہ مردے سے بہت سے کارکن مارے گئے۔ اور میں بعد میں اپنی

جان بچا سکی اور ڈر۔"

"دادام" — سخت نقصان ہوا جن لوگوں کا آپ کا مدارت کے باہر مخالف ہوا۔ وہ

شامی میرے گردہ کے آدمی تھے۔ جیہیں ہمراستہ ہٹویں کر دیا تھا۔ ہٹوٹے بجے

چھڑوانے کے لیے مدارت پہ ریڈی کیا تھا۔

تو یقیناً اس کے ساتھ دو سکھ آدمی بھی ہوں گے۔ ہٹوٹے خود مارا گیا" —

دادام کا لجھ جاست سے بھرپور تھا۔

"ادہ یہ تو بہت بڑا ہوا۔ ہم لوگ آپس میں ہی لڑ رہے۔ لیکن اس سب بچا سر

کا ایک فائدہ ہوا کہ آپ اس سے فائدہ اٹھا کر کھل کر آئیں" :

"جمی ہاں۔ مگر دادام ایم بی تو کیا ہے؟"

"ادہ میں تو آپ کرتا نہ ہوں گی۔ ایم بی لوپے من می کامیاب ہو گئی ہے۔ ادب سے تھوڑی دیر پہلے اسی پوائنٹ فائیور سے اس نے مجھے کال کیا تھی"۔  
 "ادہ۔ تو یہ ایم بی لو تھیں" — نادام باساشی کے بھجے میں حیرت تھی۔  
 "کیا طلب" — ؟ درسری طرف سے حیرت سے بھر جو آواز آئی۔  
 "نادام بہاں بھی کوئی چکر جلا ہے۔ میں کسے گردہ کے نہ فائیور کی لاش سا تو نہ پڑوت  
 کرسے میں پڑلی ہے اور جس وقت میں آئی تھے ایک کار جاتی ہوئی تھی۔ اس میں شامہ ایم بی رو موجود تھیں۔ انہیں کسے کی وجہ سے میں پہچان نہ سکی۔ اور جس وقت میں کوئی شخص  
 کفریب ہمچنی تو ایک موڑ سائیکل سوار اس میں سے کھلا۔ میں بھج نہیں سکی کہ یہ کیا چکر ہے؟  
 "خدا جانے دہ کون ہے۔ دیسے اس کی موڑ سائیکل کے مبرہر سے ذہن میں گھونٹ  
 ہیں۔"

"چلدھمیک ہے۔ شاہزادی لے تلاش کرنا پڑے تو اس کیسے باسانی اس کا پتہ چلا جاسکتے ہے؟"

"جی ہاں" — نادام باساشی نے منظر جا ب دیا۔

"اب آپ کا کامیاب ڈرام ہے"۔

"میں خود جو پری ہوں کر کیا کوں۔ بہر حال پہلے میں اپنے آدمیوں سے طبلہ قائم کرتی ہوں۔ اس کے بعد صیبا ہو گا دیکھا جائے گا"۔

"ٹھیک ہے اور ایندھن آں" — درسری طرف سے آواز آئی۔ اور نادام باساشی نے ٹرانسیور بند کر کے گھری سالسینا شروع کر دی۔ جیسے وہ ذہن میں کوئی فیصلہ کر رہی ہو۔ پھر اس نے ٹرانسیور برائیکا اور فریکوڈنگی سیست کرنا شروع کر دی۔ یہ فریکوڈنگی اس کے گردہ کے بیچ میں تھیں۔ جن لوگوں کی کوشش کے بعد رابطہ مل گیا۔  
 "ایم بی متھری اس سپیکنگ اور" — نادام باساشی نے ٹرلتے ہوئے کہا

"لیں نادام نہ تھری دس اینڈ اور" — درسری طرف سے مرداں آواز اعبیری  
 "آپ لوگ کہاں پہنچی" — اوردہ۔  
 "ہم پہاشت الہمن پر موجو دیں۔ آپ تھریت ہیں نادام اور"۔  
 "لیں نادام نہ تھری دس اینڈ اور" — نیک ہوں تو لوگوں کے لیے ایک غذا بینام ہے۔  
 سیٹولپے فرض پر قربان ہو چکا ہے اور"۔  
 "ادہ نادام یہ طبقہ ہم سب کے لیے انتہائی غذا کا پیغام ہے۔ بہر حال ہیں نوشی  
 ہے کہ بہا راست تھی اپنا فرض ادا کر ستے ہوئے ہم سے کھجڑا ہے" — اوردہ۔ درسری  
 طرف سے آئے دال اور حقیقت انتہائی فرضہ تھی۔  
 "ٹھیک ہے۔ مجھے خود اس کی سوت کا بے حد انوس سے۔ بہر حال میں پائیں  
 ہیں پر آہم ہوں باقی ہاتھیں دہیں ہوں گی۔ اور"۔  
 "بہتر نادام اور" — درسری طرف سے آواز آئی۔  
 "ادور اینڈ آن" — نادام نے کہا۔  
 اور پھر ٹرانسیور بند کر دیا۔

ٹرانسیور بند کر کے اس نے الاری میں رکھا۔ اور پھر خدا آہستہ آہستہ  
 پلتی ہوئی کوئی سے باہر نکل آئی۔

” عمران صاحب پانچ قیرو بمارے پاس ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ ان سے کچھ  
معلومات حاصل ہو جائیں ۔“  
” بنظارہ رفضوں ہے۔ کیونکہ سب مقامی خندے ہیں۔ ظاہر ہے۔ انہیں کیا پتہ ہوگا  
یہ لوگ توکرے کے مٹھوں ہیں ۔“  
” یہ بھی نمیک ہے ۔“ — بیک زیر دھڑکا دیا۔  
” مجھے تو ایک چیز بھجوں میں نہیں آئی کہ ہیٹھ نے داشس منزل کا پتہ کیے ملا یا۔ کیا

نوریار غماں کا تھاں ہوا ہے ۔“  
” میرے ذہن میں بھی خیال آیا تھا۔ چنانچہ میں نے نہانی سے کنکٹ کیا۔ اس نے  
بنیادی ہے کہ ان کا تھاب نہیں ہوا۔ انہوں نے تھاب کا خاص خیال رکھا تھا۔ تو یہی  
راہ طبق قائم نہیں ہو سکا۔ غماں کے بھنے کے مطابق وہ بہاں سے کسی نائٹ کلب کی  
درفت گیا ہے ۔“

” ہوں۔ دیے اب مجھے نوری کا سختی سے نوش بینا پڑے گا۔ نائٹ کلب اور شرک  
سے چکر میں پا کر کہ کسی دن دشمنوں کے سچے چڑھا گیا تو وہ اس سے بہارا سب اڑا گکا  
سکتے ہیں ۔“ — عمران کے بیچے میں نہیں کی تھیک سختی۔ بیک زیر دھماکش روشنہ نارا۔ ظاہر  
ہے کیا جواب دیتا۔

” زوراتوری کو فون کر دیں۔ اس سے بات کرنا چاہتا ہوں ۔“ — عمران نے  
بیک زیر دھکم دیا۔ اور بیک زیر دھمنے خاموشی سے ٹیکھوں کا یوراٹھا کر نہبر  
ڈائیں کرنا شروع کر دیئے۔ چند لمحے تک سختی بھی رہی۔ ریسیدنڈ بہ مردان کے  
پاس نکا۔

” بھر ریسیدنڈ اٹھایا گیا۔  
— بیلو ۔ اکن کے پیٹ میں در دھماکے اس دقت ۔“ — نوری کی خواہیں

ہمیران جیسے ہی آپریشن ردہ میں ہنچا۔ بیک زیر دھم باز طور پر کسی سے  
اٹھ کھڑا ہوا۔

” بھیوٹا ہر ۔“ — عمران سے سنبھیگی سے کہا۔  
اور بیک زیر دھماکشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران پر اس دقت گھری  
سنبھیگ طاری تھی۔

” ظاہر ہیں بری طبع چوٹ ہوتی ہے۔ بیک زیر دھم اباسٹی اتھے سے نکل گئی  
ہے۔ نبڑ دا نشل پر چل رہا۔ ظاہر ہے۔ اب یہ عمارت ہمروں کی نظر میں آگئی ہے  
نہیں، جزو تر بری طبع تھی ہے ۔“

” ہدائقی بارا ہے۔ عمران صاحب۔ دیے کیا آپ ادام اباسٹی سے کہہ سو  
کر سکتے ہے ۔“

” میں نے اسے ایسا نشانہ چکر رکھا۔ کردہ تو سب کچھ بتانے کے لیے تیار ہو گئی  
تھی۔ مگر میں موقع پر کم بجت سینیج پیٹ آن پکا۔ اور پھر سچے ریشن ایسی بنی کر کہ ادام  
مجھ اتھر سے نکل گئی ہے ۔“

” بیک زیر دھم کے کوئی جواب نہ دی۔ بلکہ وہ محی گھری سوچ میں پڑ گیا۔ بھر جانک  
چرکا۔

"لیں سرہ۔"

جب اس نے میک اپ کیا جو تھا اس وقت اس کا حلیہ کیا تھا۔ اور پھر تو نیرے عدید تفصیل سے بیان کر دیا۔ اور عمران کے چہرے پر حلیہ سن کر حیرت کے تاثرات چاہ گئے۔

"میک اپ آتا نے کے بعد اس کا کیا حلیہ تھا۔" — عمران نے پوچھا۔

اور تو نیرے درسرا حلیہ بھی تفصیل سے بتا دیا۔

"تمہیں اس کی کارکنیوں کا دیکھا گیا ہے؟"

"فسر۔ میں نے فرمے میں اس طرف دیکھا ہی نہیں دیکھا۔" — تو نیرے کا لہجہ مذکور طلب تھا۔

"ہوں۔" — عمران نے پہنچا بھرا۔

"اکد کوئی پیروز جو تم نے پرپڑ دیتا ہو۔" — عمران نے منعٹ کو سوچتے ہوئے پوچھا۔

"فسر! الیس کرنی بات نہیں۔ آ۔ آ۔ ادھ سرمن ایک بات بتانی بھول گیا۔ وہ جاپانی رُڈ کی گھوسمیں لڑاکی ہوتی جب ایک جگہ جگہ کری اور پھر جیاگ کنکی تو اس کی انگلی سے ایک انگوٹھی دی گئی۔"

"پھر جلدی بتاؤ۔ کیا تم نے انگوٹھی اٹھا۔" — عمران کے ہمراہ پروجش کے انتشار شدت سے غایل تھے۔

"میں سر اس وقت بیوی وہ انگوٹھی میرے کوٹ کی جیب میں ہے۔"

"ادھ۔ ویری گڑا تو نیرا اس انگوٹھی کی وجہ سے تمہیں معاف کیا جاتا ہے۔ درد آئی میں نے تمہیں محنت سزا دینے کا فیصلہ کیا تھا۔ آئندہ تم نائک کب دفعہ کے پھر میں پڑتے تو نہیں اپنا حشرت دم کہک یاد رہے گا؟"

آزاد سناٹی دی۔ جس میں جنملا ہست بھی صاف نہیں تھی۔

"اکیش۔" — عمران نے غرائب ہوئے پھرالی آزاد میں کہا۔

"یس۔ س۔ س۔ سر۔" — دوسرا طرف سے تو نیرے کی بھکلاتی ہوئی آزاد سناٹی دی۔ اب اس کی آزادی میں جنملا ہست اور پھر اسی کی بھائے غفت اور پوکھلا ہست کا غصہ شامل تھا۔

"کیا کردے ہے تھے۔" — عمران نے گھری سنجیوگی سے کہا۔

"س۔ س۔ سر۔ بنا تھا سر۔" — تو نیرا بھی نکل اپنے اور قابو پر ساٹھا۔

"میک دس وقت پہنچتے تھے۔" — عمران کے لہجے تھیں تھی۔

"آدھا گھنٹہ پہنچتے سر۔" — تو نیرے نے جعل دیا۔

"والٹن منزل سے جانے کے بعد اسک کہاں ہے؟"

"سر ایک محالے میں الجھیا تھا۔" — تو نیرے کی آزادی میں الکل سی لرزش تھی۔

"کی نائیک کب میں۔" — عمران نے طنزی یہ بھی پوچھا۔

"نوسریں نائیک بھر ہرگز نہیں گی۔"

"پھر کہاں تھے۔" — عمران کا لہجہ انہتی تھی تھا۔

"سر ایک جا تھا۔" — سر ایک راتھا، اگر راتے میں۔" — اور پھر تو نیرے

اپنے ساتھ پہنچنے آئے والا حمام والتم تفصیل سے نادرا۔

"کیا تم پچ کہرے ہو۔" — اب عمران کے لہجے میں قدرتے جیت تھی۔

"میں سر میں بالکل میچ کہہ رہا ہوں۔"

"وہ کوئی کہاں ہے؟"

"سر کنٹری کلب روڈ کی ذیلی سڑک پر۔"

"کیا وہ محنت جاپانی تھی؟"

" حقیق یونسِ حی آئندہ خیالِ رکھوں گا۔"

" بیک ہے۔ میں عمران کا بھی تبارے پاس پہنچ دہ جوں تم یہ انکوٹھی لے رے دینا اور جب تک عمران نہ آئے تم نے اس انکوٹھی کی خاص طور پر حفاظت کرنی ہے۔"

" بہتر سر" — تو نوری نے جواب دیا اور عمران نے رسپر رکھ دیا۔

" دری گڑھ طاہر لطف اسگی۔ آج تو نوری نے دسر کا رنامہ سرا ناجم دیا ہے۔ اور پھر اس نے بیک زیر و کوت حمام اپنے سارا دیا۔

" تو کیا دہ دادام بآشی تھی" — بیک زیر دنیہت سے جرت سے بچا۔

" اس طاریز و بھی اداوم بآشی تھی۔ جن کیکڑی سے نکل ہیاں تھی تیزیر کی پلپڑ میں ہے کہ وہ مژا نسیہ پر کسی کو بتا رہی تھی" — کر خفیہ فائل — کے فولو انکوٹھی میں نہ رہیں اور وہ انکوٹھی اب تو نیکے قبضہ میں ہے۔ اگر واقعی وہ بھی انکوٹھی ہے۔ تو اس کا مطلب دادام بآشی کی تمام منف اکارت گئی۔ اور اس کا مشن بھی فیل ہو گیا" ۔

" اگر ایسا ہے تو پھر لطف اگلا۔ یہ تو قدرت کی طرف سے فیضی الحاد ہے۔"

" اس میں تو نوری کے پاس بارٹا ہوں۔ میں انکوٹھی سے کردبارہ آؤں گا تھیچکنا رہنا کہیں مجرم دوبارہ واشن مذل پر جائز کر دیں" ۔

" اد کے سر میں خیال رکھوں گا" — بیک زیر دنیہت جواب دیا اور عمران تیزیر

قدم اٹھاتا ہوا کمرو سے باہر نکل گیا۔

مادام بآشی تیزی سے کار دڑھائی ہوئی اپنے اڈے کی طرف بارہی تھی۔

وہ سچ رہی تھی کہ بخانے کے کم بخت موڑ سائکل والا کھاں سے آگئی۔ اس نے اس کا ایک آدمی بھی پلاک کر دیا تھا۔ اور پھر اس سے مزید اجھے میں دلت خانع کرنے کی بجائے خلار بوجا ہمازیارہ مناسب بھاگا۔ درستہ تو بلے در بیان کی طرح پھر پہنچی تھا۔ اس نے منت سروکوس پر کار گھا کر تھا قاب کا اذانہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن پھر وہ یہ دیکھ کر مٹمن بھگتی کر اس کا تھا قاب نہیں ہو گیا۔ اس کی کار چلت سر کوں پر دوڑتی رکھا اور پھر بانی عویں کے تریب جا کر رک گئی۔ دادام بآشی کار سے اتری۔ اور تیزیر تیز قدم اٹھاتی ہوئی اس

دریان عویں میں داخل ہو گئی۔ اور پھر منت کر دیں سے گرد تیزی ہوئی دہ ایک محبوث سے کرے میں آتی۔ اس سے جیب سے ایک لایٹ ٹھکالا۔ اور پھر سامنے والی دیوار میں لگن ہوئی۔ ایک پھوٹی کی کیل کے بسکر پلاسٹر کا شطر مکونڈ کر دیا۔ ایک کھکا ہوا۔ اور کر کے کوئی کافر شش بہت گی۔ دادام نے لٹھر بھاگ دیا اور نیزیتے اترنے لگی۔ آذنیا پڑھی پر پیچ کر اس نے پا تھر بڑھا کر بائیں طرف والی دیوار پر کھا۔ ایک میں آن کر دیا۔ بن آن ہوتے ہی دہاں ایک کوک کی تیز رد شنی پھیل گئی۔ جہاں پیڑھیاں فتح ہوئی تھیں۔

اس کے سامنے ایک ٹھوس دیوار تھی۔ اس دیوار کی سائیڈ پر بگی جوئی ایک پھوٹی کیل پر اس نے دوبارہ تیز کا شعلہ دلا۔ دیوار درمیان سے علیحدہ ہو گئی۔ اب دیاں

ایک چوتا سادر دوازہ موجو بدنگا۔ در داڑسے کے دوسرا طرف ایک بھی سی گیری تھی جو کرکے آزاد سنائی دی۔

نمبر این — فرما کارے کے کل پانچ نام بپھاڑ۔ اور دا ان آپریشن روم کی تلاشی لو۔ اگر داں تھیں کوئی انگوٹھی ملے تو اسے کر میسے پاس نورا پسخپڑا۔

”کب قسم کی انگوٹھی مادام“ — دوسرا طرف سے جیرت سے پوچھا گیا۔

”شتاپ میکے باس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں تھیں انگوٹھیوں کی تھیں بتائی رہوں۔ جلدی داں پہنچ اور“

”اد۔ کے مادام میں جا رہا ہوں۔ اور“ — دوسرا طرف سے بکھلانی ہوئی آوارہ سائی۔

”اد و رائیڈ آں“ — ادام نے ٹانسیڑے کے ہن آن کر دیے اور پھر وہ کہے میں شہنے گوں۔ اس کے چہ سدر پر کہونی جوش کے اور کبھی بایرسی کے آثار چاہاتے چند ہی لمحے گرد رے تھے کہ کرسے میں ایک الکٹی کی سیستہ گریختے گی۔ اس نے پہک کر ٹرانسیپٹر کا ہن آن کر دیا۔

”مادام بآشی اسپیکنگ اور“ — جھکل بیک کی سی خراہٹ اس کے ملنے نہیں۔

”مادام بآشی دس ایڈیڈ اور“ — دوسرا طرف سے آزاد نا۔

”کیا بات ہے۔ اعد“ — مادام بآشی کی غراہٹ کم ہوئے کہ کہائے اور پھر ہگتی شایدہ اس وقت اپنی سمجھتے کہ روہل کے موپر شدید غصے میں تھی۔

”مادام کیا آپ کا تعاقب کی مرٹ سائیکل سوراۓ کیا تھا۔ اور“ — اور مادام بھری طرح چونک پڑی۔

”تھیں کیسے پتہ چلا“ — اس نے تیزی سے پوچھا۔

نمبر این سے کم محدود درشن تھی، وہ تیزی سے گئی میں چکنی رہی۔ پھر ایک بہت بڑے رہے کے مکبوط دروازے میں لگا ہوا ایک چھوٹا سا بیب جلا اور دروازہ کھل گیا۔ اندر گہرا اندر ہمچاہی بڑا تھا۔ اس نے اتحہ بڑھا کر کوئی پورہ پڑا ایک ہن ان کیا۔ اور کروڑ درشن ہو گیا۔ یہ اس کا انہیں کوئا تھا۔ ہر جزو اپنی جگہ پر جیک شاک تھی وہ سامنے رکھے ہوئے صوف پر دھم سے بیٹھ گئی۔ جیسے ایک طولی مسافت ملے کر کے آئی ہو لے اخینا تھا کہ دا پتا من بنکل سکا کیا ہے۔ اور پھر اس نے انگلی سے انگوٹھی اتارنے کیے اس پر باندھ دھرا اور پھر ہوں اچھل۔ جیسے داں انگل کی بیجاءے اس کا ہاتھ کسی سانپ سے بکھا گیا ہو۔ دہ رکھلا کر انپنی انگلی روکیے گئی، میکن انگلی میں انگوٹھی کا نام دنshan بھی نہیں تھا۔ وہ کن کرہے رکھی اور پھر اس نے دیلوں اپنا سر کپڑا لیا۔ جیسے اتنے آپ کو پہنچی سے کچانا چاہتی ہو۔ انتباہ مالیسی کے عالم میں وہ دوبارہ صوف پر بیٹھ گئی۔

”کیا اس کی تمام محنت اکارت گئی؟“

”اس کا ذہن پیچ اٹھا تھا۔“ — انگوٹھی کہاں گئی ہے؟

اس نے تدریسے بھل کر سونچا شروع کر دیا۔ جب وہ مادام بآشی کو پوری دسے رہی تھی تب دا انگوٹھی اس کی انگلی میں موجود تھی۔ تو پھر کہاں گری اور جانکی اس کے ذہن میں جما کا ہوا۔ اداۓ لیعن ہو گی کہ اس بکھت موڑنگی سوارے لڑائی کے دریان انگوٹھی دہیں کھکھ میں گز گئی ہو گی۔ اس نے پہک کر ٹرانسیپٹر اماری سے نکلا اور پھر تیزی سے اس نے ہن آن کرنے شروع کر دی۔ چند لمحوں کی کوشش کے بعد رابطہ قائم ہو گیا۔

”مادام بآشی اسپیکنگ اور“ — مادام نے غرفتے ہوئے کہا۔

”میں نمبر این دس ایڈیڈ اور“ — دوسرا طرف سے ایک مردانہ

"ایم بی تھری نے پرانٹ فائرنے سے مجھے کال کیا تھا۔ وہ بتاری پھسیں کہ اہمیں اورر"

نے دھان سے آپ کی کار بکھتے دیکھتی اور پھر آپ کے بھگتے ہی تھری دیر جلد ایک موڑ سائیکل سوار ہجھی آپ کے پیچے گیا تھا۔ اورر"۔

"او۔ کے نادام میں اب تک بپری کو کوشش کر رہی ہوں لیکن بخاتے کیا ہاتھے ہے

سر را ہیں تاکہ میں ہوں۔ اورر"

"بھر پور کو کوشش کریں اور جلد از جلد اورر"

"او۔ کے نادام"

"او۔ اینڈاک"

"نادام باساشی نے کہا اور پھر زانیزیر کی فریبونسی تبدیل کرنے

نامام حاصل نہ دیا۔

"ایم بی تھری نے دھان کسی انگوٹھی کا بھی ذکر کیا تھا۔ کیا اسے کسکھے سے کوئی ہجھا گھی۔  
پسند ہوں بعد دسری طرف سے رابطہ قائم ہو گیا۔

ٹھری اورر"

"نادام —— اب انہیں ذکر نہیں کیا۔ کیوں کیا ہاتھے ہے۔ آہ۔ کر کہا۔

کوچ پریشان نکلتی ہیں۔ اورر"

"نادام باساشی دس اینڈا اورر" —— دسری طرف سے آمازائی۔

"تو پھر جو چہ بھرگی۔ وہ انگوٹھی جس میں خفیہ فناں کے فروختے۔ دیں گرگئی۔ دھلیقینا۔

اسن موڑ سائیکل سوار کے بھتے چڑھ گئی ہو گی اورر"

نادام باساشی نے خنے سے دانت پیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو بے اہوا نادام دیے ایک کیسے ہے۔ ایم بی تھری کو موڑ سائیکل کے نمبر معلوم ہیں اورر"

او۔ اس انگوٹھی میں خیس فروڑتھے۔ وہ انگوٹھی دیں گرگئی تھی۔ اسن موڑ سائیکل

کی کہانی معلوم ہیں۔ اد شکری کوئی نہ تو ملائیں اسن موڑ سائیکل سوار کی قبر سے کافر کیا تھا اورر"

بھی انگوٹھی بخواہیں گی۔ کیا بخوبیں۔ اس کے اورر"

"کے۔ ایم اسے ایمان نہ ہوں۔ نادام ٹٹ —— دسری طرف سے جواب آیا۔

"او۔ کے اب آپ نے اپنے منش کے متھق کیا سوچا ہے۔ اورر"

"نادام میں فرد پریشان ہوں کر کیا کردن۔ اورر"

"آپ نے اپنامہ ہر صورت میں پوچھا کرتا ہے۔ اس کے بیے کوئی طریقہ سوچا ہوں

"یہ تو مجھے معلوم نہیں آپ ایم۔ بی تھری سے پوچھ کتھی اورر"

"ٹھیک ہے میں اسے کال کرتی ہوں۔ نادام آپ کا من ابھی تک اورہا ہے۔

آپ براہ مرہانی اپنے منش پر پوچھا زور دیں۔ میں جلد از جلد عراں کی لاش دیکھنا چاہتی ہوں

کام ہے۔ بہر حال کام جدی ہو جانا چاہیے۔ اور دوڑ۔

”او۔ کے مادام میں دوبارہ کوشش کرتی ہوں۔ اور دوڑ۔“

”خوب نہ ہو۔ اور رائینڈ آک۔“ مادام نے فرانسیسی کا ہٹ آن کروایا۔

”کے۔ ایم۔ اسے الین ٹوڈون۔“ مادام باساسی نے پوری بڑاتے ہوئے کہا۔ اب اس کا پتہ صحیح ہی چل سکتا ہے۔ پلوچنڈ گھنٹے کی بات ہے۔ کوئی تکمیر تو رہ۔ دردناک انھیں رخا اور پھر کرہا کیا۔ بار پھر سینی کی آواز سے گھنٹے اٹھا۔ مادام نے فرانسیسی آن کر دیا۔

”مادام باساسی اسپینگن۔ اور دو۔“

”فمبر الین دس اینڈ اور دو۔“

”درستی طرف سے آٹارا تی۔“

”رپورٹ۔“ مادام نے فرلتے ہوئے کہا۔

”مادام پہاں کرنی الگریٹی پھیں۔ البتہ ساؤنڈ پر دوت کرے میں ایک لاش موجود ہے اور۔“

”ٹھیک ہے۔ لوش کو دہان سے اٹھا کر کسی اور جگہ پہنچ دو۔ اور سفرا یک نمبر ٹوٹ کر د۔ کے۔ ایم۔ اسے الین ٹوڈون۔ صحیح رجسٹریشن اسٹر کھلتے ہی اس نمبر کے ماہک کا پتہ کر کے مجھے روپیٹ دو۔ اور دو۔“

”او۔ کے مادام۔“

”مادام نے کہا۔ اور فرانسیسی بند کر دیا۔

تغیر پر سیور رکھ رہا تھا۔ اور پھر وہ اتنے کوٹ کی طرف بڑھا۔ وہ کوٹ کی بیب

میں الگریٹی کی سر جو دگی کا لقین کر دینا چاہتا تھا۔ الگریٹی دہان موجود تھی۔ اس نے الگریٹی کا بندوڑ دکھننا متذووع کر دیا۔ بظاہر قریب ایک سارہ سکی لیٹنی رنگ ملum ہوتی تھی۔ لیکن بندوڑ دیکھنے پر اسے محسوس ہوا کہ اس نے ساخت کچھ عجیب کی ہے۔ بہر حال اس نے اس پر زیاد توجہ کرنا مناسب نہیں بھیجا۔ اور دوبارہ اسے کوٹ کی بیب

میں ٹال دیا۔ اب وہ گون پہن کر کرکسی پر میٹھا عمران کا انتقام کر رہا تھا۔ نیندست ”ٹھیک ہے۔ لوش کو دہان سے اٹھا کر کسی اور جگہ پہنچ دو۔ اور سفرا یک نمبر ٹوٹ کر د۔ کے۔ ایم۔ اسے الین ٹوڈون۔ صحیح رجسٹریشن اسٹر کھلتے ہی اس نمبر کے ماہک کا پتہ کر کے مجھے روپیٹ دو۔ اور دو۔“

”او۔ کے۔ اس دقت کو کوئی رہا تھا۔ جب اس نے نام کلپ جانے کا لارہ نیا تھا۔ خدا، جو وہ پھر میں بھیس گئی۔ لکھا اچھا ہوتا اگر وہ نعمتی کی طرح سیدھا عطا یہ پہنچتے

دراب سب مخفیوں سے آناد گرم استبر میں نیڈ کے مزے لے رہا تھا۔ صحیح حالت تو والی تھی۔ تھوڑی دیر بعد کمال بیل کی پرندوں کا دارا دار گوئی۔ اس نے کھوڑے سے غصہ ہے۔

لہجہ گرانی اور پھر دراں، کھول کر ایک طرف ہو گیا۔

آئے والا حسپہ ترقع عمران ہی تھا۔

”السلام دیکھیں ہیا تغیر۔ شاد رات سے گزرے۔“ عمران نے اندر داخل

ہستے ہوئے اُنک لگائی۔

”لعتت سے اس رات پر خواہ مخاہ کی مصیبت میں چپنس گیا۔“ تنویر نے دروازہ بند کرتے ہوئے غصے سے کہا۔

”کیوں کیا ہوا کیا پیٹ میں مردڑ ہوتا رہا۔ مرغ مسلک سہم نہیں ہوا ہوگا۔“

مران نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا۔ اب وہ ایک کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

”تم جب بھی سوچ گے غلط سودگے۔ تم وہ انگوٹھی لوادچلتے پھر تے لفڑا۔“ تنویر نے منڈپا ٹھیک ہوئے کہا۔

مران کرسے میں اٹھ کر مٹیے کا۔ تنویر حیرت سے مران کو دیکھ رہا تھا۔ جو خاموشی سے شبل رہتا تھا۔

”کیا کہ ہے جوت“ اس نے جوت سے پوچھا۔

”کمال ہے تم بھی بالکل چند دفعہ ہو۔ پہنچنے سے بھرتے نظر آ۔ اور اب چکر میں چل پھر رہا ہوں تو غدی پر چمنے لگے کیا کردے ہو۔“ مران نے چھپلا ہٹ کے آثار چھپ کر پھایا کرتے ہوئے کہا۔ اور تنویر بے احتیاط ہس پڑا۔

”تم بنس رہے ہو۔“ مران کے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”کیوں کیا ہنسنا جرم ہے۔“ تنویر کو پھر فضٹ آیا۔

”ارے اسے ناراض کیوں ہوتے ہو۔ میں تو اس سیلے کب رہا تھا۔ کہ ایک شام کا شرہ سے۔“

غم بھی گذشتی ہے غوشی بھی گذشتی

کغم کا خیار کر گزرسے تو غم نہ ہو!

ویکھا کیا چکر دیا ہے۔ مجھے تنویر شام بھی کوئی بہت بڑا جاہوس معلوم ہوتا ہے۔

”تم نے انگوٹھی لینی ہے یا نہیں۔“ آٹھ تنویر تنگ اکر لبلا۔

”کیوں یا مٹکی کروانے کا خالی ہے۔“ مران نے کہا۔

”لیکن تنویر نے کوئی حباب تر دیا اور خاموشی سے اٹھ کر کوت کی بیب سے انگوٹھی کھا کی اور مران کے ٹھپر کر کر دی۔ مران نے ایک لمحے کے لیے انگوٹھی کو بغدر دیجتا اور کوت کی اندر دنی جیب میں رکھ لیا۔“

”جاستے ہوئے انگوٹھی کس کی ہے۔“

”کس کی ہے۔ اسی بد ذات چاہانی لڑکی کی ہے۔“

”ارے اسے کیوں اسے گالیاں دے رہے ہو۔ غصب خدا کا۔ ایکسٹر کرتے چلاتے کچا جائے گا۔“ مران نے اپنے گال پیٹھے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔“ تنویر مران کی اسی ایکنگل پر بکھرا گیا۔

”ارے تم نہیں جانتے۔ یہ بچاپن لڑکی ایکسوکی محبوبہ دلتواز ہے اور ایکسوٹنے

یہ انگوٹھی اسے طور نشانی دی تھی۔“ مران نے انتہائی سمجھکر سے کہا۔

”کہاں مت کر دی۔ ایکسوٹنڈگ ہر کبھی محبوہ دغیرہ نہیں پال سکتا۔ وہ تو ایکسٹر پھر سے تھر۔“ تنویر یہ ضعیوف بھیجیں کہا۔

”کبھی بھی پھر تو بھی جونک گگ بات ہے پیارے بھائی۔“ مران نے

دلیل دی۔

”بہر حال وہ جو کم تم ہو سکتے ہو۔ کوئی لڑکی نہیں۔“ تنویر بھی شام

ماڑ کے موڑیں اٹگیا۔

”ارے تم پوچھ سیں تو ہو۔ خواہ مخاہ سہی بنس جمل کر رہا ہے۔ جو کم تو

میونٹ ہوئی ہے۔ اور یہی میونٹ کیسے ہو سکتا ہوں۔“

”میخت تھوڑے ہو۔“ تنویر نے بھرپور چوت کی۔ اور مران لفیں جھاک کر رہ گیا۔

اس کے تمام حقوق تو جیسا ناقص را فرکر کے نام محفوظ ہیں۔ عمران نے  
چوتاب دیا۔

جو یاد کا نام سیکر سا میت لو۔ اور تم بھی اب دفعہ کو جاؤ۔ میں سونا چاہتا  
ہوں۔ تنویر کا موڈ نجایے گیوں اچانک گبڑ گئی۔

اچھا چلو اس کا نام نہ ہی دوسرا ہے ہی بھی گرائپ دائر۔ ڈسٹلڈ دائر  
اور اور۔ عمران شاید تنویر کا چھپا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔

اب تم جاؤ گے یا میں قبیل دھنکے دے کر باہر کاواں۔ تنویر اچانک  
بہری طرح گبڑ گئی۔ شامکہ نیند نے دو گردیا تھا۔

جانا ہوں بابا جاتا ہوں۔ تم تو ہاتھ پائی پر اڑتا ہے۔ دیسے صورت سے تو  
شریعت آدمی گئے ہو۔ عمران نے کہا اور تنویر اس کی طرف جھپٹ پڑا۔  
مگر پھر اسے رک جانا پڑا۔ کیونکہ عمران پاک جھپٹے ہی کھسکے دے باہر چل گیا تھا۔  
تنویر نے ایک طریق سافنس لیتے ہوئے دو دوازہ بند کر دیا۔ اور پھر طربڑا یا۔

خس کم جیاں پاک۔

پھر اس نے ستر پر ڈھیر ہوتے میں دیر نہیں کی۔ چند لمحے بعد زور شور  
سے خراش لے رہا تھا۔

ہمیں کیا کہہ سکتے ہوں مادام۔ آپ ہر حال جو ہر ہنس ہیں دی کریں۔  
نظر ناک شکل والے تو قوی ہیں کل مردستہ مود باد انداز میں کہا۔

”پر تو ٹھیک ہے۔ غیر ضروری۔ لیکن ہمیں ہر حال اپنے ٹھیک ہیں کہ میں بہناء  
س اسی الہمن میں ہوں کہ اس کے لیے کیا پر وکار سوچا جائے۔“  
مادام بساشی نے موٹھے کی پشت سے نیک لگاتے ہوئے کہا۔ اس کی  
 بصیرت آنکھوں میں الجھیں تیری ہیں۔

”میسکد خیال میں ددبارہ وزارت دفاع کے دفتر پر چھٹھائی کی جائے۔“  
برحقی نے پکھ دیا ہوئے کے لہجے نہیں کی۔

”لیکن یہ بھارے خیال میں ہر ہنس ہیں ہو گا۔ اب پہلے جملے کے بعد دہاں اس  
حفلہت کے لیے دسیع انتخامت کئے گئے ہوں گے۔ اور دس ماہوں کتابے  
انقدر دہاں سے نکال کر کی اور خوب جگر کر کوئی ہو۔“

”چہر آپ بھی کچھ سوچیں۔ میرا دامغ تو کام نہیں کرتا۔“

”ایک صورت ہو سکتی ہے کہ کسی طرح عمران سے دھرم منزد جسے کہا  
حال یہ قحط سے کردا فلم عمران نے نکال دیتی۔“ دام نے اپنے چوبی کو  
ہانس لاتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیا پتہ مادام۔ عمران نے دنیم صانع کر دی ہو۔ یا ہو سکتا ہے کہہ فلم اس اس نے پھر تی سے ایک اماری کھولی اور اس میں رکھا ہوا ٹرانسیور ایکریزیر نے دنیارت ندیع کو بیج دی ہو۔" لیکن ان دونوں باتوں کا امکان کم ہے۔ پہلاً بن دباد۔ بات تو یہ کہ عمران کو اس فلم کے خالق کرنے کے کوئی ذمہ نہیں ہو سکتا۔ دوسرا بات یہ کہ میری معلومات کے مطابق دنیارت ندیع کو ہتھ زدہ دیا گیا ہے کہ حل آور نقشہ مغل کی آواز اپھری۔

کرنے میں تکام رہے ہیں۔ اس لیے اس نظر کا پس کرنا تو بے معنی سی بات ہے۔ "مادام بآسانی دس اپنے تاریخ۔" مادام بآسانی نے سنبھال لے چکا۔

میرقری نے صرف سر ٹھاڈ دینے پا کتفا کیا۔

"تھیک یہ۔ تو مجھے عمران کو گرفتار کیا جائے۔ اور میراں پر تشدید کر کے فلم کا پتہ۔" مادام بآسانی اپنے پردگرام ہے۔ اور بھر کیا جائے۔" مادام بآسانی نے فیصلہ کرنے ہوئے کہا۔

"مادام۔" میرقری نے جواب دیا۔

"او۔ کے مادام۔" میرقری نے جواب دیا۔

اس پر تشدید کر کے اس فلم کا پتہ چلایا جائے۔ اس کے بعد میں نے اپنے تمام کارکن میں اپنے گروہ کے تمام آدمیوں کو اس کی تلاش پر لگا دی۔ جیسا کہیں بھی وہی عمران کی تلاش میں ملکا ہے۔ اور۔" ایک دفعہ ہبہاں آگئی تو بھروسہ غیر فلم کا پتہ تباہی۔" تھیک ہے۔ بھروسہ اپنے اور میراں ایک ہو گیا۔ میکے سبی خام کا کرن عمران کی تلاش میں ہیں۔ لیکن آپ مجھے اپنے کمک میں تھوڑی سی تحریک کرنی پڑے گی کہ عمران کو تلقن مادام کے انتہی ہی میرقری بھی کرسی سے اٹھ کر ہذا ہوا۔

"بہتر مادام۔ میں ابھی تمام کارکنوں کو اس کام پر لگا دیتا ہوں۔" نہیں۔

باقی اوقات عمران فلم کا پتہ دینے سے پہلے قتل ہو گیا تو مجھے اپنے مش کیل کے پیغام میں مدد باز طور پر سمجھا کرتے ہوئے کہا۔

میرقری نے مود باز طور پر سمجھا کرتے ہوئے کہا۔

اور بھروسہ کے سے ہا بر جائیکی۔ مادام بآسانی نے میرقری کے جانکار بعد دروازہ بند کیا۔ اور خود تنگ تھکے انداز میں کرسی پر میھر بھوکی۔ اس کا ذہن تھا الجھا ہوا تھا۔ اسے بہت کامیاب تھی کہ عمران گرفتار ہو جائے کہ۔ کیونکہ عمران کے ٹانگ کو اپھی طرح بھوکھی تھی۔ لیکن ہبھال کر کشش کر دیکھنے میں کی وجہ ہے۔ ابھی ہ سچ رہی تھی کہ کہہ ایک بھلی سینی کی آواز سے گونج اٹھا۔ مادام چونک پڑی۔ اور میں اتنا تھا دن تو کر سکتی ہیں۔ اور۔"



"او، پہکے اور وہ بیند آں" — دوسری طرف سے آؤندا تھی اور مادام باسٹری نے  
ٹرانسپیر کا ہبہ کر دیا۔ اب اس کے ذمہ سے کافی بوجہ بدلنا ہو گیا تھا۔ بیوک کو اسے علم تھا  
کہ اگر سیرے کا رکن عمران کو شہزادے کو تھہر سکتا ہے۔ ہم۔ لیے دن کے کارکن اسے پالیں  
اس کا مقصد بہر حال پورا ہو جائے گا۔

"کون ہوتا ہوگ اور کیوں میرے غیث میں گس آتے ہو" — اس نے سنت  
لہجے میں پوچھا۔  
اپنے ہاتھ اور پکڑو صستر۔ جا سے روی الورڈس پر سائینس موجود ہیں اور ہیں قتل پر  
کرنے انکوں نہیں ہو گا۔ — اسی میں سے ایک نقاب پوش نے ٹھاکر کہا۔  
تو نوری نے عایضت اسی میں گھبی کری الحال ہاتھ اٹھائیے جائیں۔

"ٹھیک ہے اس کسی پر جیٹھے جاؤ" — اسی نقاب پوش نے حکم دیا۔  
— نیکن تم چاہئے کیا ہو، — تو نوری نے کری پر جیٹھے ہوئے مجھنگا کر کہا۔  
— اب ہم تھیں یہ ہمی بتایا جائے گا۔ — نقاب پوش نے جواب دیا۔ اور پھر وہ عورت  
آگے بڑھی، اس نے جیب سے ایک پتچی خاص تائیوں کی سنت ریٹھے والی رسمی کاٹا۔ اور  
پھر تو نوری کو روی الورڈس کے زندہ سے کری سے جھوٹلی سے ہاندہ دیا گیا۔ اس سے پہلے  
اس کا الگیاں پچک کی گئیں اور پھر اس کی الگی کے ناخن سے لگا ہوا تین بیندیں آندازیا گیا۔ تو نوری  
عمران خاک کا نہیں اس بندی کا کیسے پڑے جاؤ۔

"اب تم پہنچ کر طبع ریساں نہیں کاٹ سکو گے مسٹر موڑس ایگل سوار" — عورت  
نے سکراتے ہوئے کہا اور پھر اپنے چہرے کے سوچے سے بترے اور دیکھ کر بھری طرح چمک پڑا۔ یہ جاپانی صورت تھی جس کی  
اگھوٹی دھانٹا یا تھا۔

"تم" — تو نوری نے حیرت سے پوچھا۔  
"ماں قہار سے موڑس ایگل کے نہروں نے تمہارا پتہ بدلانے میں مدد کرے:  
— پھر اس کیا ہتھی ہو" — تو نوری نے صرد پیچے میں پوچھا۔  
"مادام سے تیز سے بات کر دو دردہ" — اچاک ان میں سے ایک نقاب پوش  
نے خلتی ہوئے اسے ٹھانٹا۔ اور تو نوری ناگواری سے سر ٹھا کر رہ گی۔

گیارہ کانچ پچھے تھے، لیکن تو نوری اسی سبک بستہ میں تھا۔ وہ ساری رات جا گئے کی وجہ  
سے اپنی بندید پوری کر سکا تھا۔ اور پھر آج اس کے ذمے کوئی کام نہیں تھیں  
تھا۔ اس سیلے اس نے بستہ میں رہننا زیادہ مناسب سمجھا۔ پھر اپنے بک کاں بیل کی آواز  
سے کر اس کا الگیں کھل گئیں۔ وہ ایک لمحے تک بستہ پڑ پڑا۔ لیکن جب دوسرا  
بک کا بیل کی پر ٹوٹو۔ آواز کمرے میں گوشی توڑے پھر تو سے بستے اٹھ کر اہوا۔ اس نے  
پاس پڑی ہوئی کرسی پر سے سلینیاں گون اٹھا کر پہن اور پھر دروازے کی دشت  
بردھ گیکی۔ پھر اس نے دروازے کی چینچی گردادی۔ لیکن پھر اسے اپنل کر پہنچے ٹانٹا پلا  
دن نقاب پوش ہاتھ میں روی الور لئے اور دراٹھل ہو گئے۔ ان دروں کے پچھے اکیان  
نقاب پوش تھا۔ لیکن تو نوری بہی نظریں ہی پہچان گیا کہ یہ کوئی عورت ہے۔ عورت نے  
اندر دراٹھل ہو کر دروازے بند کر کے چینچی ڈھنڈا۔  
تو نوری اس اچانک صورت حال سے گھبرا گیا تھا۔ لیکن جلد ہی دہ سنپل گیا۔

”تمہارا نام کیا ہے؟“ — مادام بساشی نے پہلا سوال کیا۔

”تمہارا بچپنا غافل ہے، بیوکر جہاں سے میرے موڑ رہا تھا کہ میرا پتہ پڑھا ہوگا، دا ان سے میں میرا نام بھی معلوم ہو گیا ہوگا۔“ — تویر نے لٹک لیجھ میں کہا۔

”ذہین آدمی ہو،“ — مادام بساشی نے تھیس آئری لیجھ میں کہا۔

”تم اپنے طلب بیان کردار جاؤ، میرے پاس تمہاری تعریف سننے کے لئے بالکل وقت نہیں ہے۔“ — تویر نے لاپرداہی دکھائی۔

”مسٹر تویر اگھوٹھی کی بھائی ہے،“ — مادام بساشی نے اپنکے سوال کیا۔

”اگھوٹھی؟“ — تویر یکدم چونکا، پروردہ سے مجھ سے پھرست کے آثار پیدا کر رہے۔

”کون سے اگھوٹھی؟“

”دیکھ جاڑی تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے، اس نے تمہیں جاڑی اگھوٹھی والپس ساکھ ایک پہاڑ سے گاہ کی بھیں بادا دیا۔ تویر کی اسکھوں سے ابھن خایاں ہونے میں کیونکہ وہ اس کا دیکھا گیا تھا اسکا استعمال الجھی طرح جاتا تھا۔ نقاب پوش نے آجے بڑھ کر تویر کے بازدھ سے گون اور بوشرٹ ایک جیسے سے آتا دی۔ اب اس کا باذخاڑا تھا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے مادام کی طرف دیکھا اور مادام سرسرے شارہ کیا۔ اور پھر تویر کا یوں نئے سترخ کا دیدی تویر کے بازدھ سے لگا دی۔ تویر کا جسم بڑی طرح تڑپڑا گرفت جلنے کی سرماں درکر سے میں پیل لئی۔ ام تویر کے بازدھ سے سیاہ داغ خایاں ہو گیا۔ تویر کی اسکھیں ملکیتی شدت سے سترخ بر گئیں، مادام لیوڑ تویر کا چہرہ دیکھی۔ ہی تھی۔

”دربارہ کاڈا؟“ — مادام نے تویر کے چہسے پرضا مندی کا کوئی ناٹرند دیکھتے ہوئے بیٹھا کیا۔

”کمرے کی تلاشی و...“ — مادام نے اپنکا ایک نقاب پوش کو حکم دیا۔ اور نقاب پوش ریالور سیب میں رکھتا ہوا کمرے کی تلاشی میں لگ گئی۔ تویر کی دیر بعد اس نے کمرے کی ہر چیز اٹھ پیٹ کر گئی۔ کوڑی کے استر جاڑا دیے، سر جاڑے اور رضاٹ کو کھڑے کر لے کر دیا۔ اپنے دودھ بھی صیک کیا گی۔ میکن اگھوٹھی نہیں می۔ تویر بڑی کیز تو ز نظر دل سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ لیکن بندھا ہونے کی درجے سے مجہود تھا۔

”اگھوٹھی اس کمرے میں نہیں ہے مادام۔“ — آخرنقاب پوش نے اپنے جھاڑتے ہوئے کہا۔

”بُول اب سیدھی طرح بادو دکر اگھوٹھی کہاں ہے؟“ — مادام کے بیچے میں بیٹاہ

سمتی تھی۔“ —

”بُجھے معلوم نہیں۔“ — تویر نے مختصر سا جواب دیا۔

”میرنا جایا اس کے مزیں رومال ڈال کر ٹیپ لگا دو۔“ — مادام نے اسی

نقاب پوش کو حکم دیا۔ جس نے تلاشی لی تھی۔

”اس نے آجے بڑھ کر تویر کے مزیں سمنتی سے رومال ٹوپنس دیا، اور پھر مزدہ پر

نیپھ لگا دی گئی۔ اب تویر کے مزیں سے بکوسی آواز بھی نہیں نکل سکتی تھی۔

”ترکیب نہیں جادا استعمال کرو۔“ — مادام نے درصراحت حکم دیا۔

”اور پھر نقاب پوش نے جیب سے حالکیڑک کا دویں ٹکال بیا۔ اور پھر اس کا

ساکھ ایک پہاڑ سے گاہ کی بھیں بادا دی۔ تویر کی اسکھوں سے ابھن خایاں ہونے میں کیونکہ

وہ اس کا دیکھا گیا تھا اسکا استعمال الجھی طرح جاتا تھا۔ نقاب پوش نے آجے بڑھ کر تویر کے

بازدھ سے گون اور بوشرٹ ایک جیسے سے آتا دی۔ اب اس کا باذخاڑا تھا۔ اس نے ایک لمحے

کے لئے دیکھ لیکی میں خراہٹ تھی۔

”بُجھے کس اگھوٹھی کے باسے میں کری ٹھہن نہیں۔“ — تویر نے مادام کی خراہٹ نظر

افڑا کرتے ہوئے لپڑا ہی سے کہا۔

”کمرے کی تلاشی و...“ — مادام نے اپنکا ایک نقاب پوش کو حکم دیا۔ اور

نقاب پوش ریالور سیب میں رکھتا ہوا کمرے کی تلاشی میں لگ گئی۔ تویر کی دیر بعد اس

نے کمرے کی ہر چیز اٹھ پیٹ کر گئی۔ کوڑی کے استر جاڑا دیے، سر جاڑے اور رضاٹ

کو کھڑے کر لے کر دیا۔ اپنے دودھ بھی صیک کیا گی۔ میکن اگھوٹھی نہیں می۔ تویر بڑی کیز تو ز

نظر دل سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ لیکن بندھا ہونے کی درجے سے مجہود تھا۔

کار دیہ اس کے باندھ سے نگاہے رکھا۔ گوشت بندھ کی نیز بول کرے میں پھیل گئی۔ تزویر کا جسم با  
مروج تراپتے لگا۔ تھیفٹ کی شدت سے اس نے آنکھیں بند کر دیں۔ اس کے چیسٹر پر کرب  
کے اڑات جھاگے اور چند لمحے بعد اس کا مارک طرت ڈھک گیا۔ وہ بے بوش ہو چکا۔  
نبہ نایوں نے کار دیہ جسم سے علیحدہ کر دیا۔  
کر کر کر کہا۔  
”تم بھوت بول رہے ہو۔“ — مادام غزالی۔  
”میں میک کہہ رہا ہوں۔“ — تزویر نے کہا تھے برسے کہا۔  
”لیکن ہمارے علاوہ کسی اور کوئی انکوٹھی کے ہارے نہیں تو علم ہے اور نہیں دلچسپی۔  
مادام نے کہا۔  
”یہ تو میں نہیں جانتا۔ البته میں صحیح کہہ رہا ہوں۔ اس نے انکوٹھی حاصل کر لی  
اور پھر چاہا گیا۔  
”کیا وہ نقاب میں تھا۔“ — مادام نے سوال کیا۔  
پسپت تو تزویر نے ہے سوچا کہ دے کر اس نقاب میں تھا۔ تاکہ ہر یہ مصیبت سے جان بچت  
جائے۔ لیکن پھر اسے عران پر غم دیا۔ جس نے انکوٹھی کی کراس کی جان عذاب میں  
ظلال دی۔  
اس نے تیزی سے نہیں کہ دیا۔  
”تم اس کا حلیہ تباہ کرنے ہو۔“ — مادام نے پوچھا۔  
اور تزویر نے بڑے العین سے عران کا حلیہ دہرا دیا۔ طبیعی کہ مادام بُری طریقہ اپل بُری  
کیا۔ تم نے صحیح حلیہ تباہیا ہے۔ — مادام کے لیے یہیں پر بیٹھنی صاف نہیں تھی۔  
”مجھے فتح میلے ہٹانے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔“ — تزویر نے لاپرواہی سے  
جراب دیا۔  
مادام کو تزویر کی آنکھوں میں سچائی کی جھکٹ نظر آئی اور وہ پریشان سی ہو کر

کار دیہ اس کے باندھ سے نگاہے رکھا۔ گوشت بندھ کی نیز بول کرے میں پھیل گئی۔ تزویر کا جسم با  
مروج تراپتے لگا۔ تھیفٹ کی شدت سے اس نے آنکھیں بند کر دیں۔ اس کے چیسٹر پر کرب  
کے اڑات جھاگے اور چند لمحے بعد اس کا مارک طرت ڈھک گیا۔ وہ بے بوش ہو چکا۔  
”رمادا مہن سے نکال کر اسے ہر شہیں لاد۔“ — مادام نے حکم دیا۔  
اور نبہ نایوں نے حکم کی تعیل کی۔ پھر جانی کے تھوڑے سے جھینکوں سے تزویر کو بہتر  
آگئی۔ اس نے آنکھیں کھول دیں اس کی آنکھیں انکار سے کی طرح سرخ ہو گئی تھیں۔ ایسا حکم  
ہوتا تھا۔ بیسے اس کی آنکھوں سے خون پیچنے طاہو۔  
”بنا دوہا انکوٹھی کہاں ہے۔“ — مادام نے غلطی ہوئے پوچھا۔  
”مجھے نہیں پتا۔ تم کون سنیں انکوٹھی کے متعلق پوچھ رہی ہو۔“ — تزویر نے تھیفٹ  
کی شدت سے ہر ٹوٹوں کو دانتوں کے پیچے دیا۔  
”کافی سخت جان ہو۔ مجھے میں انکوٹھی کے پیچے تھیں تھیں جب برسکتی ہوں۔“ — مادام  
نے نشستے سے بھرپور لیے ہیں کہا۔  
”نبہ نایوں کا دیہ اس کی آنکھ سے ٹکاد۔“ — مادام نے نبہ نایوں کو حکم دیتے ہوئے  
کہا۔  
اوہ بُری خاکیوں نے سرخ کار دیہ تزویر کی آنکھ کی طرف بُری عادیا۔ تزویر کے چہرے سے پسپت بیٹھے  
لگا۔ اوہ بُری اس نے فیصلہ کر دیا کہ دادا انکوٹھی کے بیٹا دے کر وہ ملزاں نے لگا ہے۔ تاکہ  
اس کے سر سے ہاتھے درد یا تو دلتی اس کی آنکھ جلا دیں گے۔ کار دیہ اس کی آنکھ سے ہر دن  
چند بارچے دلفقا کر تزویر یعنی پڑا۔  
”ٹھیرڈ ٹھیرڈ بیس بتا آہوں۔“  
”رک جاؤ نبہ نایوں۔“ — مادام نے نبہ نایوں کو حکم دیا۔

”نہیں اب مجھے لیبارٹری میں اس پر تحریرات کرنے پڑیں گے۔ تب ہی اس کا کارکو  
کا علم ہو گا۔“ عراں نے جواب دیا اور بھر فامکوشی سے کچھ ہو پئے تھا۔  
”تینوں مادام بآسانی اس وقت ہے دست دہا ہو چکی ہیں۔“ بیک زیر در  
تینوں کے میں اس وقت پہنچے قبیلے میں ہیں۔ عراں نے سکلتے ہوئے کہا۔  
”تینوں کے کہے۔“ بیک زیر نے پوچھا۔

”اے ایک بآسانشی کامش مجھے تمل کرنا ہے۔ تھا ہر ہے۔ میں اب بیک کام ہے  
میں تھا ہے سامنے زندہ بیٹھا ہوں۔ دوسرا کامش فہری سے خفیہ ناموڑے ادا نہ کرو۔  
اپنے شش میں کامیاب ہو گئی تھی۔ لیکن جاری خوشی تھی تھی ہے کہ اس کامش اس وقت بیری  
بیکر پڑا ہے۔ تیری کامکام ہمہ نے کرنا کام بڑا ہے اور فرم میرے پاس موجود ہے۔“  
عراں نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”بڑی دلپس صورت حال ہے عراں صاحب۔“ بیک زیر نے ہستہ  
ہوئے گا۔

”باں۔“ عراں نے بھی صورت حال سے لطف لیتے ہوئے کہا۔ اتنے یہ تینوں  
کی گھنٹی زد سے بنے گئی۔  
بیک زیر نے ریسیدر اخایا۔

”اکیٹو۔“ بیک زیر نے مخصوص بیجے میں کہا۔

”سرمیں تو یہ بولوں باہوں۔“ دوسری طرف سے تغیری کی آوازاں اور پھر  
اس نے پیش آئے والے تمام تلافات کی تفصیل سنادی۔ اور بیک زیر کے پہتے  
چیزت کے کامار غایاں ہو گئے۔

”بھیں تھا دسے فیٹ کا کچھے ملم بوجیا۔“ بیک زیر کا سچت تھا۔  
”انہوں نے میکے موڑ سائکلن کے نبرد سے۔“ شاید جھٹکش اُس

سمجھنے لگی۔

”بیک ہے۔ میں تمہارے بیان پر لقین کر لیتی ہوں۔ لیکن یہاں کوئا اگر یہ اطلاع غلط  
مکمل تو میں تینیں پاتاں کی گمراہ تھیں میں کہیں لاڈن گی۔ اور بھر جو تمہارا خسرو گا اس کا تم  
تصور بھی نہیں کر سکتے۔“ ادام نے اسے دھکی روی اور تغیری نے لاپرواہی سے شانے  
ہلا دیے۔

”ہو۔“ ادام نے تھاب پر مشتمل کی طرف ریک کر کیا اور وہ دونوں دروازے کی  
طرف بڑھ گئے۔

”اے مجھ تو کھوئتے باذ۔“ تغیری جانی۔ لیکن انہوں نے مذاکر بھی نہیں دیکھا  
اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئے۔



عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں بیٹھا بندوں اگر کوئی کو دیکھ دعا۔ دانش  
منزل کے حاضرہ حصول کی فردی خدمت پر مرت کرائی گئی تھی۔ بیک زیر و بھی سامنے وال  
کرسی پر بیٹھا عراں کی حکملہ کو دیکھ دعا۔ کافی دیکھ اگر کوئی پر کوپانے کے ارادہ  
بھی عراں کی کھجوری کو کھو دیا۔ اس سے انگوٹھی نیز پر کھی اور طولی سانس لے کر  
بیک زیر کی طرف دیکھنے لگا۔

”کچھ پڑھنیں چاہو۔“ اس سے انگوٹھی نیز پر کھی اور طولی سانس لے کر  
بیک زیر کے سکراتے ہوئے بچھا۔

”میں لیبا رہی تھی میں جا کر اس انگوٹھی پر بجھ بکرتا ہوں۔ والپس ایکران نادام سائشیوں کی گرفتاری کا کوئی پورا گرام بنائیں گے۔“ عمران نے کہا اور صپر انگوٹھی اٹھا تو ہر دوسرے سے باہر نکل گیا۔



”اب ہمیں عمران کو ہر قیمت پر تلاش کرنا پڑے گا۔“ نادام بساشی نے سکر میں شیخہ ہوئے کہا اور سامنے کھڑ ک ہوئے دو فاراد خاموش رہے مانوں لوئی جواب نہیں دیا۔

”جادا اور تنام کا رکون کو عمران کی تلاش پر پگا دد۔ جہاں ہم ملے اسے افسو کر کے مالے آؤ۔“ نادام بساشی نے انہیں حکم دیا اور وہ سر بھکائے کسکے پلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد ان نے الماری سے راشیمیر کھلا اور ہبڑا س کے ان کر دیئے۔ چند لمحے بعد ساپدھل گیا۔

”وہ سیلوٹ نادام بساشی اسپیکنگ اور۔“

”یہی نادام بساشی دس اینڈ اور۔“ دوسری طرف سے تھے نرس آئی۔

” Nadam بساشی تم اپنے کا رکون کو بھایت کر دو کوئی دقت نہیں۔ بگدا سس رہ گرفتار کرنے کی کوشش کریں۔ میرے مش کے غصہ فرو بس اکونکی میں بندھے

بے پیرا پتہ سلام کر لیا۔“ تزویر نے جواب دیا۔

”ہوں اس کا مطلب ہے کہ مجھے اس بارے میں سوچا پڑے گا کہ مبڑی کے زیر استعمال گھوڑیوں کے مبڑا سپیشل ہونے چاہئیں۔“ بلیک زیر دنے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تزویر نے کوئی جواب نہ دیا۔

” تم نے انہیں عمران کا حلیہ تباہ دیا۔“ بلیک زیر نے پوچھا۔

” نورمیں نے انہیں بتایا کہ ایک قاب پر پشنز زبردستی بھی سے انگوٹھی لے گیا ہے۔“ تزویر اسکی ملکی ناراٹھی کے خوف سے جھوٹ بول دیا۔

”ٹھیک ہے۔“ بلیک زیر نے جواب دیا

” کیا تم زیادہ رخصی ہوتے۔“

”کوئی اتنے خاس رخصی نہیں۔ میں نے ڈاکٹر کو مریم پنی کے پلے برا بیا ہے۔“ تزویر نے جواب دیا۔

” نہیں آنا دا کس نے کیا۔“ بلیک زیر نے اپنے سوال کر دیا۔

” انہار دابل بیلے کے بیٹے آیا تھا۔ جب اس نے۔“ تزویر نے جواب دیا۔

” اسے ظاہروں رہنے کے لیے کہہ دیا ہے نہ۔“

” ماں جا ب۔“ تزویر نے جواب دیا۔

” اد کے۔ ٹھیک ہے۔“ بلیک زیر نے رسیدور کو دیا اور پھر عمران کو تزویر کی روپورث بتلانے لگا۔

” بڑی تیرتھی یہ نادام بساشی۔ بڑی جلد تزویر کا پتہ چلا دیا۔ اگر رات کو میں فون د کرتا اور ہمیں انگوٹھی کا پتہ نہ چلتا تو آج وہ انگوٹھی دوبارہ عاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتی۔“

مران نے کہا اور بلیک زیر نے اٹھات میں سر بلادیا۔

”کیا تمہیں لفیں ہے کہ وہ عمران ہے ۔۔۔ مادام نے فڑتے ہوئے کہا۔  
 ”میں مادام وہ عمران ہی ہے ۔۔۔  
 ”لیکا وہ اکیلا ہے ۔۔۔  
 ”میں مادام اس وقت وہ اکیلا ہے ۔۔۔ ایک بیزیر پہ بینیا کافی پہ رہا ہے ۔۔۔  
 ”لیکا وہ اپنی اصل شکل میں ہے ۔۔۔  
 ”بھی باہ مادام ۔۔۔  
 ”ٹھیک ہے ۔۔۔ میں اپرین ۔۔۔ تحری اور سکلٹین کو داں بھیجن ہوں ۔۔۔ ماسے ہر  
 مت پر اخواز کر کے بیان لے آؤ ۔۔۔ مادام نے کہا۔  
 ”او ۔۔۔ کے مادام ۔۔۔ میں بھیر کا اختقار کرنا ہوں ۔۔۔  
 ”اد ۔۔۔ کے

اور سپر مادام نے کریڈل بندان۔  
 اب اس سے ٹائشیر پر اپنے بیزیر زکوہ کال کردا شدروخ کر دیا ۔۔۔ چند لمحے  
 بعد اس نے اپرین ۔۔۔ تحری اور سکلٹین کو بول گیا ۔۔۔ میں عمران کی موجودگی کا  
 بتتا دیا ۔۔۔ ادر اسے اخواز کر کے آئے کہ ہمیت کی ۔۔۔ اس کا چہہ جوش  
 سے سُرخ ہو رہا تھا ۔۔۔

”اس کے قبیلے میں چلی گئی ہے اور ۔۔۔ مادام بساشی نے اسے بتایا۔  
 ”مادام میں نے پہلے ہی یہ حکم دیا ہے کیونکہ ایم ۔۔۔ لہ تحری نے بھی عمران سے اپنی ہماری  
 کی نلم حاصل کرنی ہے ۔۔۔ انہوں نے بھلو اپنے تمام کارکن عمران کی تلاش میں لگا دیتے ہیں  
 ادھر بیرے کارکن بھی عمران کو تلاش کر رہے ہیں ۔۔۔ اور ۔۔۔ مادام بساشی نے بتا  
 ”میں نے اپنی اپنے تمام کارکنوں کو عمران کی تلاش پر کارک دیا ہے ۔۔۔ اب عمران کا تلاش  
 کرنا اتنا بھی خوبی ہو گیا ہے ۔۔۔ ہم تجھ کے لئے کام تراخسارہ بھرنا پر گردیا ہے ۔۔۔  
 ”او ۔۔۔ مادام بیب مورت حال ہو گئی ہے ۔۔۔ اگر عمران نہ مل سکتا تو اس کا مقصد ہے ۔۔۔  
 ”نامہ مہم گلیک اور ۔۔۔  
 ”ہنہیں ہم نے ہر قیمت پر عمران کو تلاش کرنا ہے ۔۔۔ ناکامی کا منہ ہم نے آج تک نہیں  
 دیکھا اور ۔۔۔

”ٹھیک ہے مادام خدا کرے ایسا ہی ہو ۔۔۔ اور ۔۔۔  
 ”ادورا پیدا آؤ ۔۔۔ مادام نے کہا پھر ٹائشیر کا بن آن کر دیا ۔۔۔  
 اس وہ کرسی پر سٹیل عمران کے تخلیق ہی سوچن رہی تھی ۔۔۔ کافی دیر بعد اچانک ٹیلیفون کی  
 گھٹٹی زدہ سے پہنچ گئی ۔۔۔ اس نے رسیور راٹھا ۔۔۔  
 ”میں مادام اسپلیک ۔۔۔ مادام نے فڑتے ہوئے کہا ۔۔۔  
 ”مادام میں میرٹیڈی بولنا ہوں ۔۔۔ عمران کو ترکیں کر دیا ہے ۔۔۔ وہ اس دست بولز  
 میں پر جو دھے ۔۔۔ دوسری بٹھر سے ایک ہوا دا اکواز سٹنائی روی ۔۔۔ جو جوش سے  
 بھر پور تھی ۔۔۔  
 ”کس بولل میں ۔۔۔ مادام کے چہرے پر چک ہگئی ۔۔۔ اسے عمران کے اتنے جلدی  
 جانے کی امید نہیں تھی ۔۔۔  
 ”ہو ہو گیلارڈ میں مادام ۔۔۔

تموڑی دیر بعد وہ ہوٹل گلدارڈ کے دیسچ ہال میں موجود تھا۔ ہال میں داخل ہوتے ہی وہ سپہا ایک خالی میز کی طرف بڑھا۔ لیکن اس کے دواں بینٹھے سے پہنچے ایک جوڑا اس میز پر بیٹھ گیا۔ اب اس میز کے آس پاس بھی کوئی میز خالی نہیں تھی۔ جو عمران کویز کی لافتہ رہ بڑھتے دیکھا تھا، اس سپہے اب بجھ محفوظ کر کے پڑی واد طلب نظرؤں سے عمران کی طرف بینٹھے گا۔ جو پستور میز کی طرف بڑھ رہا تھا۔

اور پھر وہ قریب آگر کر گیا۔

”ہیزرمے خیال میں طاہر ہے ایک بار بھرا بندی اصلی میں ہوٹل گردی کرنا پڑے گی۔ تب اسی پاسائیوں کے موجودہ اٹوں کا پتہ گئے گا۔“ عمران نے قدر سے بھٹکتے ہوئے بڑی نرمی سے بچا۔ ”میکن اس میز پر تو کوئی کراسی خالی نہیں ہے۔“ خوبصورت لڑکی نے سرائیکی سے ادھر ادھر پیختے ہوئے گہا۔ مرد کے پہنچر پر ناگواری کے ثاثلات تھے۔

”یہ تیز تو خالی سے میزرم۔“ عمران نے میز کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تو کیہ تم اس میز پر بیٹھ گے۔ خاموشی سے واپس پڑ جاؤ۔ میں بہت پڑا اُدمی ہوں۔“ — مرد جو پہنچر سے سخت گیر طبیعت کا ماکم نفر آتا تھا غرلت ہوئے بولा۔

”غوشی ہوئی آپ کی مغلوبی سی کر۔ بہر حال مجھ سے بیٹھ۔ میں بہت اپنا آدمی ہوں۔“ — عمران نے ہاتھ آگے بڑھایا۔ لڑکی مسکرا پڑی۔

”تم اپنے نہیں باڑا گے۔“ — مرد غصے سے مغلوب ہو کر انٹھ کھڑا جا۔

اور عمران نے اس کی اُدھتے ہی پھرتی سے کرسی گھمیٹ کر کر اپنی طرف کر کی۔ اور پھر اس نے بینٹھے میں پوں تیزی دکھان۔ جیسے اگر اسے بینٹھے میں ایک لمحے لی ہی در ہو گئی تو کراسی اس سے پھنس جائے گی۔ وہ عمران کی اس حرفت پر جیرت

”ہیزرمے خیال میں طاہر ہے ایک بار بھرا بندی اصلی میں ہوٹل گردی کرنا پڑے گی۔ تب اسی پاسائیوں کے موجودہ اٹوں کا پتہ گئے گا۔“ عمران نے بیک زیر و سے منا طلب بوکر کیا۔ ”میکن اس میز پر تو کوئی کراسی خالی نہیں ہے۔“ خوبصورت لڑکی نے جواب دیا۔

”میکن سہے۔ میں ہوٹل گردی شروع کرتا ہوں۔ تم لپن شکیل، جو یا عذر فہمانی اور جو بان کو میرا تعائب کرنے کا حکم دے دی۔ وہ سب حلیمہ علیحدہ وہ کر میرا لاقب کریں۔ ادا نہیں حکم دید کہ اگر مجھے اغا خان کرنے کی کوشش کی جانے تو بھیغے اغا ہونے دیں۔ پھر جہاں بھی ہے جایا جائے۔ اسی عادت کا عاصوفہ کیسی میرے گلے پر رسید کر دیا جائے۔“ — عمران نے بیک زیر کو تفصیل برائی دیتے ہوئے کہا۔

”میں پہنچ ہوٹل گلدارڈ جارہا ہوں؟“

”میکن ہے میں ابھی ان سب کو مغلوب کر دیتا ہوں۔“ — بیک زیر دنے کہا۔ اور عمران کمرت سے باہر نکل گیا۔

دانش منزل سے تکمیل کروں اس نے ابھی کارکارخ گلدارڈ ہوٹل کی طرف کر دیا۔

سے کھو کر اکارڈ لیا۔ اس کا غصہ ہوا ہو گیا۔ پھر اچاہک اس کے چہرے پر  
مکاریہ دوڑ گئی۔

”شکریہ شکریہ آپ راتھی بہان نواز داتھ ہوتے ہیں۔ کس شدافت سے آٹا  
کھڑت ہوتے ہیں۔ اور کسی بھجے دبیکی میں ہر ان کی طرح ان کا شکریہ  
ادا کرتے ہوتے ہیں کہا اور رڑکی تھکانہ کرہیں پڑی۔

” عمران نے احتقان کی طرح ان کا شکریہ  
استھنے میں دیٹران کے قریب آگیا۔

” ایک کرسی نادہ۔ مرد تے دبیکو کہا اور دبیر لیس سر کہنا ہوا  
آگیا ہوا۔

” بجھے سیم کہتے ہیں۔ اور جے میری وائٹ شریا ہیں۔ مرد نے اپنا تدرست اور  
اپنے ساختی کا تعارف کرتے ہوئے گھما۔

” باپ رے۔ ساری محنت خانع ہو گئی۔ عمران نے پاسا منہنائے  
ہوئے گھما۔

” کیا مطلب۔ دنوں نے بیک وقت پوچھا۔

” مکیا تباذ۔ میں تو بھائاخاکہ آپ دنوں ..... عمران شدید  
خلمورش ہو گیا۔

” اور دنوں بنتے گئے۔

” دبیر کی باران کے قریب آگر واپس چلا گیا تھا۔ کیونکہ وہ بالوں میں معروف  
تھے۔ اس نے انہیں نے بھی خیال نہیں کیا۔

” ”سر اینی آرڈر۔“ اس بارہ دبیر نے پوچھ دیا۔

” اوہ ہاں۔ آپ عمران صاحب کیا پیش گے۔“ مرد نہ بھکھتے ہوئے عمران  
سے پوچھا۔

” زبر کے دگونوں۔“ عمران نے تاگواری سے کہا۔

” اور اسے کیروں۔ نہادہ کرے آپ زبر پیش۔“ شریا نے بے انتہا۔

کہہ دیا۔

۱۵۰

کرنے کے بعد وہ سب گیارہ کو دیسے وہ لفڑی مال میں دوچارہ بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران تھا ایک میرزہ بیٹھا کافی پر راتھا۔ اچانک اس نے صوس کیا کہ اس سے قبری میز پر موجود ایک ادھیر عرض خصس اس س میں کافی دل جپی ہے رہا ہے۔ وہ باہم سے آنکھیں چاہ رک یوں دیکھتا چھیے لیعنی کردا رک کی یہ واقعی ہمارا ہے۔ عمران بنا تھا اس کی تمام حوصلات فرشت کر رہا تھا۔ چند لمحے بعد وہ شخص اٹھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھتا ہوا باہر کلپیا۔ ہیں جلا گیا اس کے اٹھتے ہی کہیں شکیں شکل اپنی جگہ سے اٹھا۔ اس کی وجہ سے اس کے پچھے گیری میں چلا گیا۔ عمران دل بی دل میں خوش ہو گیا۔ کہ اس کی یہم کے بیڑے کافی سے زیادہ ہیں اور تیر نظر ہیں کیچیں شکیں نے یقیناً اسے چکی کر دیا ہے۔ اس لیے وہ اس کے پچھے بھی گیا ہے۔ چند لمحے بعد واپس اندر واصل ہوا اور پروردہ بارہ اپنی میرزہ بیٹھیا۔

کیمپشن شکیں اندر نہیں آیا تھا۔ مغوروڈی دیر بعد کہیں شکیں شکل اندر آیا اور پھر چند لمحے کے بعد ایک دیر ہماراں کے درجہ آیا۔ اور اس نے پان کا گلاس سر رکھنے کے ساتھ کیا ایک پھر جب ہماراں کو پڑا دیا۔ عمران نے میرزی دوسری سائیڈ پر وہ پرچ رک کر پڑھا۔

ہمارا صاحب میرزہ پانچ پر مجھیا  
ہوا شخص آپ میں دل جپی ہے رہا ہے  
اس نے کسی ماوام کو فون کیا ہے کہ  
ہماراں کا پتہ چلا دیا گیا ہے۔ اب دعا  
تے تین آدمیوں کو مجھا جارہا ہے تاکہ  
آپ کو غاؤ کیا جائے۔

ہماراں پھر پڑھ کر دھیر سے سکرا لیا۔ اور بہر اس نے پیں نکال کر پیپے  
اپ پشت پر بکھا۔  
شیک ہے جیسا رہ چاہتے ہیں انسھیں کرنے دیا جائے۔

اچھا اگر آپ کہتی ہیں تو نہیں بتا۔ پھر تو کافی ہی زیادہ مناسب ہے۔ — عران  
نے خوشی سے چکتے ہوئے کہا۔  
اور سیمہ نے کافی کا آرڈر دے دیا۔ عمران تو دراصل وقت گزارنا چاہتا تھا۔ اس  
یہ مسلسل اوت ٹانگ باتیں کرتا۔ اس اور دلوں بنتے رہے۔ مغوروڈی دیر بعد عران  
نے مال میں کیمپشن شکیں شکل۔ جربیا۔ صدر۔ غفاری اور جوان کو دیکھا یا۔ وہ سب کیلپ  
میں لے گئے۔ میکن عمران کی تیز نظر دن سے وہ کیسے چیز سکتے تھے۔ عمران کا ہوٹل گلدارڈ  
میں بیٹھنے کا مقصد پورا ہو گیا۔ چنانچہ وہ اچانک اٹھ کر ہوا ہوا۔  
”اچھا میں چلتا ہوں۔“

”ارے کیوں۔ بیٹھنے آپ تو بے حد لچک پ آدی ہیں۔“ — شریانے البا  
آمیز نظر دل سے کہا۔  
”مہنیں بھی دراصل بیڑیں جانے۔ اور میں سوائے اپنے گھر کے اور کسی جگہ کی لڑیں  
استعمال نہیں کرتا۔“ — عمران نے جواب دیا۔  
”کیوں۔“ دلوں نے بیرت سے پوچھا۔

”مگی مارتی ہیں۔“ — عران نے جواب دیا اور مکرپل دیا۔ اور دلوں مثہ  
چلاڑھے اسے دیکھتے رک گئے۔ بیٹھے بات ان کی مجھ میں نہ آئی ہو۔ عمران تیز تیز قدم  
پہنچا مال سے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی ایک ایک کر کے شکیں۔ جربیا۔ صدر  
چر جوان اور غفاری بھی اٹھ گئے۔ عمران ہوٹل سے باہر نکل کر کار میں بیٹھا۔ اور پھر اس  
کی کار مختلف سرگز کو پھر گھومنے لگی۔ اس کی کار سے کافی پچھے باقی میرزہ بھی مختلف سرگزیوں  
پر اس کا ل Cataقپ کر دے تھے۔ اس کی کار نے ایسا کہ انسھیں ایسا لوٹی آدی نظر نہیں آیا تھا جو  
عمران میں خصوصی دلپی ہے رہا ہو۔ کافی دیر تک مختلف سرگز کوں پر آٹا رہ گردی

۱۵۱

گزرنگی۔ اب عمران نے دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ کی کاراں کے پیچے ہے اچانک سرخ رنگ کی کار ترچھی، ہو کر مرٹک پر رک گئی۔ عمران نے پھر سے پریک مار دیئے۔ سیاہ رنگ کی کار بھی عمران کی کار کے پیچے ہو کر رک گئی۔ عمران نے دروازہ کھولا۔ اور پھر تیری سے بائیں طرف آگئی ہوئی جھاڑیوں میں چلنا لگا تک دیگا۔ آگے کچھ کی دردوں کاروں سے تین چار افراد نکلے اور وہ بھی عمران کے پیچے جماعتیوں میں گھس آئے۔ عمران کافی دیر تک انہیں چکو دیا۔ اور پھر اپنے کاروں نے اس کے روگیا ڈالیا۔ اور پھر اسے چاپ لیا گیا۔ عمران کا اس سماں جہاں جہڑے سے تصدی انہیں پڑھ گیا۔ اس نے ٹیکنون کا سیرو ایما کر چکر لئے تک کسی سے باہیں کہیں اور پھر سیدر رکھ کر ہی کیٹ کی طرف پڑھ لیا۔ عمران اس کاروں کی پورا تھا۔ وہ شخص دراصل ذہانت دکھارہ تھا کہ وہ میں صرف ٹیکنون کرنے آتا ہے۔ عمران بدستور میز پر سینا تھا اس نے اپنے انہی کرسرے بالوں پر دبارہ پھرایا۔ یہ میز کے لیے منصوص اشارہ تھا۔ چنانچہ اس کے اشارے پر ایک ایک کر کے قدم میز کا ڈال سے باہر لکلی گئے۔ ان سب کے جانے کے بعد عمران نے بلا کر دیڑ سے ملی طلب کیا۔ پھر دبے کردہ میز سے اٹھا اور آہستہ آہستہ قدم اٹھا۔ ہر ہاں سے باہر نکل آیا۔ اب اس کا کوئی پا لکھنا شیئر کی طشت تھا۔ چند لمحے بعد وہ اپنی کاروں میں جمکر کر دبایا اور پھر اسے ایک سرخ رنگ کی کار اپنے تلاقب میں آتی نظر آئی۔ اس نے باقی میز کو کاروں میکیوں اور سورج سائیکلوں کو چیک کرنے کی کوشش کی۔ لیکن شامدہ لوگ بہت زیادہ احتیاط برہت رہے تھے۔ اس نے ہر ہاں اپنے انہلزے دیکھا۔ اب عمران نے کار کا تیز ایک ویران مرٹک کی طرف موڑیا۔ وہ جدعاں جدا اس ڈال کے کوڑا پر سین کرنا چاہتا تھا۔ اور پھر اسی ہوا۔ ویران مرٹک پر سینچتے ہی سرخ رنگ کی کمر کی سپیڈ اچانک تیز ہو گئی۔ اور چند لمحے بعد سرخ رنگ کی کاراں کے قربے



بلیکزیر و آج کل مستقل دانش منزل میں رائش پھر رہتا۔ اس کا زیادہ

اور پرچہ گلاس اٹھاتے ہوئے دیڑ کے نام تھیں دے دیا۔

جس سے یہ کے آئے تھے اسی کو دے آؤ۔ — عمران نے آہستہ سے کہا اور بہرہ خاموشی سے پیچے ہے کوئی آگے بڑھ کیا۔ عمران نے خاص طور پر خیال رکھا تھا کہ ایک غرض شخص جاپ لکھنے وقت اس کی ہفت متوجہ ہے۔ اور پھر غرض اسے باہر باری میں گیٹ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر عمران نے اس اور پھر کوچھ نکلے دیکھا۔ جب اس نے ایک توہی سریکل لیکھ تھم خطرناک مہنسہ دا اے ایک شخص کو کہا میں داخل ہوتے دیکھا۔ اس شخص نے ڈال میں داخل ہو کر ایک لمحے کے لیے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر سیدھا کا ڈمنٹ کی طرف پڑھ گیا۔ اس نے ٹیکنون کا سیرو ایما کر چکر لئے تک کسی سے باہیں کہیں کہیں اور پھر سیدر رکھ کر ہی کیٹ کی طرف پڑھ لیا۔ عمران اس کاروں کی پورا تھا۔ وہ شخص دراصل ذہانت دکھارہ تھا کہ وہ میں صرف ٹیکنون کرنے آتا ہے۔ عمران بدستور میز پر سینا تھا اس نے اپنے انہی کرسرے بالوں پر دبارہ پھرایا۔ یہ میز کے لیے منصوص اشارہ تھا۔ چنانچہ اس کے اشارے پر ایک ایک کر کے قدم میز کا ڈال سے باہر لکلی گئے۔ ان سب کے جانے کے بعد عمران نے بلا کر دیڑ سے ملی طلب کیا۔ پھر دبے کردہ میز سے اٹھا اور آہستہ آہستہ قدم اٹھا۔ ہر ہاں سے باہر نکل آیا۔ اب اس کا کوئی پا لکھنا شیئر کی طشت تھا۔ چند لمحے بعد وہ اپنی کاروں میں جمکر کر دبایا اور پھر اسے ایک سرخ رنگ کی کار اپنے تلاقب میں آتی نظر آئی۔ اس نے باقی میز کو کاروں میکیوں اور سورج سائیکلوں کو چیک کرنے کی کوشش کی۔ لیکن شامدہ لوگ بہت زیادہ احتیاط برہت رہے تھے۔ اس نے ہر ہاں اپنے انہلزے دیکھا۔ اب عمران نے کار کا تیز ایک ویران مرٹک کی طرف موڑیا۔ وہ جدعاں جدا اس ڈال کے کوڑا پر سین کرنا چاہتا تھا۔ اور پھر اسی ہوا۔ ویران مرٹک پر سینچتے ہی سرخ رنگ کی کمر کی سپیڈ اچانک تیز ہو گئی۔ اور چند لمحے بعد سرخ رنگ کی کاراں کے قربے

کر دے ڈاکٹر کو بھالے۔ لیکن عمران کے حکم کی وجہ سے مجرم تھا۔ اس نے پھر تھاتے فٹ اپ لیکن کھولا۔ اور عہدہ عمران کے زخم پر پٹی باندھنے لگا۔ اس نے محبوں کی کر عمران کے ذمہ چاقو کی ضربوں کی وجہ سے بیٹیں۔ اسے یہ دیکھ کر العین ان ہر گلی کو روئی ذمہ بھی خڑناک بنیں تھا۔ اور نہ ہی کسی نازک جگہ پر تھا۔ پھر اس نے طاقت کا ایک ایجاد کیش لگایا۔ اب عمران اُنھوں کو بھیج لگا۔

”کیا ہوا جواب۔ مجھے اس بارے میں سخت پریشانی ہے“۔۔۔ بیک زیدہ نے الجبن آئی رسمی میں پوچھا۔

”پہلے دفعہ اور اگرچھی اٹھا لاؤ“۔۔۔ عمران نے بیک زیر دکا سوال لٹڑا نداز کر کر ہر سو گہرا۔ عمران کی آوارگی میں نقاہت اور کمزوری تھی۔۔۔ بیک زیر دکا خیال رہ گی۔ لیکن اس نے کوئی سوال نہ کیا۔ اور انہوں کو دیکھ دیکھ روم کی طرف پہنچا۔ چند چھپے بعد وہ تھیں ایک بیکچ بیکچ جس میں وہ فلم بندی اور انگوٹھی میںے والپس آگئی۔ اس نے وہ بیکچ در انگوٹھی میز پر کھکھ دی۔ لیکن اس کی آنکھوں سے الجبن نہیاں تھی۔ فٹ ایک رکنے کے بعد بیک زیر دکا عمران کو درست کر پڑتے ارادتیتے تھے۔ اور عمران اب دیکھ پڑے پہنچ رہتے تھا۔ عمران نے ما تقدیر ہا کر فلم کاڑی اور انگوٹھی کو کٹ کی جیب میں رکھ لی۔ در پھر اٹھتے ہوئے بولتا۔

”مجھے ہماری گیت تک چھڈ راؤ“۔۔۔ بیک زیر دکی اٹھ کر جلوہ ہوا۔

”آپ انہیں کہاں سے جانا چاہتے ہیں“۔۔۔ بیک زیر دکے آندر رہ لگا۔ اور پوچھا۔۔۔

”جو میں کہدا ہوں وہی کرو“۔۔۔ عمران نے قدر سے سخت لیجیں کہا اور بیک زیر دکا موشن ہسپ گیا۔۔۔ بھروسہ عمران کو سہما رادے کے گیت تک لے آیا۔۔۔

”گھوٹی لے آؤں جناب“۔۔۔ بیک زیر دک نے سوال کیا۔

وقت آپریشن روم میں گزرتا تھا۔ اب بھی وہ آپریشن روم میں بیٹھا ایک نائل کام سلاکر کہا تھا کہ اچانک دم کال بیل کی آفیز سے گوئی آغا۔ بیک زیر دک نکل پڑا۔ کہ اسیں وقت کون ہو سکتا ہے۔ ۱۰ سے پہلے خاکہ عمران اور دیگر مسجدیوں بھر دیں میں صورت ہیں۔ اس نے پھر تھاتے گیت سکریں کاہن آن کرو یا امر پھر یہ دیکھ کر وہ بڑی طرح اچھل دیا کہ گیت پر عمران سخت زخمی حالت میں موجود ہے اس کے جنم پر مدد کر پڑتے ہیں میں کیا ایسا کہیں اور سب سے جاہا غن بہ کھلے۔ اور ایک بھی ڈال گیور اسے سنبھال کر رہا ہے۔ اس کی تھیں بھی اسے صاف لظر اگر ہی تھی۔ بیک زیر دک دم پر بیان ہو گی۔ اس نے گیت کھونے کاہن آن کیا۔ اور عہدہ تھاتے گیت کر کچا ڈال کی طرف جا گا۔ تاکہ عمران کو سہما دے کر سے آئے۔ جب وہ کیا ڈال میں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ بھی ڈال گیور باہر کھڑا ہے۔ اور عمران آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے اندر آ رہا۔ بیک زیر دک اس کے قریب پہنچ گیا۔ اتنے میں آٹو میک گیت خود کسز بند ہو گیا تھا۔

”یہ کیا ہو گیا عمران صاحب“۔۔۔ بیک زیر دک عمران کو سہما دے رہے ہوئے کہا۔۔۔ ”کچھ نہیں“۔۔۔ عمران نے فلم سا جاب دی۔ اور عہدہ اس کی آنکھیں بند ہوئے گیں۔ وہ شاید یہیں رہا تھا۔ بیک زیر دک نے پھر تھاتے گیت سے عمران کو ہاتھوں پالتا یا۔ عمران کو اس مالٹی میں دیکھ کر بیک زیر دک رنگ پہنچا پڑ گئی تھا وہ سوچ رہا تھا۔۔۔ نجاستہ عمران کے ساتھ کیا ہی تھی وہ عمران کو ہاتھوں پر اٹھتے آپریشن روم میں پہنچ گیا۔ اور عہدہ اس نے صوفے پر لی دیا۔ اور خردور کر فرشت ایکس انٹھالا۔۔۔

”کیا ڈاکٹر سروکول بیڈوں“۔۔۔ اس نے عمران سے پوچھا۔ اور عمران نے صرف نہیں میں سہما دیا۔ بیک زیر دک عمران سے پوچھے بغیر ڈاکٹر کو سہمنی میں بلانا چاہتا تھا۔ کہ ہو سکتا ہے۔ عمران اسے پسند نہ کرے۔ دیسے اس کا دل چاہو رہا تھا

کر لیں تو مجھے الٹا عدی۔ اس پتے آپ کو اعلان دے رہا ہوں۔ — صدر کے بھی  
ہم بھی بیرت تھیں۔ کبود کرد آج تک ایکسترن کسی بھی روپرٹ پر اتفاق شدت سے جیت ناہر  
نہیں کی تھیں۔ اور پھر صدر کے خالی میں اس پورٹ میں بیرت والی کوئی بات بھی نہیں  
تھی۔

میکا تم نے عمران کو اندازہ ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے۔ — بلیک زیر دست  
تیز سیچے میں پوچھا۔  
”جوہا جاپ۔ — صدر نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ ان کا یقیناً کرو۔ اور جس عادت میں اسے لے جایا جائے۔ اس کا  
محاصرہ کرو۔ — بلیک زیر دست کہا اور پھر عذر سے ٹرانسیور کوہن آن کرو۔  
اس کے چھٹکر پر ایک رنگ آتی تھی۔ ایک جارفاً تھا۔ اس نے ٹرانسیور پندرہ تھی  
جی تیری سے روپرٹ بیر کر دیا تو اسے مکال کر جیب میں ڈالا۔ اور پھر اگنا ہوا۔ فائدہ میں  
آمد بدن سے اس نے پسروٹ کا درکھانی۔ پھر اس کی کارہوا کی کسی تیزی سے گئی تھی سے  
باہر نکل گئی۔ اسے تمام ذرا موہر کی بھی آگئی تھی۔ بھروسہ میں سے کسی نے عمران کا میکلہ  
کر کے بلیک زیر دست سے انکوٹھی اور فلم اڑا لی تھی۔ اس ان کا یقیناً کہ انہیں ضروری تھا، وہ  
تمام معاملوں میں پلٹ جاتا۔ انہوں نے عمران کو رخصی پیش کر کے بڑا نیتاں طریقہ اپنایا  
تھا۔ بلیک زیر دست عمران کو رخصی دیکھ کر پیشان ہو گیا۔ اور اس نے اس نے کسی بات پر  
ٹک کر دیکا۔ بلیک زیر دست کا دربر قرآن نماز سے دوڑ رہا تھا۔ اسے نیکی کے نمراء داڑل  
باد تھے۔ داشن مندل پیڑ بیگ کلاس میں باشیں بڑک پر تھا۔ گفت سے لمحے کے  
کھیرا گیا ہے۔ — صدر نے روپرٹ دی۔

”بلیک زیر دست، وہ اپنی پیڑا۔ — ایک لمحے بعد وہ چیز بیگ کلاس پر تھا۔ اور پھر وہ یہ دیکھ کر خوش ہو کر عکل کی در  
منگی کی بدھ رہے۔ مل صدر۔ — اس کے لیے میں شدید جیت تھی۔

”سو لوگوں کی کھدائی کر کے پھر ہر تین برپی کاروں کے لیے زیر زمین کیبلز چھائی ماری  
تھیں۔ چنانچہ ان پر روپرٹ نہ دھنخا۔ اب صرف دو موکیں کھلی ہوئی تھیں۔ اور وہ اب کے  
ایکہ دو نے بارے ہیں۔ — آپ نے حکم دیا تھا کہ جب وہ لوگ عمران کو غلو

”نہیں میں نے لیکھی مکالی تھی۔ — عمران نے مختصر سا جواب دیا۔ اور میک زیر دست  
اچکا کر رہا گی۔ آپ عمران کو رہیا اس کی بھی میں انہیں آرہتا۔ سجنے حالات نے کیا کوئی بھی  
کو عمران اس طرح کا رہیا اختیار کئے ہوئے تھے۔ یہ بلیک زیر دست کو ہمارے بالا ترقیاتی گیت  
کھلنے کا ہیں وہ آئں کر رہا تھا۔ چنانچہ ان کے پیشے کم گیٹ کلس لگی۔ باہر وہ نیکی ایسی  
سمک موجود تھی۔ تو رائے رئرنے کا کیا ہر آزادی کو ملبدی سے نیکی کا دروازہ کھول دیا۔  
بلیک زیر دست مغلام کو سہارا رے کر نیکی میں خدا دی۔  
”کی میں بھن ساتھ پیوس۔ — بلیک زیر دست نے پوچھا۔

”نہیں۔ — عمران نے مختصر سا جواب دیا اور پھر نیکی ملے اور زیر دست کے چیزے کا اشارہ  
کیا۔ نیکی شراث ہو گئی اور رڑا شیر نے نیکی آگے بڑھا دی۔ بلیک زیر دست دید جیت  
میں مبتلا تھا۔ لیکن عمران کے حکم کے اچے دہ کی رکھ تھا۔ وہ فائکشی سے واپس  
اپریشن درم ہیں، سکی۔ جیسے وہ آپریشن درم میں بیٹھا۔ اس نے ٹرانسیور کی سیٹی  
میں۔ اس نے ٹرانسیور آن کر دیا۔

”پیڈل صدر سے بلیک زیر دست سے مفت کی اوارائی۔ — درسری طرف سے مفت کی اوارائی۔  
”ایکٹھا۔ — بلیک زیر دست نے ٹھوٹس آزار میں کھا۔  
”خاب راؤ۔ — بلیک زیر دست کے سیلے بارے ہیں۔ بہاں ٹھوٹس کسب روڈ پر عمران کا  
گھیرا گیا ہے۔ — صدر نے روپرٹ دی۔

”بلیک زیر دست پر اپنی پیڑا۔ — اس کے لیے میں شدید جیت تھی۔

ٹرٹ سے اڑا تھا پچھا پجھوہ کھرم کر بیک زیر دل پشت پڑا کیا۔ مگر جیک، زیر بہت شارمنا۔ اس نے اپنامک حکم کر گئی چلا دی اور جیکی دُرایتہر ایک کر بہتیں ماکروہ ہیں جو ہر ہر ہر لیڈر مگر درست سے بیک زیر کے انتہ پر قتل عزل کی لات پڑی اور راولوس بیک زیر کے انتہ سے نکل گیا۔ مگر جیک زیر جیسے کہ طرفی قتل عزل پر جھپٹ پڑا تخلی عزل نے استہ میں ریالا لورا بکھال لیا تھا۔ مگر جیک زیر کا ذردار اخراجیں ریالا لورا والے انتہ پر پڑا اور ریالا لورا اس کے انتہ سے نکل کر کوہ ریاض پر۔

**بنکارو!** — بیک زیر دکھا کا۔

قتل عزل نے بیک زیر دکھو دکا وار کرنا چاہا۔ مگر جیک زیر واس رفت فسے اور جوش میں تھا۔ اس نے اپنامک جھکانی دکا اور درست سے قتل عزل اس کے انہیں پڑا تھا چلا گیا۔ اس نے ہے مدی سے اسے سڑک پر دے کاڑا۔ قتل عزل نے جس کی جیگد کوکشیں کی۔ مگر اس کا سر پورے زدر سے سڑک سے گکراں اور سرے خون کے کوارے پھٹ پڑے۔ اور سے بیک زیر دے اپنی پوری قوت سے اس کے جھڑیں پڑھڑ کر ماری۔ قتل عزل کے حلن سے پھینیں نکل گئیں۔

”فلم ادا! انکو می خالا۔ درست جان سے مار دوں گا“ — بیک زیر نے اس کے پیٹ پر بیک اور زدوار مٹوکار مارتے ہوئے کہا۔

قتل عزل بھیت کی شدت سے بیل کھا کر رہ گیا۔

”نکارو! — غصے کی شدت سے بیک زیر دکی آذان رپٹ گئی۔

”وہ وہ دوسرا کار دالے گیا ہے۔“ — اس نے بیٹھل الفاظ کئے۔

”کمال سدا گیا ہے۔“ — بیک زیر نے پوچھا۔ گھرہ خاکو شس رہا بلکی، زیر دکی ایک ادلات اس کے بیٹھ پڑی۔ اصرہ تو پڑے لگا۔ لات شاید دل نے میں اور پر پیتی تھی۔ اور چند لمحے تو پہنے کے بعد وہ ٹھٹھنا ہرگز کیا۔ بیک زیر دے ہے

کوڑیلک کی ہوت کے ہے دے کیا گیا تھا۔ یہ ایک قدیق اتفاق تھا۔ درست دکھک پر چلا جاتا کہ میکی بجا نے کو ہرگز ہے۔ اس نے گھریوں کے جانے والی زندگی کا ٹھہری مٹھیا اور بھر ایک دبادی۔ کارکی سپیدا اسی میں نے گھنٹہ مکب ہٹپنے کی۔ مسک پر اچھا نامسا تریکھ تھا۔ اور اس شریک میں اتنی سپیدی سے گائی چلانا سرفہرست نظرے مول نہیں والی بات تھی۔ لیکن بیک زیر دبیک کس پیٹنے کی پرواد کے انہیں دھنڈنے کو بھی سما۔ یہ دو پانچ یہلک سیمین مچل کی تھی۔ بھر جا کر اس سے دو شرکیں بھکتی تھیں۔ ایک کڑی کی بڑی بڑی پیلی جاتی تھی اور دوسرا بیک پیٹنے کی بھکتی تھی۔ بیک زیر کی کار درست چڑک پک پیٹنے کی بھکتی تھی۔ اس نے کامائی کھتری کلب روڈ پر کر دی۔ اب تک اس نے کمی یعنی ایک سوڑتھ بچا کے تھے۔ اور یہ بھی اس نے پیدا کر دی تھا۔ کامیابی کھتری کلب روڈ سان رہنے شریک میں گھوڑی چلا کر ایک سیڈیٹھ سے پہنچا تھا۔ ملکہ کامیابی کلب روڈ سان رہنے تھی اس نے رنگ مریدی پر خادی۔ دو سوچ رہا تھا۔ کامیابی سقدر کی کامل تھوڑی تھی دیر پہلے آجاتی تھی۔ اس قتل عزل کا حشر کر کے رک دیتا۔ وہ دانتوں کو ہر ہن میں دھانے پیدا پڑھاتا چلا جاتا تھا۔ اور اسے کے ہاتھ ہوئی بھکتی نظر نہ گئی۔ بھکتی کا ماذد وہی تھا۔ اور وہ بھیتے ہی نزدیک بھنپا اس کا دل میں اچھلک کا چڑی تھی۔ بھر پڑھ کر اسے یعنی ہر گلگا تھا۔ اس نیکی کے آنکے ایک ادا کا تھا۔ زردیک ہوتے ہی بیک زیر دے ریالا لورا مٹوکر کی سے باہر نکلا اور بھر فائز کر دیا۔ ایک دھکا کر جا۔ اوسے کے جانے والی بھکتی رکھتا تھا۔ اس کا نام تبر مدت ہو گی تھا۔ تھوڑی دو رکھٹے کے بعد وہ بھکتی رک گئی۔ بیک زیر نے کار بھکتی کے قریب جا کر روکی اور بھر بارہنک۔ بیک بیک زیر دکھکی کی طرف دروازہ۔ بھکتی دکھکی دکھکتے ہیں قتل عزل اور بھکتی مٹا جو بارہنک۔

ان کے سر پر پتی نیا۔ اور بھر اس نے ریالا لورا قتل عزل کی کرسٹ گلادی۔

”نکم ادا! انکو مکارو!“ — اس نے کڑکتے ہوئے کہا۔ میکسی ٹھا بھر دوسرا

اے کوئی بہت بڑی فتح حاصل ہوئی ہو۔ عران اس کی فتح پر دل ہی دل میں مکارا یا  
عران کی لشکریں کھلتے ہیں ادام باماساشی نے بچے دستا نہ انداز میں کہا۔

”ہلیو عران کیا حال چال ہیں؟“

”مال تھا رے سلمنے ہیں اور جال بندھا ہونے کی وجہ سے دکھانہ سکتا ہاں  
اگر کوئی در تو ایسے چال دکھاؤں گا کہ نہ کس کی جال سیل جادگی۔“ عران نے  
معصوبیت سے کہا اور ادام باماساشی کو کھلکھل کر خس بڑی۔

”غوب بہت خوب، تمہاری یہی ادائیں تو مجھے پسند ہیں۔“

”پڑھپڑی جوئی۔ تم بھی گھنیں کام سے۔“ عران نے برا ساز بناتے ہوئے کہا  
”کیا مطلب؟“ ادام نے جیسا کہ جوستے پر جا۔

”یعنی تم بھی عاشق ہوئیں اور مجھے ماضی مزاج غور توں سے سخت لفتت ہے۔“  
عران نے لپوں کہا۔ جیسے وہ سخت شان ہوا اور تمام غور توں نے اس پر عاشق ہونے  
کا تمیکرے رکھا ہو۔

”لیکن ادائیں پسند آنے کا مطلب یہ تو نہیں کہ میں تم پر عاشق ہو گئی ہوں۔“  
دام باماساشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اور کیا مجھے شرہبنا چاہتی ہوئی۔“ عران نے ناگوار سے کہا۔

”پڑھ عران گھنیا باتیں نہ کرو۔“ ادام نے بھی بارپکی پڑھ کی۔  
”کسی کا شوہر ہونا کھلکھلی بات ہے۔“ عران نے بھی میں حیرت پیدا کرتے  
ہوئے کہا۔

”جلو بھٹ پندر کرو۔ یہ بتاؤ۔ وہ نہ اور انگوٹھی کھلانے سے۔“ ادام نے بات  
کا کرنٹ پٹھے ہوئے کہا۔  
”مکونی کی نعم اور انگوٹھی۔“

پر پہنچ آ رہے تھے۔ اس کے مخفیتے ہوتے ہی وہ تیزی سے تجھی کی طرف پشاور  
پر پاس نے تمام لسکنیں پچان مازیں۔ میں نہم اور انگوٹھی اسے نہیں۔ اسے یقین ہو گیا کہ  
تجھی سے آ کے جانے والی لاریں بھی مجرم ہی تھے۔ اور اسون نے پہنچے ہی یہ تجھیں حاصل  
کرنے تھیں۔ بیکیز نریکو کافی دریہ پر بچپن تھی۔ وہ بنائے کہاں کیک مکل گئے ہوئے گے  
سیکھ کر تجھیں کے رکنے پر کہہ کارہنپہ جیں رکی تھی۔ بیکیز نریک اتنا ہوا دبایہ اپنی کارہ  
کی طرف آیا۔ اور وہ عران دنوں کے مزدہ جسموں پر سے چڑھاتا ہوا آ کے مکل کیا۔  
اس نے نئی ایکیڈر دبایا۔ دبڑا سے اپنی کرنے کیلی۔ لیکن آسے اپنے بیت ٹریکی کا لونی  
تھا، یہ سڑک اس کا لونی میں ختم ہو جاتی تھی وہ کارا سے کہیں نظر نہ آئی۔ اس نے بہت  
تلش کیا اگر بے سور جنم فلم اور اگر انیس لے جانے میں کامیاب ہو گئے اور بیکیز نریک  
خود رہ داپس دا لش نریل کی طرف لوٹا آیا۔



عمران کو جب بڑش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک کرسی پر سیہنی نے  
بندھا ہوا بایا۔ یہ ایک اپنی خاص پڑا کمرہ تھا۔ فرش پر کی ساخت سے معلوم ہوتا تھا، جیسے کوئی  
کوشش کا ڈر انگکر ردم ہو۔ عران کی کرسی کے سامنے ایک اعلیٰ قسم کا صوف رکھا ہوا تھا۔  
عران کے دینی ہمیں دو افراد بیوی اور سیے کھڑے تھے اور سامنے مر منے پہا دام باماساشی  
بڑی لاپڑا ہی سے بھیتی تھی۔ اس کے سینی پر ہے پہا دام باماساشی

ہے یہاں آئنے میں آپ کے ارادے کو سمجھی دلخ نخا۔ یہ تو میں سوچ رہی تھی کہ میران آتی  
جلد کیسے قابو آسکتا ہے۔ — نادام نے سنجیدگ سے کہا۔  
”آپ کو غلط فہمی ہوتی ہے۔ یہ سے ساتھی نہیں۔ — میران نے ہمیں سنجیدگ سے  
جز اب دیا۔  
کوئی بات نہیں اب اس کے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ یہ آپ کے ساتھی ہیں یا نہیں  
ان کو عبید ہی کوئی اور دی جائے گی۔ — نادام باساشی نے سوچ لے میں کہا۔

استنے میں دروازہ کھلا اور پھر دوار جاپاں لگ کیا اندر داخل ہوئیں۔ نادام  
انہیں دیکھ کر اٹھ کھڑتی ہوتی۔

”بیرون نادام باساشی۔ — انہیں نے ایک درستہ سے احتکڑا اور  
پھر وہ منی خیز نہدوں سے تیلیں کی طرف دیکھنے لگیں۔ دروازہ بند کر دیا کیا اور وہ نیون  
سوچ پر پہنچ گئیں۔

”اٹھا اٹھا جاپاں مقابوں میں دھنڈتے ہو رہے ہیں۔ یہاں دیے چکے صینہ جاپاں پہنچے  
میں دھوکا ہو گی۔ کیوں کہ آپ تمیں اس قابل جن کو حسینہ جاپاں کھلانے جاسکیں۔ —  
میران نے ملکھنگیز لے چکا کہا۔

کیا بات ہے میران بیت زیادہ چیک کر رہے ہیں۔ — ان میں سے ایک  
نے کہا۔

”چیکنے والا، چلنا بجئے سے پہلے ایک دنہ میرا بھرتا ہے۔ ان کی زندگی میرے بخت  
ہے۔ — پہلے والی نادام باساشی نے کہا۔

”یکون ہیں۔ — ایک نے کیٹن لیکل مقدمہ اور عبیدا کی طرف۔ ش۔ —  
ہوئے پہنچا۔

”سر میران کے ساتھی۔ — نادام نے بتتے کہا۔

”اب بچہ بنوادار سنجیدگ سے بات کر دے۔ — نادام کے ہمچے میں تراہٹ اگھی۔  
”بچہ سے بچہ۔ تم تو ایسے مزار بھی ہو جیسے جگلی بھی۔ — میران نے دین کہا۔  
بھیے دہ اس کی تراہٹ سے شدید خوفزدہ ہو گیا ہو۔ لیکن اس سے پہلے کہ نادام کو کجا جاپ  
رہی۔ دروازہ نہ دسے کھلا اور پھر کیٹن لیکل، مقدمہ جیسا اندر طائل ہوئے ان کی کھوں  
سے مالی گئیں مگر جوئی نہیں۔ نادام انہیں دیکھ کر اچلی طبی اور کھڑتی ہو گئی۔ میران کی لامگیں  
جیت سے پھٹ گئیں۔

”یکون ہیں۔ — نادام نے میڑاتے ہوئے پہنچا۔  
”نادام تمیں عارت کے گرد مختلف مقامات پر پھیپھے ہوئے تھے کہ مانندوں کی نظر  
پر کھنک اور پھر انہیں بچا بچا دیا گا۔

”ہر کوئی تو یہ بات ہے۔ — نادام نے کہا۔  
”انہیں بھی کسیوں سے باشندہ ہے۔ — اور پھر خدا ہم بھتیں کر سیوں

سے باشندہ ہیں گے اب جلا دادہ مالی گئن، اور ریوا اور دوں کے سامنے کیا کرتے۔  
”مشاید ان کے اور شاخنگی بھی ہوں چک کر دے۔ — نادام نے ان افراد کو حکم دیتے  
ہوئے ماحصلان تینوں کو کے آئے تھے۔

”بہتر نادام تھے۔ انہیں نے سر محکما دیتے۔  
”ان کی تلاشی سے لی گئی ہے۔ — نادام نے پہنچا۔

”یہی نادام ان سب کی جیجن سے ریوالوں کے لیے ہے۔ — ان میں سے ایک  
نے کہا۔

”نہیں ہے تم طاہزادوں کے بانی ساتھیوں کو تلاش کر دا در بے مدد چکنے ہر ہے۔ —  
نادام نے انہیں حکم دیا اور وہ موزباز نور پر سر ہکلتے باہر کلی گئے۔

”تو سر میران آپ اپنے ساتھیوں سمیت تشریف لائے تھے۔ اس کا مطلب

"او" — دو نون چونکہ پڑیں۔

"ایک بات قربتیں" — اچانک عمران بدل پڑا۔

"فریبیں" — تینوں نے فریب کر لے چکا۔

"آپ میں سے اصلی مادام باباشی کون ہے" — عمران نے پوچھا۔

"یون سمجھیں ہے کہ تم تینوں ہی اصل ہیں" — ایک نے کہا اور باقی دوہنی پڑیں

"اب تباہ مسٹر عمران کی خالیہ سے" — مادام باباشی نے طنزیہ اندازیں کہا۔

سب کے چہرے جوش سرت نے گلزار ہو گئے وہ سب اپنے مشین میں کامیاب  
عمران بُرا سامنہ بن کر رہ گیا۔

"اچھا عمران صاحب اب آپ شرافت سے تواریخے کہ فلم اگر بخوبی کہا جائے تو چھیتیں۔

"یہ کیسے حاصل ہو گئیں مادام" — ان میں سے ایک نے آخر پر جوہری لیا۔

"یہ پہلے والی مادام باباشی نے بننگی سے پوچھا۔

"مکیا دنیمیا ہوتا ہے شتمن عتی۔ یا اس انگوٹھی میں کسی جن کا درج تیدیتی، جوہہ آدمی مارا گیا۔ مگر چیزیں مجھ کے چیز گئیں۔ میں ہی مجھے اعلاء علی کہ عمران ہر ٹوں گیلانہ

ان کے پیسے اتنی پر بننا ہرگز ہی ہو" — عمران نے مکراتے ہوئے کہا۔

"شش آپ۔ تیز سے بات کرو سید علی طریح تباادر نہ میں جسم کی کمال علیم" — میں دیکھا گیا ہے۔ میں نے پہلے تین مبرزا سے اخوا کرنے کے لیے روانہ کردیتے اور

خود ایک اندھہ میر عمران کا درپ دھار کر اسے چاقوؤں سے اچھا خاصائی کیا۔ اور کردوں کی" — مادام باباشی کو غصہ آگیا۔

"اچھا یعنی بات سنئی۔ شاید جاپان میں عورتیں میں تھاں کا ہم کرتی ہیں" — عمران نے اسی لمحے میں کہا۔

"کیا تم سمجھتے ہو مجھے یہ پتہ نہیں کہ انگوٹھی اور نلم کہاں ہے" — اچانک مادام باباشی پس بڑی۔

اس کا دہانہ موجود اسٹنٹ نے اسے عمران سمجھ کر یہ دو نون چیزیں اسے کپڑا دیں

بدھیں نہیں کیے اس کے استنٹ کر شک پڑ گئی اس نے پچھا کیا اس اس

نقیہ عمران کو تلقی کر دیا۔ مگر یہ چیزیں اس سے چھپے ہوئے لی گئیں۔ کیوں کیسی تکریب رہی" — مادام باباشی نے دلوں کی طرف وارطہ نظر دیں سے دیکھتے ہوئے کہا

"زندہ باد مادام آپ نے کمال کر دیا" — دو نون بیک وقت چیخ اٹھیں اور

عمران مادام باباشی کے چالاک ذہن کی داد دیئے بغیر زور مکا۔ جس نے بیک زیر دکر

اکثر باتا کر چیزیں حاصل کر لیں۔

"میری جیب میں" — مادام باباشی نے مرت ڈرامائی اندازیں کہا۔

"خوشی ہوئی سن کر سہا کر ہو" — عمران کا لہجہ اسی طریح طنزیہ تھا۔

مادام باباشی نے جیب میں احتدالا اور پھر عمران کو زندگی میں پہلی بار اتنی

”سر ابھی ابھی ایک امر داں ہے۔“ میں میں سے دو عذر ہیں مکل کر لاندگی ہیں۔“

”اکیارہ عذر ہیں جا پائی تھیں۔“ بیک زیر نہ ہر کئے ہوئے پوچھا۔

”میں سر۔“ نعلانی نے جواب دیا۔

”بیک ہے تم دونوں ابھی باہر نہ ہوں کئے کی آزادگی“  
بیک زیر نہ کہا۔

”اوکے سر۔“ نعلانی نے جواب دیا۔

بیک ذیں و آپ زین روم میں سر کیسے میٹا تھا۔ آج وہ زندگی میں پہلی بار کسی کے  
ہاتھوں اس بڑی طرح اُتھا تھا۔ تمام کھیل بلڈ گیا تھا۔ اباکم زانسٹری کی سیٹی بھی ہے۔ اس  
حالت پہلی پہنچے ہیں۔ فلم اور انگوٹھی دھوارہ ماڈام کے قبیلے میں پہنچی ہیں۔ عمران اور  
سیکرٹ سروس کے ممبروں کی تعداد ہیں۔ صورت حال بہت زیادہ سکھن اور خطرناک ہو گئی  
نے سستہ اخترن سے ٹھیک آن کر دیا۔

”ایک سڑ۔“ بیک زیر نہ سہرائی ہوتے ہوئے بچے میں کہا۔

”سرینہ نعلانی بول را ہوں۔ عمران کو اخڑا کر کے یہاں باڑھک سرماٹی کے آخری  
اور داشت حزل سے باہر آگئی۔ اس کی کافی کاشتھا ہو گئی ہوتا تھا۔ نعلانی کی رپورٹ  
کوئے پر وجودہ ایک دیوانی ہی پڑانی ہوئی میں لے جایا گیا ہے۔ اور اس کے بعد ہم سب  
کے مطابق وہ غریبی کا ذریں سوسماٹی کے آخری کوئے پتھری اسی کی  
نے عمارت کے گندگی کیڑا دال دیا۔ لیکن کیون ٹھیکیں، صھردار جو جانکارا چانکچا ہوئے ہیں۔  
اس کا اصرار ہوتی میں میں اور پر اس کے بعد مذہبیہ ہوتے کے اور جو دا سے جو ہی کا ہیولہ  
اور انہیں حصی گز نہ کر کے اندھے جایا گیا ہے۔ میں اور پر اس کے بعد مذہبیہ ہوتے کے جو ہی کا ہیولہ  
نظر آتے لگا۔ اس نے کار، ایک درخت کے نیچے روک دی اور سپر اڑا کیا۔ جیب سے نقاب  
پھکا۔ عمارت کے ارد گرد سچے افراد مختلف ٹھیکنے پر جیئے ہوئے پہرو دے رہے ہیں۔ اب  
کھال کر اس نے منہ پر ٹھیکا دیا۔ اور پھر غزوں کی آڑا لئے جو ہی کی طرف ہٹھتے گا۔ وہ مد  
آپ ہیں مزید ہدایات دیں کہ آیا ہم عمارت میں داخل ہوئے کی روشنی کر کر شکن کریں۔ یا باہر ہی رہیں!  
”یہ بتا د نعلانی کیا آپ لوگوں کے پہنچنے کے بعد اس عمارت میں سیاہ آسمی بھاگ  
کی آواز نکالی۔ درستے ہے اس سے تقویا دس سر رخت درستہ کی آدا نکالی۔ اور  
چرخ تھرڑی دی ریچہ کیس سایہ میں پر بھیجا ہوا۔ اس کی طرف بڑھا۔ بیک زیر پر کنا

ہو گیا۔ اس نے ریال اور ہاتھ میں لے لیا۔ سایہ قریب آتے ہی اولاد۔

”سر۔“ اور بیک زیر اور اسے ہی کچھ گیا کہ یہ نعلانی سے  
بچے پہنچنے پہچا۔

”نعلانی نے جواب دیا۔  
”اک دیکھ۔“ بیک زیر نہ پہچا۔

مکیا پر زبانہ نہیں ہے۔ بیک زیر نے پوچھا۔

”سرپوزیشن اسی طرف ہے۔“ نہانی نے جواب دیا۔

”جہان کہاں ہے۔“

”سرپوزیشن کی طرف اور دوسرا طرف ایک درخت ہے۔ میں نے اسے آپ کا امر کیا تھا۔“

”بیدی ہے۔ اس کے ساتھ میں نے اُتو اسکنٹ ٹھکایا ہے۔“

”ٹھیک ہے۔ اسے اسکنٹ دے کر یہی ٹالاؤ۔“ بیک زیر نے غافل کو حکم دیا

اور دوسرا سے لے سائنس میں افراد کی آوارگی اٹھانی۔ انہوں نے سپورٹی دی اسٹار کیا۔ پھر

جہان بھی چڑکات کر ان کے پاس بیٹھ گیا۔

”معاذین کی زیارت تک دو کس طرف ہے۔“ بیک زیر نے پوچھا۔

”سائنس اور پیغمبر دو فلوں سائینڈز پر حافظہ موجود ہے۔“ نہانی نے کہا۔

”انہاڑے سے کہاں کی تعداد کتنی ہو گی۔“ بیک زیر نے ایک اور سوال کیا

”کھنڈیاں اور میں جناب پائپ آگے اور پائپ چیلی طرف۔“ جہان نے

جواب دیا۔

”دیکھو جہان تم عمارت کے پیچے پا کر ان پانچوں آدمیں کا الجاؤ اور کرسٹش کر دکم کسی طرف وہ اوث سے بھل کر سامنے آ جائیں۔ پھر جیسے ہوا وہ سائنس آئیں نہانی تم ان

پانچوں کو فرم کر دے۔ پھر یہ کام بدلائی سامنے کی طرف دہراو۔“ بیک زیر نے حکم دیا۔

”بہت اچھا جناب۔“ دو فلوں نے بیک دقت کیا۔

”تم دو زن کے سیالوں پر سائینسرو موج دے۔“ بیک زیر نے سوال

کیا۔

”بیک جناب۔“ دو فلوں نے جواب دیا۔

”نہیں ہے جائز۔“ بیک زیر نے کہا اور دو فلوں بھکے کر ٹھکی کی پھپلی

سائینڈ کی طرف مخالن مستوں سے ہوتے ہوئے بڑھنے لگے جہان ایک بھر جا کر رک

گیا۔ اس کا اندازہ تھا کہ حافظہ اس پاس کہیں ہیں پھر اسے ملٹن کے درخت پر کھو دیا ہے۔

کی آزادی تی دھر کرنا ہو گیا۔ تھیا ایک آدمی اس درخت پر ہو گر دھا۔ وہ رنگا ہوا درخت کے

ادھر پہنچ گیا۔ اور پھر اس نے مطلوب درخت پر گھا کر ہیں جائیں۔ چند لمحے بعد اسے ٹک کر جوا

کہہ شخص درخت کی بائیں سائینڈ پر ہے۔ اس نے ریواں کا رخ اس سمت کا اور پھر

ٹھیک دبادی۔ بھی سماں اداز جوئی اور دوسرا سے لے آئیں پاس کا علاوہ ایک زندگار

ہیئت سے گئے کوئی اٹھا۔ کوئی قرش قسم سے نیٹ نشانہ پر گئی تھی۔ اور پھر ایک شفیر کسی

حکم خود کی طرح بیچ زمین پر آپٹا۔ جہان نے دوسرا نہ کر دیا۔ اور وہ شخص جو فرش پر پڑا

ترکب رہا تھا۔ ساکت ہو گیا۔ اچاک اس درخت کی طرف تھنکت مستوں سے فاٹنگ

ہوئے گی۔ جہاں کو اندازہ ہو گیا کہ باقی حافظہ کس سمت پر ہیں۔ لیکن وہ خاموش رہا۔

چھر اچاک تھنکت سائینڈوں سے سائے بھل کر اس درخت کی طرف آنے لگے۔ وہ

شاندار اندازہ کاٹنے کی کوئی کھش کر رہے تھے کہ کون گرائے گرفہ حد سے زیادہ مقاطع

ہوئے کو کوئی کوئی کوئی کوئی تھے۔ لیکن جہاں کی سیکم کامیاب ہو گئی تھی۔ وہ اپنیں اوتھے

سے باہر کاٹ لائے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ یہ تعداد میں چار ہوں یہاں پر یہاں

ستوں سے اس طرف بڑھ رہے تھے۔ پھر وہ بیسی میں درخت کے قریب آئے۔

اچاک جہاں نے تین کی لادث سے کڑی لگھ دیا۔ اور دوسرا طرف سے غلام جیں شایدی

اسی انتظار میں تھا۔ اس نے ہمیں گولی پلا دی۔ ان میں سے یہیں تو دوہیں ذہری ہو گئے۔

پھر تھا جاگے گا۔ بگر غافل نے اسے بھی ذہری کر دیا۔ ان کے منہ سے پھینکی تھیں۔ اس

لیے دو فلوں اپنا اپنی بھگر خاموش کھڑے رہے۔ کیونکہ اپنیں تھیں تھا جو حربی کی درسی

ظرف ان کی تھیں صورت پہنچی ہوئی گی۔ اور وہاں موجود لوگ ان کا پہ کرنے ضرور میں کے

پھر دی ہوا۔ جہاں لے تین آدمی ہاتھ میں ٹھاکی گئیں ہیے اس فرٹ آتے چھتے دیکھے۔

حربی سے باہر رکھتے۔ وہ چھپ کر چلتے ہوئے پامدے کہک پہنچ گئے۔ جو یہی مکمل طور پر تاریک تھی۔ اس سے بیک زیر نے اندازہ لگایا کہ یہاں تمہارے ہول گے۔ پامدے میں گھستے ہی سائنس دوڑا نظر آیا۔ جو تھراٹ سائکل ہوا تھا۔ بیک زیر نے اندازہ لگایا ہیجا راستہ ہو گا۔ وہ خاموشی سے اندر واخل ہو گیا۔ اندر واخل ہوتے ہی بیک زیر دیوار سے چھپ گیا۔ لیکن ایک لمحے اختار کرنے کے بعد جب کچھ دہل تھا توہ بچھ گیا کہ کہہ غالی سے۔ اس نے غماقی اور جوان گونڈ آئے کا انتہا کیا۔ یعنی اندر آئے بیک زیر نے جیب سے پہلی ٹارچ کھال کر اور جو ٹارچ اپنے کا باریک شاخان گام کر رہے تھے میں گھومتی چل گئی۔ بکرو واقعی غالی تھا۔ سمنے ایک اندر دوڑا تھا۔ یہ سمجھی شاید کوئی گھوٹکا نہ آتے دیکھا۔ اس میں داخل ہو گئے۔ اس طرح دکنی گروں میں گھوٹتے رہے۔ جب دیکھ جوڑتے سے کھٹے میں پہنچے۔ انہوں نے ایک بچھے سکر میڈ کی راکھ دیکھی۔ بیک زیر نے تمام کمرے میں ٹارچ کی روشنی ڈالی۔ لیکن ایسا کوئی نہیں یا کہ نظر نہ آیا۔ جس سے دہنہ خانے کا راستہ معلوم کرنے تھے بیک زیر و پرپٹاں ہو گیا۔ تہ خانوں کا نامہ تکیے علوم کی جانے۔ اچا کم اس کی ٹارچ کی روشنی دیوار میں گئی ہوئی ایک کیل پر پڑی۔ پہنچے تو دوسرے نظر لڑکی۔ لیکن پھر اسے خیال آیا کہ اس پر جیسی کوشش کر کے دیکھ دیجائے۔ شاید کامیاب ہو۔ وہ کیل کی طرف بڑھا۔ اس نے کیل کو گھینٹا۔ دیباںگمانے کی کوشش کی۔ لیکن کیل جیسی ہیں ہوا۔ بیک زیر والیس ہو گیا۔ اس نے کیل سے ہاتھ پتا کر دوڑا پہلی ٹارچ پکڑی اور دوسری گھینٹی دیکھنے لگا۔ غماقی اور جوان چوبیاں خاموش تھے۔ پھر بالکل بالیس ہو کر اس سے ٹارچ جیب میں کھنچ چاہی۔ مگر اپا بک ناڈرچ کی روشنی اس کے ہاتھ پر پڑی اور وہ ٹارچ کیل میں ایک گھنٹی کی روشنی کی دیکھ دی۔ مگر اس کے ہاتھ پر سیاہی گئی ہوئی تھی وہ جیان رک گیا کہ یہ کہک ہیں کوپکڑا تھا۔ اس نے دوبارہ ٹارچ کی روشنی کیل پر ڈالی۔ اب اسے محسوس ہوا کہ کیل دھویں

چوان اتنے میں سیالور دربارہ لوگوں کی بچکا تھا۔ اس نے ان پنائر کوں دیئے۔ دوادی دیں گر پڑے۔ مگر تیسرا شاندار غالی گی۔ اور اس شخص نے فراہ ایک درخت کی آڑلے کر جوان کی طرف چاہی گن کا داما کھل دیا گوں لیوں کی ایک بچھاڑ جوان کی طرف پڑھی۔ لیکن چوان خانے سے بڑے تھے کے پچھے چھپا ہوا تھا۔ اس نے بیچ گیا۔ پھر دوسری سمت سے ایک فریبڑا۔ اور وہ شخص بھی ٹھیر ہو گیا۔ یعنی انہوں کا کام نامہ تھا۔ اور بھرپور چکن پڑا۔ جب حربی کی شانی سمت سے تین پنجیں بند ہوئیں۔ ایکسٹر اسی سمت تھا۔ اس میں چجان بھاگت ہوا۔ اس طرف بڑھا۔ اس نے غماقی کو معی اور اس سمت تھا۔ اس میں چجان بھاگت ہوا۔ اس طرف بڑھا۔ اس نے غماقی کو معی اور اس سمت تھا۔ اسے دیکھا۔

”دیں رُک جاؤ۔ میں نے ان تینوں کو تھیر کر دیا ہے۔“ ایکسٹر کی ادازائی اور وہ دونوں رُک گئے۔

”ریالور جیبوں میں رکھ کر نامی گن اٹھا لو۔“ ایکسٹر نے حکم دیا اور انہوں نے مردہ محاذقوں کے پاس پڑی ہوئی نامی گنیں اٹھائیں۔ ایک نامی گن ایکسٹر نے لے لی۔

”اب اندر چل۔“ بیک زیر نے انہیں حکم دیا۔ اور وہ پہنچتے ہوئے حربی کے اندر واخل ہو گئے۔

بیک زیر نے حربی میں داخل ہوتے ہی سے پہلے باہر کا میدان صاف کر دیا۔ اس نے ضروری سمجھا تھا کہ داہیس کے وقت خانے کس قسم کے حالات ہوں اور یہ بحاظ اس وقت رکارڈ کا باعث نہ ہو جائیں۔ درست وہ خاموشی میں بھی حربی واخل ہو سکتے تھے۔ ایکسٹر کو اسے ساقہ دیکھ کر غماقی اور جوان کی صلاحیتیں زیادہ تھیں۔ تھیں۔ اس میں انہوں نے اس انہی سے محاذقوں کو ختم کر دیا تھا۔ بیک زیر دوں دوں سے آگے جل رہا تھا۔ برآمدے میں انہیں کوئی عاجذ نظر نہیں آیا۔ شاید تمام عاون

سے سلاہ ہوئی ہے، پھر وہ سوچنے لگا کہ مکمل پورہ سیاہی کیسے گی۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال گزرا۔ اس نے مردکر نفای سے بوجھا۔

”مہاری جیب میں اپس یا لائیٹر ہے؟“

”میسکر پاس ہے سڑ—چہان نے کہا اور جیب سے گیس لائیٹر بھال کر بلیک زیر دکون سے دیا۔ دہ دلوں چران تھے کہ ایکسو کو اچانک لائیٹر یا ماچس کی کیا ضرورت پڑ گئی۔

بلیک تیرد نے لائیٹر جلایا۔ اور اس کا شکرکل پر پڑنے لگا۔ اس کا ایک اندازہ تھا۔ پھر جنہیں لئے بعد جب وہ مالیس ہوتے لگا تھا۔ اچانک کسکے کے ایک کردتے میں فرش سہٹ گا۔ بلیک زیر دکون دل قوشی سے حاصل ہے۔ اس کا اندازہ صحیح مکال تھا۔ اصر نفای اور چہان دلوں کی آنکھیں حیرت سے بیٹھ گئیں۔ دہ دل ہی دل میں بوجھے لگا کہ کیا ایکسو علم غنیب جانتا ہے۔ یا کوئی ماقن الفطرت ہستی ہے۔ اسے کیسے پڑھا کر کل پر تعلذ اسے فرش سہٹ جائے گا۔ یہ ایک الیسی چیز تھی۔ جس کا کافی شخص کو تصور بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ فرش سہٹے ہی بلیک زیر دکون دلوں کو اپنے چھپے کے اشارہ کیا اور نیچے جاتی ہوئی سڑھیوں پر اترستے چلے گے۔

عمران یہ تاذکہ تمہیں اس انگوٹھی کے راز کا کیسے پڑھا درتم اس موڑ سا بھیل سوار کے فیٹ پر کیجئے بینجے گئے۔ — نادام باساشی نے بوجھا۔  
”میں روزانہ رات کا مرار قبر کرتا ہوں۔ سراتھ سے مجھے سب کچھ پڑھ پڑ جاتا ہے۔“  
عمران نے سنبھیگی سے کہا۔  
”مرار قبر کیا ہوتا ہے۔“ — نادام باساشی نے حیرت سے بوجھا۔  
”یہ ایک خاص قسم کی دلنش ہے۔ اس کھلر لیجھے ہے کہ سر کے بل اٹاکھڑا ہو گیا اور سر کی اہم اسر کے نیچے رکھ کر اسی انڈا پر ٹوٹ کر طرح جسم کو گھانا خود رکھ کر دیا اس دلنش کو مرار قبر کیتے ہیں۔“  
”تم مذاق کر رہے ہو۔“ — نادام باساشی اچانک جگہ گئی۔ اب عمران کو اس کے گھبٹنے و فیری کی پر باد نہ ملی۔ کیونکہ وہ صرف دلت چاہتا تھا۔ اور وہ اس کوں بچا تھا اس نے اس وقت سے نامہ اٹاکھڑا رسیاں کھولی لی تھیں۔ رسیاں کھوئے ہیں اس کے ناخن پر لگے ہوئے بیدار کافی کام آئے تھے۔ اس نے اچانک اچھل کر ایک ریوالور ولے کے مدرپر پکر لانی چاہی۔ مگر ایک رسی اچانک بندھی رہ گئی تھی۔ عمران کا پیر اس رسی سے الجھ گیا۔ اور وہ منز کے بل فرش پر آرم بیرونیں نادام باساشیاں اچھل کر گھری ہو گئیں۔ روی الور دوسرے نے عمران رنگ رکنا چاہا۔ مگر اسی لمحے کیمیں شکیں مقابل کی طرح جھپٹا۔ اور دوسرے لمبے اس نے ایک نادام باساشی کی گردن کے گرد اپنا بازدھاں ریا گئیں۔  
نادام باساشی اچانک بیٹھی اور دو روازے سے بچر بکل گئی۔

ہوتے والی ادام بساسی نے باہر چلا گل دگا دی۔ وہ اٹھتے ہوئے صدر کے اوپر سے ہوتی ہوئی باہر جا گئی کیٹین شکل نے اس کے پچھے باہر جلا گئی ارفی ہای۔ گراتے میں صدر را ٹھنڈا چکاتا۔ چنانچہ دروس ایک درس سے مہرا کفر شش پر گوئے ادھر عران دونوں کو ختم کر کچا۔ پھر وہ اندھا گئے ہوئے گلکی میں آئے گلکی دی خالی تھی۔ پھر ایسا نک سامنے سے تین نقاب پوشش ناہی گئیں اخطاۓ اندھائے نظر آئے۔

”خوار اگر کسی نے حکمت کی“۔۔۔ ایک ناہی گن دالاڑا۔ تمام ٹھنڈک کردہ گئے کیوں کوئی ایکشونی اوار تھی۔

”سر تینوں مادام ٹکلی گیئیں“۔۔۔ عران نے سبے پہنچا گئی۔ ”اوہ۔ تم“۔۔۔ ایکسترنے ناہی گن جھکا لی۔ عران ان کے مخالف سمت جماعت کے۔۔۔ گلکی کے اس کوئے میں بھی سیر ٹھیاں تھیں۔ جو اپر جاری ہیں۔ پھر کیٹین شکل اور صدر بھی سیر ٹھیاں چھٹے گے۔ اتنے میں نھائی اور چران بھی بھاگتے ہوئے ادھر آ گئے۔

”جو یا اتر بندھی ہوئی ہے۔ اسے کوولو“۔۔۔ صدر تیزی سے سیر ٹھیاں چھٹتے ہوئے گہا اور نھائی پھر تی سے کرے میں گھسن گیا۔ عران تیزی سے سیر ٹھیاں چھٹتا ہوا۔ اور پکیا تو وہ ایک چھوٹے سے کرے میں ہٹپا جس کا درداڑہ کھلا ہوا تھا۔ اس کرے سے بھیجی بلکہ اس نے اپنے آپ کو کھاڈنہ میں پایا۔ اسی لئے اس کا حربی کے باہر شاڑت ہوئی اور عران بھاگتا ہوا کپڑا کوڑ سے باہر نکل گیا اور پھر پہنچا۔ قوت سے کار کے پچھے بھاگتے گا۔ اس نے بھاگتے ہوئے روایور کے قدر کے۔۔۔ گلکی کوئی بھی گوئی نشانے پہنچنے لگی اور کار برق رفتاری سے دشہ۔۔۔ جوں ذریعہ ت ہلی گئی۔

”خوار اگر کسی نے فائز کیا تو میں مادام کی گردن توڑ دوں گا“۔۔۔ کیٹین شکل نے غرائب ہوئے گہا۔ اتنے میں صدر بھی رسیاں کھول کر اٹھ کرذا ہوا۔ اس نے ایک اور مادام کے اخابر لات مارو۔ جو جیب سے روایور کمال رہی تھی۔ عران کے یہے اتنا موقع کافی تھا۔ وہ تیزی سے اچھا درس بھی ایک روایور والا کہتا ہوا فرش پر گاہا ہمان کے سر کیکو اس کے پیٹ پر پڑی تھی۔ دوسرے روایور والا اچھل کر ایک طرف ہٹا اور پھر اس نے قازر کرنا چاہا۔ مگر جو یا کیم اپنی لگسی پر اصلی اور کوئی پاس کھڑے ہوئے روایور بردار کی ٹاگھوں پنڈر سے لگی وہ مرام سے نیچے جا گا۔ اس کے اور چاہیے جو یا کیست رکس سے بننے ہوئی تھی۔ مادام بساسی نے کیٹین شکل کے چہرے پیٹ کر ماری۔ مگر کیٹین شکل نے اس کی کریں گل دن باند سے دادا ری۔ مادام پاسا شی کی آنکھیں ایل آئیں۔ اوہ صدر نے جس مادام کے ٹاخ پرلات ماری تھی وہ تیز تیز بھلکی اس نے قلاہ زی کھائی اور پھر صدر سے بھیجی ہوئی ہمان سے جاہلکی جو جو یا کیے ہے اور کسے اسی کو جو کریں گا۔ کچھ کراہما رہتا۔ صدقے وہ صدر کی لات مار رہا تھا۔ کچھ کا ہوا فرش پر گریا اسی لئے ایک مادام بساسی خس کے پاس فلم اور گنگوٹی تھی۔ دروازے کی طرف چلا گل دگا۔

”اے مت جانے دینا اس کے پاس فلم اور گنگوٹی ہے“۔۔۔ ہمان اسے باہر چلا گکھتا دیکھ کر چلتا۔ صدر اس کی طرف پکا کیٹین شکل کے پیٹ میں پہنچی ہوئی مادام نے چانگ اٹا دی اور صدر در مرام سے من کے میں فرش پر گر گیا۔ کیٹین شکل نے اندھا کا دا بودے کا ایک زور دار جھکتا دیا۔ اور مادام بساسی کے من سے بے استیوار ہیچ نکل گئی۔ اس کا سر زد حک گیا۔ وہ بے ہوش ہو گئی تھی کیٹین شکل نے اسے ایک درن دھکا دیا۔ مگر درس سے لئے دھر جیلن رکیا۔ جب اسی بے ہوش

عمران رک گیا۔ ایک دھوپر وہ جیتی ہوئی بازی ہار چکے تھے۔



کمل۔ کھینچ کر سڑکوں پر بے چہاڑیں نہیں تھیں۔ مینا کوں کا دوسرا شوٹم ہوا تھا۔ اس سے یہ  
ٹرینیک یکدم بڑھ گیا تھا۔

تو نیر ایک فلم کیجھ کر سینما سے باہر نکلا۔ اس نے موڑ سائیکل سنبھالی اور  
سڑک پر آگئی۔ اسی لمحے ایک کار اس کے قریب سے گزری اور پھر وہ یہ دیکھ کر چونک  
پڑا کہ ڈرائیور گل سیٹ پہاڑ سے دھی جاپانی روٹی نذر آئی جو اس کے ندیت پر اس سے  
انگوٹھی میٹے آئی تھی۔ تو نیر نے موڑ سائیکل کا کار کے پیچے لگا دی۔ وہ اس کا تعاقب  
کر کے اس کی روشنی کا ڈینٹ جاہتھا تھا۔ کار میں سڑکوں پر گھومنے کے بعد ایک بلار  
میں رک گئی۔ تو نیر نے بھی موڑ سائیکل ایک طرف روک دی۔ اور فلیٹ ہیٹ پرے  
پٹھکا دیا۔ اس نے دیکھا کہ کار سے تین جاپانی روٹیاں کھوئی تھیں۔ اور پھر وہ تینوں

سڑک کر اس کے دوسرا سائیکل کے دٹ پا تھے پر چلتے تھیں۔ تو نیر نے بھی موڑ سائیکل  
آہستہ آہستہ آگے بڑھائی۔ اسے پہنچانی ملئی کہ یہ پہلی چلتے دلوں کی بیڑی میں کم  
ذہر جاتیں۔ لیکن اسے چکی کروٹھی ہوئی کر دے اگے چڑک میں ایک ٹیکسی پر ٹھوٹھی ملئی تھیں  
تو نیر کو معاطلہ کچھ زیادہ ہی پر اسراز نظر آیا کہ اس بنوں نے کار پر یوں چور کر لیکھی کیلے  
لی۔ کہا وہ کار سے چھاڑنا پڑتا تھا تھیں۔ اب تو نیر پوچھا توجہ سے ان کی ٹیکسی کا  
تعاقب کرتے گا۔ میکھی میں سڑکوں سے ہوتی ہوئی فلادر کا لوٹی کی طرف ترکی

تو نیر بدرست کافی نامٹھے سے تعاقب میں تھا۔ میکھی فلاور کا لوٹی کی ایک اور طرف  
کی کوئی کٹیں میں مڑ گئی۔ تو نیر آگئے نکلتا چلا گیا۔ عقولی درجا کر دک گیا۔  
پھر اسے ٹیکسی کو مٹی سے نکلتی نظر آئی۔ اس نے دیکھا کہ ٹیکسی خالی تھی۔ اس کا مطلب  
ہے کہ تینوں روٹیاں کوئی میں رک گئی ہیں۔ تو نیر نے موڑ سائیکل ایک طرف روکا اور  
پھر کوئی کٹی طرف پہنچنے لگا۔ اس کی کوئی میں واپس ٹرانسپر موجو تھا۔ اسے خالی آیا کہ  
ایکسٹو کو پورٹ دے کر مزید ہیڈیات لے لے۔ چنانچہ دو ایک دیوار کی آڑ میں آکر

تینوں بساشیاں کیے بعد گرے جاگتی ہوئی کپڑا نہ میں آئی اور پھر  
حولی سے باہر نکل گئیں۔ انہوں نے ایک کار دیوار کی آڑ میں کٹھی کی ہوئی تھی  
پسے والی بساشی کار میں بیٹھ چکی تھی کہ دوسرا بھی آپنی جی اور پھر جیسے ہی کار را لایا  
ہوئی تیری میں بے تحاش جاگتی ہوئی قریب آئی۔ دوازہ ھکا اور وہ میٹھی ہوئی کار  
میں گھس گئی اور پھر انہوں نے عمران کو کار کے پیچے جاگتا دیکھا۔ ماڈام بساشی  
نے ایک لیٹ پر پڑا دما دما لے دیا۔ اور کار ہوا ہو گئی عمران پیچے رک گیا۔  
”توہہ، توہہ! کتنے تیز لگ ہیں۔“ کار چلانے والی ماڈام بساشی نے

ٹولی مانس لیتے ہوئے کہا۔  
”میں توہیران ہوں انہوں نے رسیاں کیے کھول لیں۔“ ایک نے کہا۔

وہ ابھی تک اپنی جیتی۔  
”ہمارا کوئی بھی محفوظ باہر نہیں تھا۔ شاید تمام ماڈام سے جا پہنچے ہیں۔“

”اس کا مطلب ہے ان کے اور ادی بھی اندر آرہے ہے تھے۔“  
کاتریزی سے دوڑتی ہوئی ہاؤ سنگ سوسائٹی کراس کر کے کنزٹری کلب دردڑ  
پر آکھی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ شہر پہنچ گئیں۔ شہر پہنچ کر کاراہنڈ نے آہستہ

داج ڈانسیٹر پاکیشنز سے رابطہ قائم کرنے لگا۔ جنہیں بخوبی میں بخوبی رابطہ قائم  
ہو گیا۔



عمران

آئردی اور عمران نے کارکی اندر ونی لائٹ بھجادی کر کہیں کوئی سبز پاس سے گودتے ہوئے  
بیک زیر دیکی تکلیف دیکھ لے۔

”یہ بہت بڑا ہوا عمران صاحب“ — بیک نیز دے کہا۔

”ہاں — لیکن تمہارے ذہن میں کوئی آئیڈیا ہے؟ جنم نے ان سے کہتا  
کہ میں جلد ہی رسکے اڑے کا پتہ چلاوں گا“ — عمران نے پوچھا۔

”نہیں میں نے مرفنا اس مقصد کے لیے یہ کہا تاکہ سبز کے ذہنوں میں میری شخصیت  
کے متعلق موجود تصور کہیں دھنڈانا پڑے گا۔ اور کہیں یہ سوچا شروع کر دیں کیا میکٹر  
نامام ہو گیا“ — بیک زیر دے کہا۔

”تم نے اچکایا“ — عمران نے سمجھ گئی سے کہا۔

انتہے میں ان کی کارداش منزل کے سامنے چاکر کی۔ بیک نیز درعاڑہ کھول  
کر پیچے اتنے لگا پھر کیدم رک گیا۔ اس کی نظر گھری پر پڑی تھی جسی کے ذہن میں ایک  
سرخ نقطہ بل جھوک رہا تھا۔ اس نے دعاڑہ دوبارہ جد کر لیا۔

”کیا ہاتھ ہے“ — عمران نے اسے دعاڑہ بند کرتے دیکھ کر پوچھا۔

”داج ڈانسیٹر کا ہے“ — بیک زیر نے جواب دیا۔

”اوہ یہ کس کی کاں ہو سکتی ہے“ — عمران نے حیرت سے کہا۔

لیکن زیر دے گھری کا دنہ بہن پہنچ لیا۔ اور پھر گھری کو کان سے گلا لیا۔ دھرمی  
طرن آواز آرہی تھی۔

”سرپیں تو نیپول بھاہوں اور“ — بیک نیز د، تو نیپ کی آواز سن کر

چکنک پڑا۔ اس نے گھری کی چاپی کے قریب منزگا کر کہا۔

”ایکسٹر اور“۔

”سردہ جاپانی لیکن جس کی میں اگھوٹی لے آیا تھا۔ دادا جاپانی لیکوں کے ساتھ“

عمران کے نہ کہے میں ایکسٹر اور ہاتھی یہم بھی جوبل سے باہر نکل آئی۔  
”کیا دھکل گئیں“ — ایکسٹر نے عمران سے پوچھا۔

”میں سردہ نکل جاتے میں کا سیاہ ہو گئیں“ — عمران نے مودبادا لے  
لیا۔

”لکڑہ بگرو۔ میں جلدی ان کے دوسراے اڑے کا پتہ چلاوں گا“ — ایکسٹر  
معنی خیز لپھے میں کہا۔

ادعہ عمران چونک پڑا۔

”میں داپس دالش منزل جا رہا ہوں۔ عمران تم میرے ساتھ آؤ۔ آپ سب  
لوگ کہنے پڑے گیوں پہ جائیں۔ اور میرے سکم کا انتشار کریں۔ شاید جلد ہی آپ سب کو  
دوبارہ بھاگ دوڑ کرنے پڑے۔“ — ایکسٹر نے ان سب کو حکم دیا۔ اور ان سب نے  
خاموشی سے سر جھکا دیئے۔

بیک زیر و عمران کو اپنے ساتھی لے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ کار میں بینچ کر  
عمران نے ڈالی جو بگ سیٹ سنبھالی اور کار تیزی سے چل دی۔ بیک زیر دے لقاپ

اس وقت نلادر کالونی کی کوششیں میں موجود ہیں اور ”— اور بیک نزد  
یوں اچھل پا۔ میں اس کے پریدی میں ہم پڑا ہو۔ اطلاع انتہی طرف متوجہ اور  
ہیرت اگنیز تھی۔

”تبیں کیسے پڑھا اور“ — بیک نزد نے تیر سمجھیں کہا۔ اور پھر تو نیت  
تعالیٰ کی پوری رپورٹ دیدی۔

”ٹھیک ہے تم دیں غمہ۔ میں علان، صدر اور کیشیں شکل کو داں سچ رہا ہوں  
علم ان تبیں داں پنج کر نزدیک مددیات دے گا اور“ — بیک نزد نے کہا۔ اور پھر  
دنڈھن دبا دیا۔

”گدگ کے علان ماسب الطف آگیا“ — اور چہارس نے علان کو تو نیت  
میں ہوئی تمام رپورٹ سے دی۔

”ویری لٹھ۔ بیک نزدیک تو نیت نے کمال کر دیا۔ اسے کہتے ہیں خوش قسمتی۔ اب  
میں دیکھوں گا تبیں کہاں جاتی ہیں۔ تم اندھا جا کر کیچن شکل اور صدر کو کال کے  
روں سمجھو۔ میں دیں جارہے ہوں“ — علان کے لمحے میں یہ انبھوسرت تھی۔  
بیک نزدیک تیزی سے کار سے اتر گیا۔ علان نے پیغام سے کار موڑی اور پھر  
اس کا رخ نلادر کالونی کی طرف ہو گیا۔ نلادر کالونی بیان سے کافی ناطق پر تھی۔ اور وہ  
بلداز عبد داں پہنچ جانا چاہتا تھا۔ اس سے وہ لمحہ کار کی رفتار طبعاً جاری تھا۔  
ہی وہ نلادر کالونی پہنچ گیا۔ چھڑا سے تو پرستک کے ایک طرف کھڑا نظر آگیا۔ اس  
نے کار روک لی۔ کار روک کر دینے لگا۔

”ہیلو تو نیت دی گریٹ کمال سے“ — علان کا لمحہ سوت سے بھر پور تھا  
”ٹھیک ہیں۔ لیکن تم بہت جلد آگئے ابھی مجھے ایکٹو کو کال کے حقوقی دیر  
ہی گزری ہے“ — تو نیت ہیرت سے کہا۔

”تم نے جو یاہم ملے آئے۔ دیلے تمہاری اطلاع کے بیٹھ عرض ہے کہ جب تمہاری  
کال پہنچی تھیں میں اس وقت والش منزل میں ہی موجود تھا۔“  
”تم اس وقت والش منزل میں کیا کردے ہے تھے۔“ — تو نیت نے معنی خیز  
لیچھیں پوچھا۔

”تمہارے ایکٹو کو مسلکہ فیٹھا غدیث سمجھا رہا تھا۔ یا ریا ایکٹو بالکل ڈفرے ہے اس  
کی سمجھیں نہیں آتیں۔ سمجھا تھا کہ تھک گیا ہوں۔“  
”لبیں اب ابھی بکواں رہنے والا تباہ مجھے کیا کرنا ہے۔ مجھ سے اس سردی میں  
بیان نہیں سوکھا جاتا۔“ — تو نیت نے ملسا منہ بتاتے ہوئے کہا۔  
استے میں کیچی شکل کی کاربجی داں ہیچے گئی اور پھر جو لے بد صدر بجا پہنچ گیا۔  
کیا بات ہے علان صاحب۔ کیا ما دام کا پتہ چل گی ہے۔“ — صدر نے  
لیچھا۔

”یا رہا دام نہیں ما داں کہو۔“ — علان نے جواب دیا اور صدر کے ساتھ  
کیچی شکل اور تو نیت دیکھیں پڑے۔  
”اچھا چل دیا جو جاؤ تو نیت کوں کی کوشی ہے۔“ — اچھک علان سمجھے  
ہو گیا۔

”وہ صدیکوں“ — تو نیت نے اشارہ سے بتایا۔  
”کی تبیں یقین ہے کہ وہ باہر نہیں نکلیں۔“ — علان نے پوچھا۔  
”کیا میں اندھا ہوں اگر وہ باہر نکلیں تو مجھے نظر آتا۔“ — تو نیت نے پوچھا۔  
کر کہا۔

”اچھا اچھا چلو۔“ — علان نے کہا۔  
”لیکن ہیں کرنا کیا ہے۔“ — صدر نے پوچھا۔

اگلی اور پھر اسے انہی سے آزادی سنائی دی۔ اس نے دروازے کو بکھر کے سے دیا۔  
اب آزادی صاف سنائی دینے لگیں۔

”میرے خالی میں علان کے قتل کے مشکل کی وجہ سے اگر کوئی الحال رہنے دیا جائے۔ جیسے جدار  
جہاد ملک سے بکھر جانا چاہیے“ — ایک آزاد آئی۔

”ٹھیک ہے ہمارے لیے فرم اور اگوٹھی حاصل کر لینا ہی بڑی کامیابی ہے درجہ  
ہو سکتا ہے کہ ہم علان کے قتل کے بچر میں اس سے بھی باخوبی میں“ —  
درسری نے رائے دی۔

علان نے مکر کیشیں شکلیں اور صدر کو اشارہ کیا اور پھر دروازے کو زدہ سے  
لات ماری اور اپنی کانوں را خپل ہگلیا۔ پیشیں شکلیں اور صدر کی ہی خیزی سے کمرے میں  
خس آئتے کھٹکا ہوتے ہی تینوں اداام باس اشیاں جھوٹوں پر مشتمل ہاتھی کر دی تھیں۔  
پل کر کھڑی ہو گئیں۔ انہوں نے روپا لور کا لٹکے کے بیچے جیب میں باخوبی دلے۔ پھر—

”فردا گارک کی نے جرکت کی تو گولی مار دوں گا“ — علان نے کھفت لیجے میں  
لما اور تینوں کے ہاتھوں کی گئی۔ دیے دہان علان اور اس کے ساختمان کو اپنے  
بھکر کران تینوں کے رنگ قوچے تھے۔

”صدر علان کی تلاشی کے کر روپا لور کھال لو“ — علان نے صدر کو کہا۔ اور صدر  
خان کی جیب میں روپا لور کھال لیے۔

”اُن تو اداام باس اشید آپ کے تیرے میں کو کامیاب بنانے کے لیے می خود  
ہمز جو گیا ہوں“ — علان نے ان کی طرف سے اٹھیاں ہوتے ہی کہ۔ پیش  
تینوں میں سے کسی نے جہاں نہ دیا۔ دہ علان کو بیوی دکھری کی تھی۔ بیسے ان کہا۔  
اسی بھرت سے پڑ گیا۔ پورا۔

”صدر ان کے ہاتھ سیدل سے بافہ دو“ — علان نے ایک ہاتھ سے جیب

”سن۔ تنویر کی روپیت کے مطابق تینوں اداام باس اشیاں اس کوٹھی میں ہیں  
تم تنویر ایسا کرو۔ باہر موادر یہ خیال رکھو کہ کوئی بھل کر نہ جائے اگر کوئی بھل کر توبے  
ٹک کے سے گولہ مار دینا۔ شکلیں اور صدر جسم نے اندر جانا ہے“ — علان نے  
اہمیں مہلیات دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے ٹلو“ — پیش شکلیں نے کہا اور پھر وہ تینوں تیزی سے کوٹھی  
کی پشت کی طرف پڑھ گئے کوٹھی کی پشت پر دیوار کے قریب پہنچ کر دک کے۔  
دیوار کو زیادہ بلند نہیں تھی۔ علان نے جمپ کیا اور درستے لمحے اس کے ہاتھ دیوار کے  
سرستے تک پہنچ گئے۔ اس نے سرے پر ہاتھ جائے اور پھر ایک جھٹکے سے دہ دیوار  
پر ٹھپٹھپا گیا۔ صدر اور کیشیں شکلیں بھی اسی طرح دیوار پر چڑھنے میں کامیاب ہو گئے۔  
”اندر کئے رہوں“ — صدر نے کہا۔

”ہمیں اگر کتے ہوئے تو اپنے انہوں نے ہمہنگ بھرپک کر آسمان سر پر  
اٹھا لیا ہوتا“ — علان نے جعل دیا اور پھر وہ تینوں اندر کو دک گئے۔ بکھر کے سے  
دھانکے ہوتے۔ وہ چند لمحے تک دم سادھے دہیں پڑتے رہے پھر جھک کر تیری  
سے عارٹ کے اندر پڑتے گئے۔ عارٹ کی پشت سے ہوتے ہوئے وہ سلنے  
کے رعن پڑا گئے۔ اور پھر وہ تینوں پلچڑی میں پہنچ گئے۔ پورا پچ میں اندر آتھا۔

لیکن سامنے والے دروازے سے روشنی کی ایک بکھر کی لکھ فرش پر نظر آرہی تھی۔  
علان آہستہ سے دروازے کے قریب گیا۔ اور پھر اس نے کی ہوں سے جھانکا۔ لیکن کچھ  
نظر نہیں آیا۔ علان نے دروازے کو دیا تو وہ کھل کیا۔ خوشی سی بھری کر کے علان نے  
دہ دیوار اور جھانکا۔ لیکن کھڑا خالی تھا۔ علان دروازہ کھول کر اندر پڑا۔ اس کے پیچے  
کی پیش شکلیں اور صدر جسم کر سے میں کھل گئے۔ کرسے کے سامنے والے دروازے  
سے بھی درستی طرف دشمنی نظر آرہی تھی۔ علان دبے پاؤں دروازے کے قریب

سے دروازے کے باہر نکل گی۔ صندر نے پھر قل سے بے ہوش مادام باساشی کو اٹھا کر کہا تو سے پر ڈال یا کیپن شکل کے باذ سے فن، بہرنا تھا۔ لیکن اس نے پر راہ ن کی اور وہ بھی ان کے پچھے دوڑتا ہوا باہر نکل آیا۔ عران پور پیچے کی پینچی کیا تھی لیکن رہ درنوں مادام باساشی ان اسے کمی نظر نہ آئیں اس نے ساری کرمی چان ماری لیکن ان کا کہیں پڑ نہ تھا۔

”کیپن شکل اور صندر اسے داش منزل لے جاؤ۔“ عران نے صندر اور کیپن شکل سے کہا اور صندر اور کیپن شکل بے ہوش مادام باساشی کو اٹھائے چاہک سے باہر نکل گئے۔ عران بھاگت ہوا دربارہ مسی کمر سے میں آیا۔ اور پھر قوڑی نی نلاش کے بعد سے ایک طرف دیوار میں رخضیں نظر لگائیں اس نے دہ میں دیبا۔ درسرے لمحے فرش بہت لگایا۔ عران نے اندر اور حنڈوں میں چلا گک لگا دی وہ ایک کمرے میں باگا۔ کمرے کے پیچے فرش پر ہوئی تہبہ کا ساربھا ہوا تھا۔ اس بینے اسے چوتھے لگی ہوئی دری شامہ بچایا ہی اس تصدیک کے لئے لگایا تھا کہ جوست سے محفوظ رہا جائے۔ کمرے کے سامنے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ تیری سے اس دروازے کی طرف بڑھا اور پھر وہ دیکھ کر عران ریگا کی کہ دروازہ ایک سرگز کیں لکھن تھامس رنگ کافی درد بکھ پیا گئی تھی۔ وہ سرگز میں ایسا ہاگنا ہوا جلای۔ سرگز کا تھویل ثابت ہوئی اور جب وہ اس کے درسرے سرستے ہوئا یا تو اس نے اپنے آپ کو ظاہر کو لوٹ کے کہنے بدایک زیر تعمیر کوئی تھی میں پایا۔ شامہ ان درنوں کو خیద کو لانے کے لئے یہ سرگز تیار کیئے ہیں کامیاب ہو چکی تھیں۔

سے رسی کمال کر صندر کی طرف پہنچی۔ صندر سی لے کر ایک کی طرف بڑھا۔ وہ جان لوبج کر پچھے کی درت سے آیا تھا۔ گلگاں نے بیسے اس کے لامچہ پہنچے اچانک اچل کر اس کے سر پر سے ہوتا ہما سامنے کھڑے عران پر بجا پڑا۔ مادام باساشی نے نکلنے کوں ساداً مارا تھا۔ صندر کے پیون اچانک آنکھا نے سے عران بھی انکو رکھنے کی تھی بات۔ کیپن شکل کا دھیان ایک لمحے کے لیے اس ناگہنی طرف کی طرف گئی اور درسرے لمحے اس کے لامچے سے بھی ریلی اور نکل گیا۔ ایک مادام باساشی کی ذردار غلامگنگ لگک اس کے لامچہ پر پڑی تھی۔ تیری نے لپک کر ریلی اور اخالتا۔

”ہینڈر اپ۔“ اس نے زور دار لہجے میں کہا۔ گلگاں کیپن شکل میں الور کی پواد کئے بغیر اس کی طرف حصیت پڑا۔ مادام باساشی نے فاسکر کیا۔ گولی کیپن شکل کے بازو میں گھس گئی مگر کیپن شکل نے اسے دلوں ماقبلوں پر اٹھا کر فرش پر رفتے ماڑا۔ اور صندر اور عران بھی اپنی دوکی دھرت پکے گر اسی لمحے کمرے کا آدم حافر شہزادی سے مٹی گیا۔ اور اتفاق یہ تھا کہ دو مادام باساشیں اسی حصے میں قیس۔ صندر نے ادھر جلد گلگاں چاہی گرانتے میں فرش بابر ہرچکا تھا۔ جیب ستم تھا۔ فرش تختے کی طرف گھوم کر والپس آگئی تھا۔ شاید کسی خنیہ بھی کے دنبے سے ایسا ہوا تھا۔ ایک مادام باساشی جس کے کان کی آدمی لوکنی ہوئی تھی۔ اس حصے پر تھی۔ وہ دری بھی جس کیپن شکل نے اٹھا کر چیکا تھا۔ وہ بے ہوش پڑی تھی۔ شاید پینچے گرنے سے اس کو کافی جیٹ آئی تھی۔

”اے اٹھا کسے آؤ۔“ عران نے کہا اور تیری سے دروانے کی طرف ٹڑا لیکن پھر کر گیا۔ اس کی نظر سائید کی ایک ٹیبل پر پڑی۔ جس پر فلم والا پیکٹ اور اگوٹھی موجود تھی۔ عران نے لپک کر پیکٹ اور اگوٹھی اٹھا کر جیب میں ڈالی۔ اور پھر تیری

سینی گرنج امٹی۔ جدیا نے اٹھ کر بیٹھ آن کر دیا۔

میکریں۔ آپ لوگ کیس کی تعقیلات سننے کے لئے میتاب ہوں گے۔ ایکٹو  
ضhos اداذ کرے میں کوئی احتی۔ سب لوگ اور متوجہ ہو گئے۔ مگر مہان دوبارہ مراتب  
ملا گیا۔ جیسے اسے اس کیس سے کوئی دلچسپی نہیں۔

یہیں اس رفتہ شروع ہوا جب ایک سرپر کوچا ہائک مہران کی کارکوشی ختم ہم سے یا لگای۔ مہران اس دن بال بال پیا تھا۔ بھی مہران پر تا پہنچ تو رحلے ہوتے شروع ہو گئے۔

مرس ایک مادام باتھی سائنسی تھی۔ اس نے چاری خصیتیں بھارٹی میں جگہ پیدا کر لیں۔ وہ میں سے ایک انتہائی تغیری قارئ سے کامانزے ایڈیشن۔ ادھر تسری بادام باتھی اور

کامی اس کے کامنؤں نے مک کے دقائی نظام کا لئٹر ایڈانا پایا۔ ہر تام پلان تپیچی  
لرڈ سے زیادہ خطرناک تھا۔ میں اپنی مک، ہی باقی دوسری عجی سامنے آگئیں۔

نے کے پھر میں رہ جاتے اور وہ اپنا کام کر کے نکل جاتی۔ انگریز اپنے مش من میں کامیاب س آر چارسے ملک کو تباہی میں لے لیا تھا۔ لیکن کرنفلڈ، لٹچ کے قات

میں اگر میرے پاس کوئی بڑا پختہ ہے تو اسی کے لئے علم و تجربہ پا سے  
عمران کی عازم دنیا میں اور برداشت ایکشن کی وجہ سے پہنچ پکی تھی اور ہم تریکے اتفاق سے  
میں باسائشی سے مکاری ایجاد کر رہا تھا۔ اور اس طرح وہ اگرچہ میرے پاس بڑا خداوندی کا نام  
بنا کر رہا تھا۔

میرے پاس بیٹھنے کی اس طرح پانچ مکمل طور پر چارے ہاتھیں تھے۔ اور باقی صرف اشیوں کو گرفتار کرنے والے گایا تھے کہ اونچے سطح پر اپنے بیٹھنے کے وظیفہ

س پہنچ گئیں۔ ادھر ہڑان، کیپن شکل، صدر اور جو بیان کے تفاسیں پہنچے  
گئے کامل کر کے صورت میں تاریخیں ختم کیے گئے۔

کے کاندر پہنچا تو میکوں مادام باس اشیاں فرار ہو جائے میں کوئی بیکار قبضہ نہ ملے۔

بھریت ایک طور پر کام آیا۔ تزویر فلم دیکھ کر مل، با تھا کہ اس نے ان کی کار پھر ان کا تعاقب کرتا ہوا فلاڈر کاونی پہنچ گی۔ سے ایک العذق سمجھے کہ تنور

دانش منزل کے مینگ ہال میں اس وقت بکر شرمند کے قاتم مہربز موجود تھے ایک شوٹنے انہیں کیس کی تفصیلات سے آگاہ کرنے کے لیے بڑا یاد ہوا۔ عمران بھی ایک کرنے میں مدد سرچکارے کیمپ تھا جیسے واقعی مراتب میں ہو۔  
”عمران صاحب کیا بات ہے آج فامروش ہیں“ صدر نے اسے چیڑتے ہوئے کہا۔

”میں سوچ رہا ہوں کہ یوں نہ ایکٹو سے سفارش کروں کہ وہ تمام میرزے کے لئے وہ درجہ لازمی کر دے جو میں نے مادام ماشینوں کو تیاری کی۔“ — مران نے سنجدیگی سے کہا۔

\* خدا کے یہ مہران صاحب ایکسو گوا ایسا مشورہ شد میں اور شہماں جان عذاب میں آجائے گی۔ صدر نے سنتے ہوئے کہا۔

ویسے براخال ہے توریکنیے یہ ورزش فلک رہے گی کچھ کلاس کا داماغ اکثر اپنی جگ سے کھکھ رہتا ہے۔ عران نے توریکو کی چھترتے ہوئے کہا۔

”شٹ اپ بکواس مت کرو ورنہ ہمیں تو نہ دوں گا۔“ تنویر پھر گیا۔  
ماٹی اللہ مٹا شال اللہ عاصی کل شاہی کش فولاد کھارے ہے ہو۔“ مران نے کامیاب ارباب

اس طرح اچاک ان سے کہا گیا۔ اور اس طرح ہم ایک بار بچان کے اٹے سے واقعہ بھیجا جاتا تھا۔ ان تینوں کے علیحدہ علیحدہ گروہ تھے۔ تینوں کے علیحدہ علیحدہ مشن ہوتے تھے۔  
ہو گئے: میں نے عمران صدر رکنیٹ کیپن شکل کرنے کی تحریر کے پاس بیچ دیا۔ یہ لوگ کو حقیقی میں فنا اسی مک کے جا سوس ان تینوں مختلف مشترک اور ان تینوں نادام بام اساشیوں کی وجہ سے چکر  
ہوتے۔ تینوں نادام بام اساشیاں و اوان موجود تھیں۔ اداں ایک بار سپر رہاتی ہیں کیونکہ کجا جاتے اور عموماً ایک میں ان کے سامنے آتا تھا۔ وہ اس میں الجو کردہ جاتے اور باقی دو  
کا ہانوز خی ہو گیا۔ ایک نادام بام اساشی بے پوش ہو گئی۔ مگر وہ تکل جانے میں کامیاب ہے۔ بڑے لیفیاں سے اپنے شن پورے کر کے اور سپر تخلی غائب ہو جاتی۔ اور اسیں ملک  
ہو گئیں۔ نعم اور انگوٹھی وہ دیں چھپر انگوٹھیں تھیں۔ وہ چار بے ہاتھ ٹک گئیں۔ ان دونوں کے جا سوس اخوتتے رہ جاتے۔ یہ طریقہ اب تک بہت کامیاب رہا تھا۔ ان تینوں کو  
نادام بام اساشیوں کو کہتے تھا اور اس کیا تھا۔ میں بے کوہ مک سے فزار ہو گئی۔ میں بے کوہ مک سے فزار ہو گئی۔ میں بے کوہ مک سے فزار ہو گئی۔ اور ان میں سے ایک کوہ قفار  
میں کامیاب ہو گئیں ہیں۔ ایک نادام بام اساشی جبے ہو شن ہو گئی ہیں۔ اسے دلنش کر کوئی کہتے تھا۔ یہ تمام بامیں اگر قفار ہوئے والی نادام بام اساشی نے مرتبہ وقت بندی تھیں۔ درست  
میں لے آیا گیا۔ مگر اس نے یہاں اسکر انپی کلاں کی رگ کاٹ کر خود کشی کی۔ مرتبہ وقت پہلے بیخال کیا جاتا تھا کہ نادام بام اساشی دراصل ایک ہے۔ باقی دو عمر تھیں اس نے  
نے مرتب چند باتیں بتائیں۔ بھروسہ نے اسے مزید بتائے کہ فرستہ نہ دی اور وہ فرمایا کہ اس الحادث کے پیغمبھر کی تھیں۔

کیا اب در نادام بام اساشیاں ہی رہ جائیں گیں۔

”نهیں تھیری کر کی اور جام سوس شجیے میں بھری کری جائیں گے۔“ اسکی شرمنے امازت ہے۔

”سر ایک سوال پیرا ہمی ہے۔“ عمران نے اچاک سر ایک کہا۔

”کیا۔“ ایک شرمنے نہیں سے پوچھا۔

”کیا خیال ہے سر اگر اس جو یہاں اپنے افراد اور کو طور صورت دا اسہا ساشی اس شجیے میں بھرتی کرے۔“

”اوہ ہاں یا ہم بات بتانا میں بھول گیا تھا۔ بات یہ تھی کہ تینوں ہی اصل تھیں ایسا جاتے۔“ عمران نے کہا اور جو یہاں عمران کو ختنے بھری تھا ہوں سے گھوڑے نے گی

”تمہارا خیال بالکل منطق ہے۔ میں جو یہاں سے ملکے کی قابی خنزیر بھریں اور کرکدی کا مقابہ کیا ہے۔“ ایک شو

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“ جو یہاں سے حرمت سے کہا۔

”جربیا کی تقریب کر دی اور جو یہاں کا چڑہ فرط صورت سے یوں گناہ ورگی، جیسے اسے بخت

پا سوس نے اپنے حصوں نیڈی ایکٹوں کے ایک شجیے کا کذب نادام بام اساشی قصرِ قرم کی دلست لگی ہو۔

”ہے۔ اس شجیے میں یہی تین عورتیں کام کری تھیں۔ تینوں اپنے آپ کو نادام بام اساشی“ ”کوئی اور سوال۔“ ایک شرمنے پوچھا۔

”قصیں۔ اس شجیے کا اصل ہے کہ جیاں بھی کسی میں پر ان کو سمجھا جانا۔ ان تینوں کو بکیا سب میر غاموش رہے۔“

”اد نکے اور رائیڈر آں“ — ایکیٹوئے کہا اور آدازانی بند ہو گئی۔

”تم نے میرے سچن ایس خیال کیوں ظاہر کیا تھا۔“ — ترا نسیر بند کر کے جو گلہ جلتی آتا رہی۔

”عمران پاپی ہوت اپنے بھائیوں ہوتی ہے“ — عمران نے اس کے اختوں میں کہا ہوئی جو گلہ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

”جب یا نے ہجینپ کے تھی خیچے کر دیا اور کہہ ہبڑو پر قبھوں سے گونج اٹھا۔

## ختم شد

عمران سیزیمی ایک اودشاہ کار ناول کا اضافہ  
Baawat

Tanzeer

معضف مقطور حکایم ایم اے

- فاظ طھجھ کھام
- ایکش اور سپس سے بھر پر کہانی۔
- سیکھ سروی کل پوری ٹیم ایکسٹر کو بنے نتھ کرنے کی وجہ جسد شروع کر دیتا ہے۔
- عمران اور بیک نیڑہ چکار رہ گئے۔
- کیا ایکیٹوئے بنے نتھ بے ہو گی؟
- کیا عمران نے پست چالیا کا اصل ایکیٹوئے کوں ہے؟
- کیا سیکھ سروی کے بھر کسی ڈھیں عبسم کے آکار بن گئے تھے؟

ایک یادگار ناول  
ایک انوکھا پلاٹ

بیلہ میلو آج ہی اپنے قریبی بکال آن طبق فولیں

یوسف بیادرز پبلشرز بکلنز پاک گیٹ ملٹان،